

جلہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

حصہ ۹ نمبر

# بِخَارِ الْأَخْوَارِ

مُلا مُحَمَّد سَدِّيقِ مَجَاسِي رَحْمَةُ اللهِ

ترجمہ

مَوْلانا سید حسن امداد مَدَنِي

دَرَعَات

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

حصہ ۹ نمبر

# بھار الاضوار

ملا محمد سید باقر مجلسی رضی اللہ

ترجمہ

مولانا سید حسن امداد مدظلہ العالی

درحالات

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام

حضرت امام علی رضی اللہ عنہما

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

م محفوظ بکٹ کنپٹی امام بارگاہ مارٹن روڈ کراچی ۵

فون: ۲۲۲۲۸۶

۳۹۱۶۸۲۳

نیکس: ۲۹۱۶۸۲۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## عرض مترجم

”بحار الزوار“ طبع جدید طہران عبدغیرہ مشتمل برجالات

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام حضرت امام علی نقی علیہ السلام اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے

اس میں بحار الزوار کی مضمون دار روایات کو پوری طرح ملحوظ رکھا گیا ہے تاکہ اگر کوئی اہل کوسا نے

رکھ کر دیکھنا چاہے تو کوئی دقت پیش نہ آئے۔ پھر ہر روایت پر ضمنی سرخیاں بھی قائم کر دی گئی ہیں

تاکہ ناظرین کے لیے نفس مضمون کی تلاش آسان ہو جائے۔

ترجمہ کیسا ہے، اس کا فیصلہ خود ناظرین کریں گے، اپنی طرف سے صرف یہ عرض ہے کہ

ایک زبان کا ترجمہ دوسری زبان میں بالکل ایسا ہی ہے جیسے ایک شیشی کا عطر دوسری شیشی میں اُنڈیلنے

کی کتنی ہی کوشش کی جائے پھر بھی پہلی شیشی میں کچھ نہ کچھ گوارا ہوا رہ جائے اور اُنڈیلنے والا معذور ہے

وَالسَّلَامُ  
”مترجم“

سید حسن اماد (ممتاز لافاضل)

اس کتاب ”بحار الزوار“ جلد نہم کے ترجمے کے  
حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔

نیز اس ترجمے کا کوئی جز یا کل کتاب کا بلا اجازت  
شائع کرنا خلاف قانون متصور ہوگا۔

مصنف \_\_\_\_\_ مولانا باقر مجلسی علیہ الرحمہ

مترجم \_\_\_\_\_ سید حسن اماد صاحب (ممتاز لافاضل)

طابع \_\_\_\_\_ سندھ آفسٹ پریس۔ کراچی

کتابت \_\_\_\_\_ جعفر زبیر

ناشر \_\_\_\_\_ محفوظ ایک بکس۔ مارٹن روڈ کراچی



## حصہ دوم امام دہم

حضرت ابوالحسن ثالث امام علی نقی ابن امام محمد تقی علیہما السلام

### باب اول

لقاب، کنیت، ولادت و شہادت

جانے سکونت  
اسم گرامی  
والدہ محترمہ  
تاریخ ولادت  
نقشبہ خاتم  
تاریخ وفات جاتے دن خلفاء وقت

### باب دوم

امامت کیلئے اقوال و نصوص امام

قوم کا اجتماع

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی نص  
ابوالحسن مجھ سے مشابہ ہے

### باب سوم

اخبار و معجزات

ملکیت امام

ایک معجزہ

سنگریزوں کا سونے میں تبدیلی ہونا

ہوانے امام کا احترام کس طرح کیا۔

اللہ کی طرف سے میرے لیے یہ انتظام ہے

ایک بروصہ کی صحت  
ایک ہندی شیعہ بانڈی ہلاکت  
ایک اور معجزہ  
ترکی سردار کے پھینکانام  
اخبار العلوم  
ایک ظالم حاکم سے نجات  
منجانب اللہ گرم پانی کا انتظام  
تم اللہ کی کون کونسی نعمتیں کا شکر لو کرو گے  
ستر من رے اُجڑنے کی پیش گوئی  
حق بمقدار رسید  
علم الاخبار  
ایک اور اعجاز  
علم مافی الضمیر  
علم مافی الارحام  
علم مینابا  
زیر مصیبت جو آپ مستلذ  
دعا قبول حاجات  
استجاب دعا  
سخاوت  
احیائے موتی  
سال کے چار دن جن میں روزے رکھے جائیں  
مردوں کے قرض کی ادائیگی  
تارک التبیح تارک الصلوٰۃ کے برابر ہے

محمد میرے جد ہیں یا آپ کے؟  
فارسی زبان کا علم  
سقلانی زبان میں گفتگو  
عطائے محمد عطائے عسی  
امام اور اسپ کا مکالمہ  
پرندوں کی نظر میں امام کا احترام  
امام کی فوج کی شان  
متوکل نے امام کی زیارت پر پابندی لگا دی  
زعب امام  
میں امامت کا کیوں قائل ہوا؟  
زمین کے ہر خطے میں قبریں ہیں  
طی الارض  
زینب بنت فاطمہ ہونے کی دعویٰ دار  
مال کثیر کا مفہوم  
یحییٰ بن اکثم کے مسائل اور ان کے جوابات  
سزا کے خوف سے اسلام لانے کی سزا  
معرفت پر ایک تفصیلی گفتگو  
یزداد طبیب  
باب چہارم  
خلفائے وقت  
متوکل کا ارادہ قتل  
ارادہ گرفتاری  
اسیری اور پھر ارادہ قتل  
مدینہ سے روانگی  
بنی ہاشم کا پاپیادہ جلوس  
متوکل کے قتل کی پیش گوئی  
متوکل کے لیے بددعا

۲۰۲ شکر کا قتل ۱۵۷  
۲۰۲ صد رحمی ۱۵۷  
۲۰۳ محمد بن حنفیہ کی اولاد کی جرأت دہلیری ۱۵۹  
۲۰۵ یوم بعض الظالم ۱۶۰  
۲۰۵ گریبان چاک کرنے کا جواز ۱۶۱  
باب پنجم  
اولاد امام اور حالات جعفر کذاب ۱۶۳  
۲۰۸ اولاد امام علی نقی علیہ السلام ۱۶۵  
۲۰۸ جعفر کا کردار برادران یوسف جیسا ۱۶۷  
۲۰۹ جعفر کا امام کی نقیث پر مقرر ہونا ۱۶۸  
۲۰۹ جعفر کذاب کے متعلق توفیق امام عصر ۱۶۹  
۲۱۳ یہ سنگ خاندان ہے۔ ۱۷۰  
جعفر کذاب کا حضرت جعفر طیار کے  
خاندان کی لڑکی کا برونیت کرنا ۱۷۲  
باب ششم  
احوال اصحاب امام علیہ السلام ۱۷۵  
۲۱۶ سہیل بن یعقوب ابو نواس ۱۸۰  
۲۱۶ اختیارات امام ۱۸۱  
۲۱۷ دربان و وکیل ۱۸۵  
۲۱۷ ابوالغوث شاعر آل محمد  
۲۱۸ بنا غلام ترکی کے بارے میں رسول کی دعا  
۲۲۰ اصحاب امام ۱۸۸  
۲۲۱ فارس ایک قابل مذمت شخص تھا ۱۹۰  
۲۲۲ ابوالہاشم جعفری ۱۹۱  
۲۲۲ ابو علی کو حسین بن عبد ربہ کا قائم مقام بنانا ۱۹۳  
۲۲۳ ابو علی بن راشد کے متعلق امام کا خط ۱۹۸  
۲۲۴ ایسح بن حمزہ قمی کو دعا کی تعلیم ۱۹۹  
۲۲۵ میرے لیے حاضر حسینی میں دعا کی جلتے ۲۰۰

## حصہ سوم امام یازم حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام

### باب اول سکونت و ولادت القاب اور نشانی خاتم

۲۳۰	جائے سکونت	۲۵۲	قید خانے میں ؟
۲۳۰	تاریخ جائے ولادت اور شہادت امام	۲۵۳	زمین کے خزانوں کی کنجیاں
۲۳۲	القاب و کنیت	۲۵۳	تمام ائمہ برابر ہیں
۲۳۲	نقشبندی خاتم	۲۵۴	حجت اللہ اور دوسروں میں فرق
		۲۵۴	ایک زائر کے ساتھ سلوک
		۲۵۵	حضرت علی کا لون بکالی سے خطاب
		۲۵۶	امام مستجاب الدعوات ہوتے ہیں
		۲۵۶	خواب اور بیداری میں کوئی فرق نہیں
۲۳۶	امام محمد تقی علیہ السلام کا ارشاد	۲۵۷	بدکار عورتوں سے متعلق ممانعت
۲۳۶	امام علی النقی علیہ السلام کی نص	۲۵۸	فرش پر اتنیار کے قدموں کے نشان
۲۳۷	نصوصِ اواخر	۲۶۰	صاعد نصرانی کا ایمان لانا

### باب سوم مکارم الاخلاق و دیگر امور

۲۳۶	سر اقدس کا نور	۲۶۶	سنگریزے پر ائمہ طاہرین کی مہربانی
۲۳۶	اطلاع آمد امام مہدی علیہ السلام	۲۶۵	معجزہ نامہ سمر سلمانی
۲۳۵	ظہور امام محمد علیہ السلام اور انہدام منائر	۲۶۶	فصد میں خون کے بدلے دودھ نکلا
۲۳۵	اسحاق کندی کی تناقض قرآن	۲۶۰	طی الارض
۲۳۷	دشمن سے درس کا طریقہ	۲۶۱	کنویں کے پانی کا بلند ہونا
۲۳۷	شاعر متوکل سے سلوک	۲۶۲	عسکریتین کے روغن کی کرامت
۲۳۷	علم امامت اعمال بندگان	۲۶۲	درندے بھی معرفت امام رکھتے ہیں
	زعب امامت	۲۶۲	زمین نے حسب ضرورت سونا چاندی اگل دیا
		۲۶۳	قبل کاغذ پر خود بخود جملے لگنا

قید خانہ بھی آپ کو پابند نہ کر سکا  
کیش گھوڑا آپ کا منقطع ہو گیا۔

### باب پنجم انجمن التعمیر بحار العلوم

۲۶۸	نبی کی بڑی اور راسب	۲۶۸	علم منایا
۲۶۹	ماسوس کی نشاندہی	۲۶۹	اللہ فضل پر دم کرے
۲۸۱	معتز کی قید سے رہائی کا علم	۲۸۱	مستقبل کا علم
۲۸۲	دشمن تو ہماری نسل قطع کرنا چاہتا ہے	۲۸۲	مشکوٰۃ سے مراد
۲۸۲	بڈیوں کا خطرہ	۲۸۲	کنیز کی موت کا علم
۲۸۳	علم اصلاب و ارحام	۲۸۳	عروہ بن یحییٰ کے لیے بد دعاء
۲۸۳	علم ارحام	۲۸۳	زبیری کے لیے بد دعاء
۲۸۳	بغیر روشنائی کی تحریر کی شناخت	۲۸۳	ابن ہلال سے براءت کا اعلان
۲۸۴	حج کو جاؤ! پیاس کا کوئی خطرہ نہیں	۲۸۴	باب ششم
۲۸۴	مستقبل کا علم	۲۸۴	تفاسیر آیات قرآنی و اقوال زریں
۲۸۵	گھوڑے کی فروخت کا حکم	۲۸۵	اپنے کام سے کام رکھو
۲۸۶	علم بلایا	۲۸۶	واقفیوں سے ترک مولات کرو
۲۸۷	کس نے کونسا مال چڑھایا	۲۸۷	انگلی کے اشارے سے ہدایت
۲۸۸	تیری جائیداد واپس مل جائے گی	۲۸۸	ایک دوستدار کو دعاء کی تعلیم
۲۸۸	بغیر طلب خاتم بخش	۲۸۸	حزب اللہ کا شمار
۲۸۹	قرآن کا مخلوق خدا ہونا	۲۸۹	فقہ سے گناہ معاف ہوتے ہیں
۲۸۹	ٹوپی و دیسل امامت	۲۸۹	شرک خفی
۲۹۰	دعاء دیسل امامت	۲۹۰	حکیم تقیت
۲۹۰	علم مافی الضمیر	۲۹۰	جائز نفع
۲۹۳	علم الانساب	۲۹۳	تعویذ برائے نوبتی نجات
۲۹۵	علم مستقبل	۲۹۵	تم لوگ بہت کرو دشمن کیلئے کافی ہو
۲۹۵	معتز کی معزولی	۲۹۵	لوگوں کے تین طبقے
۲۹۶	مستعملہ کا گرفتاری و عذاب	۲۹۶	من کنت مولاً کا مطلب

۲۹۶	مہدی کی مدت عمر کا خاتمہ	۲۹۶	مہدی کے قتل کی پیش گوئی
۲۹۶	تین دن کے بعد خوشخبری کی اطلاع	۲۹۶	گمشدہ غلام کی نشاندہی
۲۹۸	علم منایا	۲۹۸	اللہ فضل پر دم کرے
۲۹۸	مستقبل کا علم	۲۹۸	مشکوٰۃ سے مراد
۲۹۹	کنیز کی موت کا علم	۲۹۹	عروہ بن یحییٰ کے لیے بد دعاء
۳۰۳	زبیری کے لیے بد دعاء	۳۰۳	ابن ہلال سے براءت کا اعلان
۳۰۴	باب ششم	۳۰۴	تفاسیر آیات قرآنی و اقوال زریں
۳۰۵	اپنے کام سے کام رکھو	۳۰۵	واقفیوں سے ترک مولات کرو
۳۰۵	انگلی کے اشارے سے ہدایت	۳۰۵	ایک دوستدار کو دعاء کی تعلیم
۳۰۸	حزب اللہ کا شمار	۳۰۸	فقہ سے گناہ معاف ہوتے ہیں
۳۰۹	شرک خفی	۳۰۹	حکیم تقیت
۳۰۹	جائز نفع	۳۰۹	تعویذ برائے نوبتی نجات
۳۱۰	تم لوگ بہت کرو دشمن کیلئے کافی ہو	۳۱۰	لوگوں کے تین طبقے
۳۱۰	من کنت مولاً کا مطلب	۳۱۰	

۱۔ جائے سکونت

میں نے اپنے مشائخ سے سنا ہے کہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام شرمین رکنے (سماہ) کے حبس محکمے میں سکونت پذیر تھے اس نام عسکر تھا اسی لیے ان دونوں حضرات کو بیگم (عسکرین) اور ہر ایک کو علیہ عسکری کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

(علل الشرائع باب ۱۶۷)

۲۔ تاریخائے ولادت و وفات اور جائے ولادت، مدت امامت و اسم والدہ گرامی

حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام مدینہ منورہ کے اندر ماہ ربیع الاول میں تولد ہوئے۔ آپ کی والدہ گرامی ام ولد تھیں جن کا اسم گرامی حدیثہ تھا۔ آپ کی مدت امامت چھ سال تھی۔

- کتاب مصباح کفعمی میں ہے کہ حضرت ابو محمد حسن بن علی بن محمد بن علی الرضا علیہ السلام دس ۱۰ ربیع الآخر ۲۳۲ھ کو تولد ہوئے۔
- شیخ مفید علیہ الرحمہ کی کتاب "حدائق الریاض" میں بھی یہی تاریخ ولادت مرقوم ہے۔ (اقبال الاعمال - حدائق الریاض)
- کتاب الدرر میں ہے کہ آپ کی والدہ کا اسم گرامی حدیثہ تھا۔ آپ مدینہ منورہ کے اندر ماہ ربیع الآخر میں تولد ہوئے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ دوشنبہ کے روز تولد ہوئے۔ (الدرر وما)
- آپ کی ولادت ۸ ربیع الآخر روز جمعہ کو مدینہ منورہ میں ہوئی اور یہی کہا گیا ہے کہ آپ مقام شرمین رکنے کے اندر ۲۳۲ھ میں تولد ہوئے اور اپنے پدر بزرگوار حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے چھ سال قبل ولادت فرمائی۔

چند ماہ معتز کی حکومت رہی، اس کے بعد ہمدانی کی حکومت، پھر معتز کی حکومت ہو گئی۔ اور معتز کی حکومت کے پانچ سال گذر جانے کے بعد آپ نے شہادت پائی اور شرمین رکنے میں اپنے والد بزرگوار کے پہلو میں دفن کیے گئے۔ وقت شہادت آپ کی عمر کل چھ بیس سال کی تھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ۲۸ سال تھی۔ آپ ربیع الاول سنہ ۲۶۰ھ کی ابتدائی تاریخوں میں بیمار ہوئے اور ۸ ربیع الاول روز جمعہ وفات پائی۔ (مناقب آل ابی طالب جلد ۲ صفحہ ۲۲۴)

- محمد بن طلحہ نے اپنی کتاب "کشف الغمۃ" میں تحریر کیا ہے کہ آپ کی ولادت ۲۳۲ھ میں ہوئی آپ کی والدہ گرامی ام ولد تھیں جن کا نام نامی سوسن تھا۔ آپ کی کنیت ابو محمد اور لقب الناصب تھا۔ (کشف الغمۃ جلد ۲ صفحہ ۱۶۱)
- آپ نے ۸ ربیع الاول سنہ ۲۶۰ھ میں وفات پائی، اس طرح آپ کا سن وفات کے وقت ۲۹ سال کا تھا جس میں سے ۲۳ سال اور چند ماہ اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ رہے اور ان کی رحلت کے بعد پانچ سال چند ماہ اپنے عہد امامت میں بسر کیے۔ آپ کی قبر شرمین رکنے (سماہ) میں ہے۔ (کشف الغمۃ جلد ۲ صفحہ ۱۶۲)
- حافظ عبدالعزیز بغدادی کا بیان ہے کہ آپ کا لقب عسکری ہے ۲۳۲ھ میں تولد ہوئے اور سنہ ۲۶۰ھ کے اندر عہد معتز میں وفات پائی۔ آپ کی قبر سماہ میں ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ ۲۳۲ھ میں تولد ہوئے اور ۸ ربیع الاول سنہ ۲۶۰ھ کو شرمین رکنے میں وفات پائی، اس وقت آپ کا سن مبارک ہوتی ۲۸ یا ۲۹ سال کا تھا۔ آپ کی والدہ گرامی ام ولد تھیں جن کا نام نامی حدیثہ تھا۔ آپ کی قبر شرمین رکنے میں آپ کے پدر گرامی کی قبر کے پہلو میں ہے۔ (کشف الغمۃ جلد ۲ صفحہ ۱۶۲)

- کتاب الدلائل میں حمیری کا بیان ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری ابن حضرت امام علی نقی علیہ السلام ماہ ربیع الآخر سنہ ۲۳۲ھ میں تولد ہوئے اور ۸ ربیع الاول روز جمعہ سنہ ۲۶۰ھ میں آپ نے انتقال فرمایا، اس وقت آپ کا سن مبارک اٹھائیس سال کا تھا۔ (کشف الغمۃ جلد ۲ صفحہ ۱۶۱)
- اسلام النوری میں ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام مدینہ منورہ میں روز جمعہ ۸ ربیع الآخر سنہ ۲۳۲ھ کو تولد ہوئے اور آپ نے شرمین رکنے میں ۸ ربیع الاول سنہ ۲۶۰ھ کو وفات پائی، اس وقت آپ کا سن اٹھائیس سال کا تھا۔ آپ کی والدہ گرامی ام ولد تھیں جن کو حدیثہ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ آپ کے

میت امامت چھ سال تھی

آپ کے القاب الہادی، السراج اور العسکری ہیں آپ اور آپ کے پدربزرگ اور آپ کے جد نامدار یہ سب اپنے اپنے زمانے میں ابن رضا کے نام سے مشہور تھے آپ کے عہد امامت میں معتز کی آخری چند ماہ کی حکومت رہی۔ پھر ہندی خطہ گیارہ ماہ اٹھائیس یوم حکومت کی اس کے بعد احمد معتمد علی اللہ بن جعفر توکل نے بیس سال کی عمر میں حکومت کی مگر حیب اس کی حکومت کو پانچ سال ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ولی حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی قبض روح فرمائی۔ اور آپ بھی سرمن رائے میں اپنے پدربزرگ کی ساتھ دفن کیے گئے۔

ہمارے اکثر اصحاب کا خیال ہے کہ آپ کو زہر سے شہید کیا گیا۔ جس طرح آپ کے پدربزرگ اور جد نامدار بلکہ جمیع امت اہلبار کو زہر سے شہید کیا گیا۔ وہ لوگ اس کی دلیل میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ روایت پیش کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: " واللہ ما ماتنا الا مقتول شہید " (خدا کی قسم ہم میں سب کے سب مقتول و شہید ہیں۔) (واللہ اعلم) (اعلام الوری صفحہ ۲۲۹)

۳ = القاب و کنیت

آپ کو اصنامت، الہادی، الرقی، الزکی، النقی کے القاب سے یاد کیا جاتا تھا۔ آپ کنیت ابو محمد تھی۔ نیز آپ کے اور آپ کے پدربزرگ امام علی النقی علیہ السلام اور آپ کے جد نامدار حضرت امام محمد تقی جو اپنے اپنے زمانے میں ابن رضا کے نام سے مشہور تھے۔ آپ کی والدہ گرامی ام ولد تھیں جن کا نام نامی حدیث ہے۔ آپ کے صرف ایک مندرزند امام قائم آل محمد علیہ السلام ہیں۔ (جو ابھی تک زندہ ہیں، ہماری نظروں سے پوشیدہ ہیں جب خدا کا حکم ہوگا ظاہر ہوں گے۔) (منابع آل ابی طالب جلد ۴ ص ۱۱۴)

۴ = نقش خاتم

آپ کا رنگ کھلتا ہوا گندمی تھا۔ آپ کا نقش خاتم سببان من له مقالید السموات والارض تھا۔ (فصول المہتم)

مصباح کفعمی میں ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام دو شنبہ کے روز چار ربیع الثانی ۲۳۲ھ میں تولد ہوئے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس میں امامی آپ کی تاریخ ولادت ہے۔ آپ کا نقش خاتم: " انا اللہ شہید " یا " ان اللہ شہید " تھا۔

(مصباح کفعمی)

عیون المعجزات میں ہے کہ ہمارے اصحاب کی روایت کے مطابق آپ کی والدہ گرامی کا نام شریین سبیل تھا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حدیث تھا۔ مگر صحیح یہ ہے کہ ان کا نام سبیل تھا۔ یہ زنان عارفات و صالحات میں سے تھیں روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ ۲۳۲ھ میں تولد ہوئے۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام ربیع الآخر ۲۳۲ھ میں تولد ہوئے آپ کی والدہ گرامی ام ولد تھیں جن کو حدیث کے نام سے پکارا جاتا تھا۔

(کافی جلد ۱ ص ۵۰۳)

دس بیان: آپ کے دو بیان عثمان بن سعید اور حسین بن روح فوجی (بہمنی) تھے۔ تصانیف: حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی ایک کتاب ۲۵۵ھ میں ملی جو آپ کے حالات پر مشتمل تھی۔ جس کے ترجمے کا نام " رسالہ منقبت " ہے۔ جو اکثر مسائل حلال و حرام پر مشتمل ہے اس کتب کی ابتدائی عبارت یہ ہے: اخبرنی علی بن محمد بن سعید بن علی بن موسیٰ۔ خیبری نے کتاب موسوم بہ " مکاتبات الرجال عن العکری " میں احکام دین کے ایک حصہ کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

ثقات: آپ کے ثقات (معتدین) میں سے علی بن جعفر حضرت امام علی النقی علیہ السلام کے کارپرداز تھے۔ ابو اسحاق داؤد بن قاسم جعفری جنہوں نے پانچ امہ کا زمانہ دیکھا۔ داؤد بن ابو یزید نیشاپوری، محمد بن علی بن بلال، عبد اللہ بن جعفر حمیری، ابو عمرو عثمان بن سعید عری، زیات و سمان، اسحاق بن ربیع کوفی، ابو القاسم مجاہد بن یزید فارسی اور ابراہیم بن عبید اللہ بن ابراہیم نیشاپوری تھے۔

وکلان: آپ کے وکلان میں محمد بن احمد بن جعفر اور جعفر بن سہیل صیقل ہیں ان دونوں نے آپ کے پدربزرگ اور آپ کے فرزند کا زمانہ بھی دیکھا تھا۔

اصحاب: محمد بن حسن صفار، عبد اللہ بن علی بن سید نیشاپوری، ابو طالب بن جعفر فغانی اور ابو جعفر علی بن محمد



آپ نے فرمایا کہ جو بات میں تم سے کہوں، وہ اس تک پہنچا دو گے؟  
اُس نے کہا: جی ہاں۔

آپ نے فرمایا، اچھا جاؤ پہلے کسی صورت سے اُس کا مقرب حاصل کر کے اُس پر  
کرنے کی کوشش کرو پھر جب وہ تم سے ماؤس ہو جائے تو اُس سے یہ کہنا کہ ایک سوال میرے  
ذہن میں آیا ہے۔ میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں۔

وہ یقیناً کہے گا کہ پوچھو۔  
تم کہنا کہ یہ بتائیے، وہ متکلم جس کے کلام کا نام قرآن ہے اگر وہ آپ کے پاس آئے  
تو کیا اُس کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ اپنے کلام کا وہ مطلب نہ بتائے جو آپ نے بتایا ہے بلکہ  
اور مطلب بتائے؟

اُس کے جواب میں وہ کہے گا، ہاں، اس کے لیے یہ جائز ہے کیونکہ وہ کلامِ اسما کا ہے  
جب وہ یہ کہے تو پھر تم کہنا کہ: پھر آپ کا کیا خیال ہے کہ ہوسکتا ہے، اللہ نے اپنے  
کلام کے وہ معنی مراد نہ لیے ہوں جو آپ سمجھ رہے ہیں، اس طرح آپ غلطی کر رہے ہیں۔  
الغرض وہ شاگرد اپنے استاد سحاق کندی کے پاس پہنچا اور بڑے تلمیذ و  
کے ساتھ اُس نے اپنے استاد کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا۔

کندی نے کہا، کیا کہا، پھر کہو۔  
شاگرد نے یہ مسئلہ پھر پیش کیا، تو وہ سوچ میں پڑ گیا اور بولا، تمہیں قسم ہے، یہ  
یہ سوال تم کو کس نے بتایا ہے؟

اُس نے کہا، کسی نے نہیں۔ یہ سوال از خود میرے دل میں پیدا ہوا۔  
کندی نے کہا، ہرگز نہیں، تم جیسا آدمی ایسا سوال کر ہی نہیں سکتا۔ سچ بتاؤ،

تم کو کس نے بتایا ہے؟  
بالآخر اُس کو کہنا پڑا کہ مجھ سے حضرت ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا تھا  
سے یہ سوال کیا جائے۔

کندی نے کہا، ہاں اب تم نے صحیح بات بتائی ہے۔ اس قسم کا سوال تو موائے اہلبیت  
کے اور کسی کے ذہن میں آجی نہیں سکتا۔  
اس کے بعد اُس نے آگ منگوائی اور اُس وقت تک تناقضِ قرآن کے متعلق جو کچھ لکھا

وہ سب جلا دیا۔

## ⑤ = دشمن دوستی کرنی کا طریقہ نام

محمد بن اسماعیل علوی سے روایت ہے کہ علی بن  
ابوشامہ جو ایک شدید دشمنِ آلِ محمد تھا اور آلِ ابوطالب پر تشدد کیا کرتا تھا۔

ایک دن حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام اُس کے پاس بیٹھے تھے  
راوی کا بیان ہے کہ ابھی آپ ایک بجا دن بیٹھے تھے کہ اس کی گردن آپ کی عظمت و  
جلالت قدر کے سامنے جھک گئی، آپ کے سامنے اُس کی نگاہ نہ اٹھی تھی جب آپ اس کے پاس  
سے اُٹھے تو بہترین صاحبِ بصیرت بن چکا تھا اور آپ کی طرح صراحتی کر رہا تھا۔  
(اعلام الوری صفحہ ۲۵۹، الارشاد مفید صفحہ ۲۶۶)

## ⑥ = شاعر متوکل کے ساتھ سلوک

شاعر متوکل ابو یوسف قصیر کا بیان ہے  
کہ میرے یہاں لڑکا پیدا ہوا، میں اُس وقت بالکل تنگ دست تھا۔ میں نے کئی آدمیوں کے پاس  
مالی اعانت کے لیے رقعے لکھے، مگر میرا قاصد ہر جگہ سے بے نیل و رام واپس آیا، تو میں نے اپنے دل  
میں کہا، اب میں خود ہر ایک کے دروازہ پر جاؤں گا۔

الغرض جب میں حضرت ابو محمد علیہ السلام کے دروازے پر پہنچا تو اندر سے  
ابو حمزہ نکلا، اس کے پاس ایک سیاہ قبیل تھی جس میں چار سو درہم تھے۔  
اُس نے کہا، میرے آقا فرماتے ہیں کہ اے یہ رقم اپنے مولود پر خرچ کر اللہ تعالیٰ تجھے  
مبارک کرے۔

## ⑦ = علمِ امامت اور اعمالِ بندگان

ابوالقاسم علی بن راشد سے روایت ہے  
ان کا بیان ہے کہ حضرت ابو محمد علیہ السلام کے زمانے میں علویوں میں سے ایک شخص طلبِ معاش  
کے لیے ترمین رائے سے ملا و جبل کی طرف چلا۔ راستے میں ایک مرد بھاری سے ملاقات ہو گئی۔

اس نے پوچھا، کہاں سے آرہے ہو؟

مرد علوی نے کہا، اسرمن رائے سے آ رہا ہوں۔

اُس نے پوچھا، فلاں گل کا دروازہ فلاں جگہ ہے، تم پہنچتے ہو؟

مرد علوی نے کہا، جی ہاں۔  
اُس نے کہا، تمہیں حضرت حسن بن علی کا بھی کچھ حال معلوم ہے؟  
مرد علوی نے کہا، نہیں۔

اُس نے کہا، تم کہاں جا رہے ہو؟  
مرد علوی نے کہا، بلاذیر جبل کا ارادہ ہے۔  
اُس نے کہا، بلاذیر جبل کیوں جا رہے ہو؟  
مرد علوی نے کہا، روزی کمانے کے لیے۔

اُس نے کہا، اچھا تو میں تم کو پچاس دینار دیتا ہوں یہ لو اور پلٹ چلو مجھے حضرت  
حسن بن علی علیہ السلام تک پہنچا دو۔

مرد علوی نے کہا، بہتر ہے۔  
اُس نے مرد علوی کو پچاس دینار دیے اور وہ اُس بھرائی کے ساتھ واپس آیا۔  
پہنچا، دونوں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے بیت الشرف پر حاضر ہوئے۔  
اذن بارانی اذن مل گیا، دونوں بیت الشرف میں داخل ہوئے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام صحن خانہ میں  
وسر ماتھے۔

جب امام علیہ السلام کی نظر اُس مرد جبلی بھرائی پر پڑی تو آپ نے فرمایا، تم فلاں  
فلاں ہو؟  
اُس نے عرض کیا، جی ہاں۔

آپ نے فرمایا، تمہارے والد نے تمہیں میرے لیے وصیت کی تھی، تم اُس وصیت  
کو پورا کرنے کے لیے آئے ہو، تمہارے پاس چار ہزار دینار ہیں۔ وہ مجھے دو۔  
اُس نے عرض کیا، جی ہاں۔

یہ کہہ کر اُس نے وہ رقم آپ کے سامنے رکھ دی۔  
پھر آپ اُس مرد علوی کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، تم طلب معاش کے لیے بلاذیر  
جا رہے تھے۔ اس بھرائی نے تمہیں پچاس دینار دیے، تم اِس کے ساتھ واپس آئے۔ اب  
تم کو پچاس دینار اور دیتے ہیں۔

یہ فرما کر آپ نے اُس مرد علوی کو پچاس دینار عطا فرمائے۔

(کشف المغتہ جلد ۲ صفحہ ۲)

④ = رُعبِ امامت

تعلکبری رحمۃ اللہ سے روایت ہے۔ ان کا بیان ہے کہ  
میں ایک دن ابوعلی محمد بن ہمام رحمۃ اللہ کی ڈلوڑھی میں چپو ترے پر بیٹھا ہوا تھا کہ ادھر سے ایک ضعیف  
شخص کا گزربوا، جو اون کی کوٹ پہننے ہوئے تھا، اُس نے ابوعلی کو سلام کیا۔ اُنھوں نے جواب سلام دیا۔  
اور وہ شخص چلا گیا۔

ابوعلی نے کہا، تمہیں معلوم ہے یہ کون تھا؟  
میں نے کہا، نہیں۔

ابوعلی نے کہا، یہ ہمارے آقا حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کا لازم ہے  
کیا تمہارا جی چاہتا ہے کہ اس سے اپنے آقا کی کوئی حدیث سنو؟  
میں نے کہا، ہاں۔

اُنھوں نے کہا، تمہارے پاس اس کے دینے کے لیے کچھ ہے؟  
میں نے کہا، ہاں، دو درہم صبح رہیں گے۔  
اُنھوں نے کہا، اس کے لیے یہ کافی ہے۔

الغرض میں اس کے پیچھے گیا اور اُس سے جا کر کہا کہ تم کو ابوعلی بن ہمام جلاتے ہیں، کیا  
تم اُن کے پاس جانا پسند کرو گے؟  
اُس نے کہا، جی ہاں۔ بس درہم۔

پھر ہم دونوں ابوعلی بن ہمام کے پاس آئے وہ اُن کے پاس بیٹھ گیا۔  
ابوعلی نے مجھے اشارہ کیا کہ اسے دو درہم دے دو۔  
میں دینے لگا تو اُس نے کہا، اس کی کیا ضرورت ہے۔  
میں نے اصرار کیا اور وہ دو درہم اس کو دے بیٹے۔

پھر ابوعلی بن ہمام نے اُس سے کہا، اب عبد اللہ محمد! حضرت ابو محمد امام حسن عسکری  
کے متعلق جو کچھ تم نے دیکھا ہے اسے بیان کرو۔

اُس نے کہا، میرے مالک علویوں میں سب سے زیادہ مرد صالح تھے، میں نے تو  
ان جیسا کوئی آدمی ہی نہیں دیکھا۔ وہ مشکلی اور نیلگوں زین پر سوار ہوتے اور ہر دو شبہ اور چشمنہ کو  
سرمن رائے میں دارا خلافت کو جاکر لیتے۔ چنانچہ جب آپ اپنے معین دن میں تشریف لے جاتے تو  
وہاں لوگوں کا عظیم اڑہام ہو جاتا۔ سارے راستے سوار لہا سے سمجھتے ہوئے بہر طرف خچر یا خچر اور

گدھے ہی گدھے نظر آتے، اتنی بھی جگہ نہ ہوتی کہ آدمی پیدل ہی اس کے اندر سے گزر جائے۔ اس کا بیان ہے کہ مگر جب میرے آقا وہاں پہنچتے تو کیا آدمی اور کیا جانور سب خاموش ہو جاتے، نہ خچروں کی ہنہناہٹ ہوتی نہ گدھوں کی آواز۔ آپ کو دیکھ کر سارے جانور ادھر ادھر ہٹ جاتے اور میان میں وسیع راستہ خالی ہو جاتا اور آپ بغیر کسی مزاحمت کے اندر داخل ہو جاتے اور اپنی مخصوص جگہ پر تشریف فرما ہو جاتے، اور جب دربار سے برآمد ہوتے تو خلیفہ دربار کو حکم دیتا کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی سواری لاؤ۔ یہ آواز سن کر لوگوں کا شور و غل، گھوڑوں کی ہنہناہٹ وغیرہ سب ختم ہو جاتی سارے سواریوں کے جانور ادھر ادھر ہٹ جاتے، یہاں تک کہ آپ انتہائی سکون و وقار کے ساتھ سوار ہو کر وہاں سے تشریف لے جاتے۔

اس ملازم کا بیان ہے کہ ایک دن خلیفہ نے معینہ دنوں کے علاوہ آپ کو بلا لیا۔ چیز آپ پر بہت شاق ہوئی، خوف تھا کہ علویوں اور ہاشمیوں میں سے جو لوگ آپ کے رشتہ اور منزلت کو دیکھ کر آپ سے حسد کرتے تھے انہوں نے خلیفہ سے آپ کی جینگی کر دی ہوگی آپ جب سوار ہو کر وہاں تشریف لے گئے اور دار الخلافہ پہنچے تو کہا گیا کہ خلیفہ تو دربار سے اٹھ چکا ہے اب آپ چاہیں تو یہاں تشریف لھیں اور چاہیں تو تشریف لے جائیں۔

اس ملازم کا بیان ہے کہ آپ وہاں سے پلٹے اور جانوروں کے بازار میں آئے وہاں بڑا شور و غل تھا، بڑی بھیڑ بھاڑ اور لوگوں کا ازدحام تھا مگر جب آپ بازاریں پہنچے تو ہر طرف خاموشی چھا گئی نہ کسی انسان کی آواز بلند ہوئی، نہ جانوروں کا۔

الغرض آپ جا کر اس بوپاری کے پاس بیٹھ گئے جو آپ کے لیے جانور وغیرہ خریدا کرتا تھا۔ اس نے آپ کے سامنے ایک ایسا خطرناک و شہر گھوڑا پیش کیا جس کے پاس جانور کی کوئی ہمت نہ کرتا تھا۔ بوپاریوں نے اسے آپ کے ہاتھ اصل قیمت سے بھی کم یعنی گھائے پر فروغ کر دیا۔

آپ نے مجھ سے فرمایا اے محمد! اٹھو اور اس پر زین کس دو۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ انہوں نے مجھے کسی کوئی ایسا کام کرنے کا حکم نہیں جو میرے لیے باعث آذیت ہو، اور اس لیے میں نے آگے بڑھ کر اس کا تنگ کھولا اور اس پر پشت پر زین رکھ دی۔ وہ بالکل چپ چاپ رہا، اس نے کوئی حرکت نہ کی، میں اسے لیکر آپ کے پاس آیا، تاکہ اسے لیکر چلا جائے کہ اتنے میں وہ بوپاری دوڑتا ہوا آیا اور بولا: میں یہ گھوڑا نہیں بیچنا چاہتا۔

آپ نے مجھ سے فرمایا، پھر یہ ان لوگوں کو واپس کر دو۔ بوپاری اسے لینے کے لیے آگے بڑھا تو گھوڑے نے اس کی طرف ایسا رخ کیا کہ وہ ڈر کے مارے بھاگا۔

ملازم کا بیان ہے کہ وہ گھوڑا ہم نے چھوڑا آپ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور ہم وہاں سے چلے تو وہ بوپاری پھر دوڑتا ہوا آیا اور بولا:

اس گھوڑے کا مالک کہتا ہے کہ ڈر ہے، کہیں آپ اسے خرید کر لے جائیں اور پھر اسے واپس نہ کریں۔ اگر آپ کو علم ہے کہ یہ گھوڑا کس قدر بد سرشت و شریر ہے اور اس کے بعد بھی آپ اس کو خریدنا چاہتے ہیں تو خرید لیجیے۔

آپ نے فرمایا کہ مجھے علم ہے

بوپاری نے کہا، تو پھر میں نے فروخت کیا۔

آپ نے مجھ سے فرمایا کہ گھوڑا سیلو۔

میں اسے لیکر اصطبل آیا۔ نہ اس نے کوئی حرکت کی اور نہ مجھ سے ستایا۔ یہ سب میرے آقا کی برکت تھی۔

ابوعلی بن ہمام کا بیان ہے کہ یہ گھوڑا لوگوں میں تو خوار مشہور تھا، وہ دو پاؤں پر کھڑا ہو جاتا۔ اپنے مالک کو لات مارتا اور پھینک دیتا تھا۔

اس ملازم کا بیان ہے کہ میرے آقا تمام علویوں اور ہاشمیوں میں سب سے زیادہ مرد صالح تھے، انہوں نے کبھی نبیذ کو منہ نہ لگایا، آپ محراب عبادت میں بیٹھے سجدے میں جاتے اور سجدے ہی میں سوجاتے پھر بیدار ہوتے، پھر سو جاتے، خدا کلمہ تناول فرماتے۔ آپ کے لیے انجیر، اور انگوڑ وغیرہ لائے جاتے تو اس سما سے ایک یاد دہانی کھالیتے اور فرماتے:

اے محمد! اسے جاؤ اپنے بچوں کو دے دینا۔

میں پوچھتا، کیا سب اٹھائے جاؤں؟

آپ فرماتے، ہاں سب لے جاؤ۔

المختصر، میں نے اتنے سے بہتر کوئی آدمی نہیں پایا۔ (غیبۃ الشیخ صفحہ ۱۳۹)

⑧ = آل محمد اللہ کے مکرم بندے ہیں

اور میں بن زیاد کفر تو تائی کا بیان ہے کہ میں حضرات آل محمد کے متعلق مبالغہ آمیز بڑی بڑی باتیں کیا کرتا تھا۔

ایک مرتبہ میں حضرت ابو محمد صدیق امام حسن عسکری علیہ السلام کی ملاقات کی عرض ہے  
عسکر پہنچا۔ سفر کی وجہ سے بہت تھکا ماندہ تھا اس لیے ایک تمام کی دکان پر گیا، وہیں بڑے سوار  
اور آنکھ اُس وقت کھلی جب حضرت ابو محمد صدیق امام حسن عسکری علیہ السلام نے آکر کھٹکھٹایا۔  
میں نے محسوس کیا کہ آپ ہی نے دروازہ کھٹکھٹایا ہے اس لیے فوراً اٹھا، دروازہ  
کھولا اور آپ کے قدموں کو بوسہ دیا۔ آپ سواری پر سوار تھے اور کئی غلام آپ کے گرد تھے۔

آپ نے سب سے پہلی بات جو فرمائی وہ تھی کہ اے اور میں! سنو!  
”بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ لَا يَسْتَفْتُونَكَ بِالْقَوْلِ وَهُوَ بِأَمْرٍ يُعْلَمُونَ“

(سورۃ الانبیاء آیت ۲۶-۲۷)

ترجمہ: بلکہ یہ اللہ کے مکرم بندے ہیں، اُس کے قول پر سبقت نہیں کرتے اور اسی  
کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔

میں نے عرض کیا، مولا! میرے لیے یہی آیت کافی ہے۔ درحقیقت میں یہی  
پوچھنے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ (منقوب جلد ۲ ص ۲۲۵)

## ⑨ = قید خانے میں؟

کتاب احمد بن محمد بن عیاش میں ہے کہ ابوہاشم محمد  
حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے ساتھ قید خانے میں تھے اور معتز نے طالبین کے متعدد لوگوں  
کے ساتھ ۲۵۸ھ میں ان دونوں کو بھی قید میں ڈال دیا تھا۔

محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر کا بیان ہے کہ جب حضرت ابو محمد امام حسن عسکری  
قید کر لیے گئے تو خاندان بنی عباس اور اساطیر کے مخرفین میں سے صالح بن علی وغیرہ صالح بن  
وصیف کے پاس پہنچے اور اس سے کہا کہ: حضرت ابو محمد علیہ السلام کے ساتھ ذرا بھی نرمی  
کرتا، بلکہ اور سختی میں اضافہ کرو۔

صالح بن وصیف نے کہا، حتی الامکان میں نے دو شریر و ظالم ترین لوگ ان پر مامور  
کیے مگر وہ دونوں بھی آپ کی نماز اور عبادت کو دیکھ کر ان سے متاثر ہو گئے۔

اس کے بعد اُس نے اُن دونوں محافظوں کو بولا، اُن سے پوچھا، بتاؤ تم دونوں کی  
اُس مرد (امام حسن عسکری) کے متعلق کیا رائے ہے؟

انہوں نے کہا، ہم ایسے شخص کے متعلق کیا کہیں جو دن بھر روزہ سے رہتے ہیں اور  
رات بھر عبادت کے سوا کبھی سے کوئی بات کرتے ہیں، نہ کسی اور کام میں مشغول ہوتے ہیں۔ وہ اگر

## ⑩ = زمین کے خزانوں کی کنجیاں

کتاب الجملۃ الشفاء میں مرقوم ہے کہ ابو جعفر  
نے بتایا کہ ابو طاہر بن بعل ایک مرتبہ حج پر گیا۔ اس نے دیکھا کہ علی بن جعفر بہرائی بڑی بڑی رقمیں  
داد و دہش میں خرچ کر رہے ہیں۔

جب حج سے واپس آیا تو اس نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھا  
آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ میں نے علی بن جعفر بہرائی کو ایک لاکھ دینار خرچ  
کرنے کی اجازت دیدی ہے اور تم کو بھی اتنی ہی رقم خرچ کرنے کی اجازت ہے۔  
یہ کام اس امر کی دلیل ہے کہ ان (انہ) کے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں ہیں۔  
(منقوب جلد ۲ ص ۲۲۵)

## ⑪ = تمام ائمہ علم میں برابر ہیں

ابوہاشم کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ فہرنگی نے  
امام علیہ السلام سے دریافت کیا، کیا وہ ہے کہ عورت غریب و سیکین کو ایک حصہ (میراث سے)  
فتنہ اور مرد کو دو حصے؟

آپ نے فرمایا، اس لیے کہ عورت پر نہ جہاد فرض ہے، نہ اس کا نان و نفقہ اس  
کے ذمے ہے۔ یہ ذمہ ولاریاں مردوں پر ہیں۔

میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہی سوال تو ابو العوجا نے بھی حضرت امام جعفر صادق  
علیہ السلام سے کیا تھا اور آپ نے بھی اس کا یہی جواب دیا تھا۔

میرے ذہن میں یہ بات آتے ہی، آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، ہاں  
ٹھیک ہے یہی سوال ابو العوجا نے بھی کیا تھا اور جب سوال کا مفہوم ایک ہو تو جواب بھی ایک  
ہی ہوگا۔ سنو، جو بات ہمارے اول کی ہوتی ہے وہی ہمارے آخر کی بھی ہوتی ہے۔ ہمارے

اول و آخر علم اور دیگر امور میں برابر ہیں مگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب امیر المؤمنین  
علیہ السلام کو ہم پر بزرگی اور فضیلت حاصل ہے (منقوب جلد ۲ ص ۲۲۵)

- کشف الغمہ میں بھی دلائل حمیری سے ابوہاشم کی یہی روایت مرقوم ہے۔  
(کشف الغمہ جلد ۳ صفحہ ۲۱۹)
- اعلام الوری میں کتاب ابن عباس سے یہی روایت درج ہے۔  
(اعلام الوری صفحہ ۲۵۵)

## ۱۲ = حجت اللہ اور دوسروں میں فرق

ابو حمزہ نصیر خادم سے روایت ہے  
ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو اپنے غلاموں سے  
ان ہی کی زبانوں میں کئی مرتبہ باتیں کرتے ہوئے سنا جن میں کچھ رومی تھے کچھ ترکی تھے اور کچھ  
صقالی تھے۔ مجھے بڑا تعجب ہوا، دل میں کہا کہ یہ مرزہ میں پیدا ہوئے اور اپنے والد بزرگوار حضرت  
ابوالحسن امام علی اشقی علیہ السلام کی وفات تک کبھی کسی کے سامنے نہیں آئے، نہ ان کو کسی نے  
دیکھا، پھر ان کو یہ زبانیں کیسے آگئیں؟  
اسی میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: سنو! اللہ تعالیٰ  
اپنی حجت کو ساری مخلوق پر واضح کر دیتا ہے اور اسے ہر شے کا علم عنایت فرمادیتا ہے یہی بنا پر وہ  
دنیا کی تمام زبانوں کو تمام لوگوں کے نسب کو اور زمانے کے تمام ہونے والے آئندہ کے حوادث  
کو جانتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو پھر حجت خدا اور مجھ میں کیا فرق ہو گا۔  
(مختار الخراج صفحہ ۲۱۲، مناقب جلد ۴ صفحہ ۲۲۸)

اعلام الوری کافی اور ارشاد شیخ مفید میں بھی نصیر خادم کی یہی روایت مرقوم ہے  
(اعلام الوری صفحہ ۳۵۲، کافی جلد ۱ صفحہ ۵۰۹، ارشاد صفحہ ۲۲۲)

## ۱۳ = ایک زائر کے ساتھ سلوک

ابو القاسم حبشی سے روایت ہے ان کا  
بیان ہے کہ میرا دستور تھا کہ ہر سال اول شعبان میں عسکر (سامرا) میں مقام مقدس کی زیارت  
کو جایا کرتا اور تیسرے شعبان میں زیارت قرصین علیہ السلام کیا کرتا تھا۔ ایک سال میں شعبان  
سے پہلے ہی عسکر پہنچ گیا اور خیال تھا کہ اب حسب دستور شعبان میں یہاں کی زیارت کو نہ  
اسکوں گا۔ مگر جب شعبان آیا تو دل میں کہا کہ ہمیشہ شعبان میں وہاں کی زیارت کی ہے اس لیے نہ چھوڑوں  
گا۔ یہ سوچ کر میں پھر عسکر (سامرا) روانہ ہوا اس سے پہلے جب عسکر پہنچتا تو رقعہ یا خط سے لوگوں

کو مطلع کر دیا کرتا تھا کہ میں آ رہا ہوں مگر اس مرتبہ ارادہ کیا کہ صوفیہ زیارت کروں گا اور کسی سے میل  
ملاقات نہ کروں گا۔ اس لیے جبیں کے گھر قیام کیا اس سے کہہ دیا کہ میرے آنے کی کسی کو اطلاع نہ دینا  
جب میں نے شب کو اس کے یہاں قیام کیا، تو گھر کا مالک مسکراتا ہوا دو دینار لے کر  
آیا، اس کو خود حیرت تھی، وہ کہہ رہا تھا کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے یہ دو دینار میرے پاس  
بیچھے ہیں اور کہلا یا ہے کہ یہ حبشی کو دیدو اور کہو، جو اللہ کی اطاعت میں مشغول ہوتا ہے اس کی حاجت  
برآری اللہ کرے۔  
(مختار الخراج صفحہ ۲۱۵)

## ۱۳ = حضرت علی کا لوف سے خطاب

محمد بن علی شریعی جو مہندی  
کے مقررین میں سے تھا، اس کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا تھا اس کو لوگوں کے واقعات و حالات سے  
کافی واقفیت تھی، اس کا بیان ہے کہ میں اکثر مہندی کے پاس شب بھی بسر کر لیتا تھا۔ ایک شب  
کو مہندی نے مجھ سے کہا:  
بے محمد! کیا تم کو وہ روایت معلوم ہے جو لوف یکالی نے حضرت علی علیہ السلام سے  
نقل کی ہے؟  
میں نے کہا، جی ہاں، یا امیر المؤمنین، لوف کا بیان ہے کہ میں نے حضرت علی کو  
دیکھا کہ آپ نے ایک شب کو بار بار باہر نکل کر آسمان کی جانب دیکھا، پھر مجھے پکارا:  
لے لوف! کیا تم سو رہے ہو؟  
میں نے عرض کیا، نہیں یا امیر المؤمنین! میری آنکھیں مسلسل آپ پر جمی ہوئی ہیں  
آپ نے فرمایا، لے لوف! کیا کہنا ان لوگوں کا جو دنیا میں زاہدانہ زندگی گزارتے ہیں  
اور آخرت کی طرف راغب ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کی زمین کو بستر بنا لیا ہے اور اپنے ہاتھ  
کو تکیہ بنایا، یہاں کے پانی کو خوشگوار اور طیب و طاهر سمجھتے ہیں، کتاب خدا پر عمل ان کا شعار ہے اللہ  
سے دعا کرتے ان کا دستور ہے۔ پھر انہوں نے دنیا کو بالکل ترک کر دیا، حسب طرح حضرت عیسیٰ بن  
حضرت مریم علیہ السلام نے دنیا کو ترک کر دیا تھا۔  
لے لوف! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے عیسیٰ مسیح کی طرف وحی فرمائی کہ نبی اسرائیل سے  
کہہ دو کہ میرے گھروں میں جب داخل ہوں تو حضور قلب، خشوع نظر اور پاک صاف ہاتھوں کے  
ساتھ اور انہیں یہ بھی بتا دو کہ اگر ایسا نہ کیا تو، نہ میں ان میں سے کسی کی فریاد سنوں گا، اور نہ کسی کی  
دعا کو قبول کروں گا۔

دل میں یہ سوال بھی تھا کہ مومنین سے اس جگہ کون لوگ مراد ہیں؟ تو وہ ائمہ طاہرین ہیں جو اللہ پر ایمان لائے ہیں اور وہ ہم (ائمہ) ہیں۔ (مناقب جلد ۴ ص ۲۲۷)

### ۱۴ = آية ثُمَّ أَوْثَرْنَا الْكِتَابَ كِتَابِ

روایت کی گئی ہے کہ ایک

مترجم ابوالہاشم نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام سے مندرجہ ذیل آیت کی تفسیر دریافت کی: "ثُمَّ أَوْثَرْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ يُاذِنُ اللَّهُ" (سورہ فاطر آیت ۳۲)

ترجمہ: "پھر ہم نے جنہیں اپنے بندوں میں سے منتخب کر لیا ان میں کتاب کا وارث بنا دیا۔ پس ان میں سے کچھ تو اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں اور کچھ ميسانہ رو ہیں۔ اور کچھ اللہ کے حکم سے نیکیوں میں سبقت لے جانے والے ہیں۔"

آپ نے فرمایا اس آیت میں ظالم لنفسہ سے مراد وہ ہیں جو امام کا اقرار نہیں کرتے۔ مقتصد سے وہ مراد ہیں جو امام کی معرفت رکھتے ہیں اور سابق بالخیرات سے مراد خود امام ہیں۔

یہ سن کر میں اپنے دل میں سوچنے لگا کہ یہ بڑی چیز ہے جو آل محمد کو اللہ نے عطا ہے اور یہ سوچ کر میں رونے لگا۔

آپ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا، سنو! آل محمد کی عظمت شان جو تمہارے ذہن میں ہے اس سے ایک بڑی چیز ہے اور وہ یہ کہ تم اللہ کا شکر ادا کرو اس نے تمہیں آل محمد کے دامن سے متمسک رہنے کی توفیق عطا فرمائی۔ قیامت کے دن جب تمام لوگ اپنے اپنے امام و سردار کے ساتھ بلائے جائیں گے تو تم آل محمد کے ساتھ بلائے جاؤ گے۔ تمہارا اخیام بخیر ہے۔ (مختار الخراج ص ۲۳۹)

### ۱۵ = اللہ کی عفو و بخشش کا مطلب (تفسیر آیت)

ابوالہاشم کا بیان ہے کہ میں

نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ بروز قیامت

اس قدر عفو سے کام لے گا کہ اس کا عفو بندوں پر محیط ہو جائے گا اور یہ دیکھ کر مشرک بھی کہنے لگیں گے کہ "وَاللَّهُ رَبُّنَا مَا كُنَّا مِشْرِكِينَ" (سورہ الانعام آیت ۱۶) (ہمارا رب بھی اللہ ہی ہے، ہم مشرک نہیں ہیں)

یہ سن کر مجھے ایک واقعہ یاد آیا کہ ہمارے اصحاب میں سے مکہ کے باشندے نے یہ بات کہی تھی کہ رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی قرات فرمائی ہے کہ:

"إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا" (سورہ الزمر آیت ۵۳) یعنی اللہ تمام گناہوں کو بخش دے گا۔ مگر سوال یہ ہے کہ وہ شخص جس نے شرک اختیار کیا ہے اس کا کیا ہوگا؟

یہ سن کر میں نے اس کی یہ بات ناپسند کی اور اسے ڈانٹا تھا۔

ابھی میں اپنے دل میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری نے میری طرف دیکھا اور اس آیت کی تلاوت فرمائی: "إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ عَنْ شَرِكٍ بِهِ وَيَعْفُو مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ" (سورہ النساء آیت ۴۸) ترجمہ: (بیشک اللہ مشرک کو معاف نہیں کرے گا، اس کے علاوہ جس کو چاہے گامغان کر دے گا۔)

واقعاً اس شخص نے تم سے کتنی غلط بات کہی تھی۔ (مختار الخراج ص ۲۳۹)

### ۱۶ = (آية) يَلِيهِ الْأَمْرُ كِتَابِ تَفْسِيرِ (علم مافی الضمیر)

ابوالہاشم کا بیان ہے

کہ ایک مرتبہ محمد بن صالح نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر پوچھی "يَلِيهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ" (سورہ روم آیت ۲) ترجمہ: (اللہ ہی کا حکم ہے اول و آخر)

آپ نے فرمایا کہ حکم دینے سے پہلے ہی اس کو اختیار ہے کہ حکم دے یا نہ دے اور حکم دینے کے بعد بھی اس کو اختیار ہے کہ اسے باقی رکھے یا منسوخ کر دے۔

یہ سن کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ صحیح ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اور سے مقام پر بھی ارشاد ہے "وَاللَّهُ يَلِيهِ الْأَمْرُ وَتُبَارِكُ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ" (سورہ الاعراف آیت ۵۴)

ترجمہ: (آگاہ ہو جاؤ اسی کے لیے خلق ہے اور اسی کے لیے امر ہے یا کہے اللہ رب العالمین)

محمد بن علی کا بیان ہے کہ خدا کی قسم ہندی نے فوراً حضرت علی علیہ السلام کی ایسی روایت کو اپنے ہاتھ سے لکھ لیا، اس کے بعد وہ برابر وسط شب میں اٹھنا، تنہائی میں اپنے رب سے مناجات کرتا اور میں اُس کو یہ کہتے ہوئے سنتا کہ:  
”اے نوب! واقعاً دنیا میں زاہدوں جیسی زندگی بسر کرنے والوں کا اور آخرت کی نظر رغبت کرنے والوں کا کیا کہنا۔“ (مروج الذهب)

۱۲ = امام مستجاب الدعوات ہوتا ہے

محمد بن ہمام سے روایت ہے اُن کا بیان ہے کہ میرے والد نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھا کہ ہمارے یہاں لڑکے کا حمل ضائع ہو جاتا ہے اور اس وقت بھی میری زوجہ حاملہ ہے آپ دعا فرمائیں کہ حمل ضائع نہ ہو اور صبح سلامت ولادت ہو جائے، نیز سعادت مند بیٹا پیدا ہو جو آپ حضرات کے دوستداروں میں ہو۔  
آپ نے اس رقعے کے اوپر اپنے ہاتھ سے تحریر فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے جسے تم چاہتے ہو ویسا ہی کر دیا ہے۔“  
چنانچہ حمل سلامت رہا اور لڑکا پیدا ہوا۔ (رجال کشی ص ۲۹۵)

۱۵ = ہمارے خواب اور بیداری میں فرق نہیں

فضل بن حارث سے روایت ہے، اُن کا بیان ہے کہ حضرت ابو الحسن امام علی نقی علیہ السلام کے سر من رتے سے نکلے وقت میں وہاں موجود تھا میں نے دیکھا کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام پایا وہ چل رہے ہیں، کپڑے پٹھے ہوتے ہیں گہرا گندھی رنگ ہے آپ کی جلالت شان کو دیکھتے ہوئے مجھے بڑا تعجب ہوا، مجھے ڈرتا کہ کہیں آپ تھک نہ جائیں۔  
جب رات ہوتی تو میں نے آپ کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرار رہے ہیں۔  
”میرا وہ رنگ جس پر تمہیں تعجب ہوا یہ (کسی بندے کے اختیار میں نہیں ہے) اللہ کے اختیار میں ہے، وہ جس بندے کے لیے جو رنگ چاہتا ہے اختیار کرتا ہے اور یہ لوگوں کے لیے سبق آموز ہے، کسی بندے کے رنگ پر اس کی مذمت نہیں کی جاسکتی۔ ہم اکثر عام لوگوں کی طرح نہیں ہوتے کہ جیسے وہ تھکتے ہیں ہم بھی تھک جائیں، ہم اللہ سے ثبات قدم اور توفیقِ تفرک کی دعا

کرتے ہیں۔ یاد رکھو! ہم آنت خواب میں بھی ویسے ہی کلام کرتے ہیں جیسے بیداری میں۔  
(رجال کشی ص ۲۸ کشف الخصال ج ۳ ص ۳۰۲)

۱۶ = انبیاء و مومنین اور منافقین و شیاطین کے سونے کے طریقے

محمد بن یحییٰ نے احمد بن اسحاق سے روایت کی ہے کہ ایک بار میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام سے عرض کیا، میں آپ پر قرآن، ایک بات میرے دل میں کھٹک رہی ہے جس کی مجھے بڑی فکر ہے، میں نے چاہا کہ آپ کے پدربزرگوار سے دریافت کروں مگر موقع نہ مل سکا۔

آپ نے فرمایا اے احمد! وہ کیا بات ہے؟  
میں نے عرض کیا، مولا! آپ کے آباؤ اجداد کی یہ روایت ہم تک پہنچی ہے کہ انبیاء کی نیندر پشت کے بل (دچت) ہوتی ہے، مومنین کی نیندر دائیں کروٹ ہوتی ہے، منافقین بائیں کروٹ سوتے ہیں اور شیاطین منہ کے بل سوتے ہیں۔  
آپ نے فرمایا، ہاں ایسا ہی ہے۔  
میں نے عرض کیا، مولا! میں بڑی کوشش کرتا ہوں کہ اپنے واسطے پہلو (کروٹ) پر سوں، مگر ممکن نہیں ہوتا، نیندر ہی نہیں آتی۔

یہ سن کر آپ ذرا دیر خاموش رہے پھر فرمایا، اچھا اپنے دونوں ہاتھ استینوں سے اندر کی طرف اپنے کپڑوں میں کر لو۔  
میں نے ایسا ہی کیا۔  
پھر آپ نے اپنے ہاتھ استینوں سے نکلے اور میرے کپڑوں کے اندر داخل کر دیئے اپنا دایاں ہاتھ میرے بائیں پہلو پر رکھ دیا اور بائیں ہاتھ میرے دائیں پہلو پر رکھ فرمایا اور تین بار کیا۔  
احمد کا بیان ہے کہ جب سے آپ نے اپنے ہاتھ میرے پہلوؤں پر رکھ کیے پھر میں کسی بائیں کروٹ سے سو ہی نہ سکا، نیندر ہی نہیں آتی۔  
(کافی جلد ۱ ص ۵۱۲-۵۱۳)

۱۷ = بدکار عورتوں سے متوجہ نہ کرو

حسن بن علی نے یہ بھی بیان کیا کہ میں تیس سال سے ترکِ متعہ کیے ہوئے تھا میری

آبادی میں ایک عورت تھی جس کے حسن و جمال کی لوگ بہت متوجہ کرتے تھے۔ میرا دل اس کی طرف مائل ہوا۔ مگر وہ بدکار اور زانیہ تھی، مجھے کراہت محسوس ہوئی، مگر دل میں سوچا کہ اہل سنت علیہم السلام کا قول ہے کہ زنِ فاجرہ سے متفرق کرو، اس طرح تم اس کو حرام سے بچا کر حلال کی طرف لے آؤ گے۔

میں نے اس متفرق کے متعلق حضرت ابو محمد علیہ السلام کو خط لکھ کر آپ سے مشورہ چاہا اور یہ بھی دریافت کیا کہ کیا اتنے عرصہ کے بعد میرے لیے یہ جائز ہے کہ متفرق کروں؟ آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا، متفرق سے تم سنت ادا کرو گے اور بدعت کو ختم کرو گے، اس لیے تمہیں متفرق کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ مگر ایسی عورت سے متفرق نہ کرو جو بدکاری اور زنا کاری میں مشہور ہو۔ اگر یہ تمہارے ذہن میں بہارے آئے کہ کرام کا یہ قول ہے کہ زنِ فاجرہ سے متفرق کرو، اس طرح تم اس کو حرام سے نکال کر حلال کی طرف لاؤ گے، مگر یہ عورت بے عزت مشہور ہے، اس لیے کہ اس کی وجہ سے تم بھی بے عزت نہ ہو جاؤ۔

آپ کی اس ہدایت کے بعد میں نے اس سے متفرق نہیں کیا، مگر میرے بھائیوں اور پڑوسیوں میں سے ایک شخص شاذان بن سعد نے اس سے متفرق کر لیا۔ یہ بات مشہور ہوئی، بات اور تک پہنچی اور صالحہ خلیفہ وقت کے سامنے پیش ہوا اور اس کی وجہ سے اس شخص کو بھی کافی نقصان اٹھانا پڑا۔ مگر اللہ نے میرے مولا کی ہدایت کی برکت سے مجھے اس سے بچا لیا۔

(کشف الغم جلد ۳ صفحہ ۳۰۳-۳۰۴)

## ۱۸ = فرش پر انبیاء کے قدموں کے نشانات

روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا:

اے عامم! دیکھو، تمہارے پاؤں کے نیچے جو فرش ہے اس پر بہت سے انبیاء و مرسلین اور ائمہ راشدین بیٹھ چکے ہیں۔

میں نے عرض کیا، مولا! پھر میں اس مکرم فرش پر تاحیات جو تکبہ بن کر ڈاؤں گا آپ نے فرمایا اے علی! یہ جو تاجو تمہارے پاؤں میں ہے نخس اور ملعون ہے یہ ہماری ولایت کا اقرار نہیں کرتا۔

میں نے اپنے دل میں کہا، کاش میں اس فرش کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا۔ آپ نے فرمایا، اچھا میرے قریب آؤ۔

میں قریب پہنچا تو آپ نے اپنا دست مبارک میری آنکھوں پر پھیر دیا، میں ایک دم بینا ہو گیا۔

آپ نے فرمایا، کیا تم اس بساط پر قدموں کے نشانات اور نعوش دیکھتے ہو؟ دیکھو! یہ حضرت آدم کے قدموں کے نشانات ہیں۔ وہ یہاں بیٹھے تھے۔ یہ ہابیل کا نشانِ قدم ہے۔ یہ شیث کا نشانِ قدم ہے۔ یہ نوح کا نشانِ قدم ہے۔ یہ قیدار کا نشانِ قدم ہے۔ یہ ہبلائیل کے قدم کا نشان ہے۔ یہ یارہ کا نشانِ قدم ہے۔ یہ خنوخ کا نشانِ قدم ہے۔ یہ متوشلح کا نشانِ قدم ہے۔ یہ سام کا نشانِ قدم ہے۔ یہ ارفخشذ کے قدم کا نشان ہے۔ یہ ہود کے قدم کا نشان ہے۔ یہ صالح کے قدم کا نشان ہے۔ یہ لقمان کا نشانِ قدم ہے۔ یہ ابراہیم کا نشانِ قدم ہے۔ یہ لوط کا نشانِ قدم ہے۔ یہ اسماعیل کا نشانِ قدم ہے۔ یہ ایسا کا نشانِ قدم ہے۔ یہ اسحاق کا نشانِ قدم ہے۔ یہ یعقوب کا نشانِ قدم ہے۔ یہ یوسف کا نشانِ قدم ہے۔ یہ شعیب کا نشانِ قدم ہے۔ یہ موسیٰ کا نشانِ قدم ہے۔ یہ یوشع بن نون کا نشانِ قدم ہے، یہ طالوت کا نشانِ قدم ہے، یہ داؤد کا نشانِ قدم ہے، یہ سلیمان کا نشانِ قدم ہے، یہ خضر کا نشانِ قدم ہے، یہ دانیال کا نشانِ قدم ہے، یہ یسح کا نشانِ قدم ہے۔ یہ ذوالقرنین کا نشانِ قدم ہے، یہ شاول بن اردشیر کا نشانِ قدم ہے، یہ لوی کا نشانِ قدم ہے، یہ کلاب کا نشانِ قدم ہے۔ یہ یحییٰ کا نشانِ قدم ہے، یہ مدنان کا نشانِ قدم ہے، یہ عبدمنان کا نشانِ قدم ہے۔ یہ عبدالمطلب کا نشانِ قدم ہے، یہ عبداللہ کا نشانِ قدم ہے، یہ میرے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نشانِ قدم ہے، یہ امیر المؤمنین کا نشانِ قدم ہے، یہ آپ کے بعد کے اوصیاء کے نشاناتِ قدم ہیں مہدی منتظر تک۔ اس لیے کہ یہ حضرات اس پر چلے اور بیٹھے ہیں۔

پھر فرمایا، ان نشانات کو دیکھا، یہ دینِ خدا کے اشارہ و نشانات ہیں۔ ان میں شک کرنے والا اللہ کی ذات میں شک کرنے والا ہے، ان سے انکار کرنے والا اللہ تعالیٰ کی ذات سے انکار کرنے والا ہے۔

اس کے بعد فرمایا: اپنی نگاہیں نیچی کر لو، اے علی۔ میں نے اپنی نظریں جھکا لیں تو میں جیسا تھا پھر ویسا ہی ہو گیا۔

علی بن عامر کا بیان ہے۔ یہ سن کر میں ہر ایک کے قدموں کے نشانات پر گراؤں انہیں بوسہ دیا، پھر امام علیہ السلام کے دست مبارک کے بوسے لیے اور عرض کیا: مولا! میں مجبور ہوں ہاتھوں سے تو آپ حضرات کی نصرت کر نہیں سکتا، سوائے اس کے کہ تمہاری میں آپ حضرات سے تولا اور آپ حضرات کے دشمنوں سے تبرا کروں ان پر لعنت بھیجوں۔ پھر مولا نے فرمایا کہ میرا کیا حشر ہوگا؟ میری ماقبت کئی ہوگی؟



آپ نے فرمایا: میرے پدر بزرگوار نے مجھ سے میرے جد نامہ اور جناب رسول  
صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بیان فرمائی ہے کہ ”جو شخص اپنے صنوع و کمزوری کی وجہ سے  
اہلیت کی نصرت نہ کر سکتا ہو اور تنہا بیٹوں میں بہارے دشمنوں پر لعنت بھیجتا ہو تو اللہ اس کو  
کو تمام ملائکہ تک پہنچاتا ہے اور جب تم میں سے کوئی بہارے دشمنوں پر لعنت بھیجتا ہے تو  
اس کی معاہدت و مہامت کرتے ہیں اور جو بہارے دشمنوں پر لعنت نہیں بھیجتا، ملائکہ اس پر  
بھیجتے ہیں۔ اور جب اس لعنت بھیجنے والے کی آواز ملائکہ تک پہنچتی ہے تو وہ سب اس امر  
کے لیے استغفار کرتے ہیں، اس کی تعریف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ”پروردگارا! تو اپنے اس  
کی روح پر اپنی رحمتیں نازل فرما جس نے تیرے اولیاء کی نصرت کے لیے سعی کی، اگر اس سے  
نصرت کرنے کی اس میں قدرت ہوتی تو وہ اس سے زیادہ نصرت کرتا۔“

پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرماتا ہے کہ اے میرے ملائکہ! میں نے تمہاری مدد  
کو اپنے اس بندے کے حق میں قبول کیا، میں نے تمہاری دعائیں سنیں اور تمام نیک بندوں کی  
کے ساتھ اس کی روح پر بھی رحمت نازل کی۔ اور میں نے اسے بھی اپنے منتخب اور نیک بندوں  
شمار کیا۔

ابو ہاشم جعفری سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو محمد علیہ السلام  
سے اپنے تنگ مجلس اور قریب کی سختی کا حال آپ کو لکھ بھیجا۔

آپ نے اس کے جواب میں فرمایا (دیکھو) آج تم ظہر کی نماز پانے گھر میں  
چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ظہر کے وقت قید خانے سے رہائی ملی اور نماز پانے گھر پہنچی۔

میں اُن دنوں تنگ حالی میں مبتلا تھا، جی پاہتا تھا کہ آپ سے کچھ مدد چاہوں مگر  
آئی اور اسے خط میں نہ لکھ سکا۔ مگر جب میں گھر پہنچا تو آپ نے ایک سو دنیا رہیے اور خط میں لکھا  
جب تمہیں کسی چیز باریق کی ضرورت ہو کرے تو مانگ لیا کرو، شرم نہ کیا کرو، تم جتنا مانگو گے دوں گا  
(مناقب ص ۳۶۰)

• اعلام الوری اور ارشاد شیخ مفید میں بھی ابو ہاشم کی یہ روایت مرقوم ہے۔

(اعلام الوری ص ۲۵۲ ارشاد ص ۲۲۲)

(۱۹) = صاعد نصرانی کا اسلام لانا

محمد بن ہارون سے روایت ہے اُن کا بیان  
کہ میرے والد نے مجھے ایک صاحب کے ساتھ ابوالفضل صاعد نصرانی کے پاس بھیجا تاکہ میں اُس

وہ روایت سن لوں جو وہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کے متعلق بیان کرتا ہے۔  
اُن صاحب نے مجھے اُس تک پہنچا دیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ ایک مرد بزرگ ہے۔ میں نے اُسے  
اپنے اُسے کا مقصد بتایا۔

اُس نے مجھے اپنے قریب بلایا اور کہا ”میرے والد نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ  
ہم اور ہمارے تمام بھائی اہل بصرہ کی ایک جماعت کے ہمراہ اپنے یہاں کے عامل کے ظلم کی شکایت کرنے  
کے لیے سرمن رائے گئے۔ اسی اثناء میں ایک دن اتفاقاً دیکھا کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری  
علیہ السلام اپنے بغلہ پر سوار چلے آ رہے ہیں۔ آپ کے سر پر مثل کی ٹوپی تھی اور دوش پر چادر۔  
میں نے اپنے دل میں کہا، بعض مسلمانوں کا خیال ہے کہ یہ غیب کی بات جانتے  
ہیں۔ اگر ایسا ہے تو یہ اپنے آگے کی ٹوپی چھپے کر لیں گے۔

آپ نے ایسا ہی کر دیا۔

میں نے دل میں کہا، یہ محض اتفاقہ امر ہے۔ اچھا، یہ اپنے داپے کا نرے پر رڑی  
ہوئی چادر کا سراٹھائیں جانب اور بائیں جانب کے سرے کو دائیں جانب ڈال لیں، تب جانوں گا کہ  
انہیں علم غیب ہے۔

آپ نے یہ بھی کر دیا اور چلتے رہے۔

جب میرے قریب پہنچے تو فرمایا اے صاعد! تم بکری کا گوشت کیوں نہیں کھاتے؟  
مچھلی کیوں کھاتے ہو؟ وہ پانی کی مخلوق ہے، تم پانی کی مخلوق تو نہیں ہو؟  
اور ہم لوگ اُس زمانے میں مچھلی کھایا کرتے تھے۔

راوی کا بیان ہے کہ یہ میرے والد کے الفاظ ہیں کہ میں نے وہی بیان کیا ہے جو میں نے  
دیکھا اور جو میں نے سنا۔

اس واقعے کے بعد صاعد اسلام لایا اور محمد کا وزیر بنا۔ (کتاب انجوم)

## ① = سنگریزے ائمہ طاہرین کی مہرین

داؤد بن قاسم ابوہاشم

سے روایت ہے، ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ اہل یمن میں سے ایک شخص کے لیے حاضر خدمت ہونے کی آپ سے طلب کی گئی۔ آپ نے اجازت دی تو ایک مرد شکیل و طویل و جسیم اندر داخل ہوا اور سلام کیا۔

آپ نے جواب سلام دیا اور فرمایا، بیٹھ جاؤ۔ وہ میرے پہلو میں بیٹھ گیا۔

میں نے اپنے دل میں کہا، کاش معلوم ہوتا کہ یہ کون شخص ہے؟

حضرت ابو محمد علیہ السلام نے فرمایا، یہ سنگریزے والی اُس زین عربیہ کا لڑکا

جس کے سنگریزے پر میرے آبائے کرام نے اپنی مہرین ثبت کی ہیں۔

پھر آپ نے اُس سے فرمایا، لاؤ وہ سنگریزہ کہاں ہے؟

اُس نے ایک سنگریزہ نکالا، جس کے ایک کنارے پر ایک صاف جگہ خالی تھی

نے اُسے لیا، اُس پر اپنی مہر ثبت فرمائی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا میں اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ

پیر حسن بن علی ثبت ہے۔

میں نے اس مرد یمنی سے پوچھا، تم نے مولا کو اس سے پہلے کبھی دیکھا تھا؟

اُس نے کہا، نہیں خدا کی قسم، ایک عرصے سے تھا تھی کہ آپ کی زیارت سے شرف پہنچا

اور اس وقت یہ جوان سامنے آئے جن کو میں نے کبھی دیکھا ہی نہ تھا۔

اور وہ یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ اے اہلبیت رسول! آپ حضرات پر اللہ کی رحمت اور برکت

نازل ہو۔ آپ حضرات میں بعض ذریت ہے بعض کی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا حق بھی ہم پر ہے

طرح طرح ہے جس طرح امیر المومنین علیہ السلام اور دیگر ائمہ کا حق فرض تھا۔ حکمت و ایقان

آپ تک پہنچی ہے۔ بیشک آپ ائمہ کے ایسے ولی ہیں کہ آپ سے مردم علم اور نوا واقفیت کا کوئی

عذر نہیں پیش کر سکتا۔

میں نے اس سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟

اُس نے کہا میرا نام یحییٰ بن صلت بن عقبہ بن سحان بن غانم بن ام غانم ہے جو

ایک زین عربیہ میں کی رہنے والی تھیں جن کے پاس یہ سنگریزہ تھا جس پر امیر المومنین علیہ السلام نے

مہر ثبت فرمائی تھی۔

اس واقعہ کی طرف ابو ہاشم نے اپنی نظم میں اشارہ بھی کیا ہے۔ (اعلام الوری ص ۳۵۳)

(غنیۃ طوس ص ۳۲، کشف الغمہ جلد ۲ ص ۳۱۳، مختار الخراج مناقب جلد ۱ ص ۲۳۳)

## ② = معجز نما سمرہ کی سلائی

ابو جعفر محمد بن عیسیٰ بن احمد زرجی کا بیان ہے

کہ میں نے سرمن رائے میں شارع سوق پر واقع ایک مسجد زبید کے اندر ایک نوجوان کو دیکھا، مجھے

بتایا گیا کہ یہ ہاشمی نوجوان موسیٰ بن عیسیٰ کی اولاد میں سے ہے۔

راوی نے اس کا نام نہیں بتایا مگر اس کا بیان ہے کہ میں نماز پڑھ رہا تھا جب سلام

پڑھ کر نماز سے فارغ ہوا تو اس نوجوان نے مجھ سے پوچھا:

آپ قحیٰ ہیں یا رازی؟

میں نے کہا میں قحیٰ ہوں اور کوہس حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی مسجدا کا

عبارت ہوں۔

اُس نے پھر دریافت کیا کہ کیا آپ موسیٰ بن عیسیٰ کے گھر کو جانتے ہیں جو کوہی ہیں؟

میں نے کہا، ہاں، میں جانتا ہوں۔

اُس نے کہا، میں اُن ہی اولاد میں سے ہوں۔

اُس نوجوان نے بیان کیا کہ میرے والد کے دو بھائی اور بھئی تھے۔ بڑا بھائی دولت مند تھا

اور چھوٹے کے پاس کچھ نہ تھا۔ ایک دن چھوٹا بھائی بڑے کے پاس گیا اور اُس کے چہرہ سودنا چڑھایا۔

بڑے بھائی نے دل میں کہا کہ میں حضرت حسن بن علی بن محمد بن رضا علیہم السلام کے پاس جاؤں گا، وہ

بڑے شیریں زبان ہیں۔ اُن سے عرض کروں گا کہ چھوٹے بھائی کو سبھائیں شاید وہ میرا مال واپس کرے۔

یہ ابتدائے شب کا واقعہ تھا، مگر جب صبح ہوئی تو میں نے ارادہ بدل دیا اور دل میں

کہا کہ نہیں اُن کے پاس نہیں، بلکہ بادشاہ کے مصاحب اسباس ترکی کے پاس جا کر چھوٹے بھائی کے

شکایت کروں۔

یہ سوچ کر میں اس باس ترکی کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ وہ شہنشاہ کھینے میں مصروف  
میں وہاں بیٹھ کر انتظار کرنے لگا۔ اتنے میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا آدمی میرے پاس  
پہنچا اور بولا:

چلیے آپ کو میرے مولاناے یاد فرمایا ہے۔

میں وہاں سے اٹھ کر اُس آدمی کے ہمراہ چل دیا جب آپ کی خدمت میں پہنچا تو  
آپ نے فرمایا، کیوں، اولیٰ شب میں تو تمہیں میری ضرورت تھی مگر صبح ہوتے ہوتے تم  
نے ارادہ بدل دیا۔ اچھا جاؤ وہ تمہیں جو تمہاری چوری ہو گئی تھی، واپس ہو گئی ہے۔ دیکھنا اپنے بھائی  
ہرگز شک نہ کرنا، بلکہ اس کے ساتھ حسن سلوک کرنا، کچھ دیر بیٹا اور اگر تم نہ دے سکو تو میرے  
پاس بھیج دینا، میں اسے دے دوں گا۔

وہ کہتا ہے کہ یہ سن کر جب میں وہاں سے چلا تو راستہ ہی میں میرا غلام مجھے ملا، اس نے  
بتایا کہ دیناروں کی تھیلی مل گئی۔

ابو جعفر زرجی کا بیان ہے کہ دوسرے دن وہ نوجوان مجھے اپنے گھر لے گیا، میرے  
ضیافت کی، پھر اپنی کینز کو آواز دی کہ ”لے غزال“ یا ”لے زلال“۔  
میں نے دیکھا کہ ایک ضعیف العمر کینز آئی، اس نوجوان نے کہا، ”لے کینز! ذرا اُس  
سرمہ کی سلانی اور نو مولود کا واقعہ تو بیان کر۔“

اس کینز نے کہا، ”سینے، میرے یہاں ایک بچہ آنکھ کے سخت درد و تکلیف میں مبتلا  
ہوا، میری مالکہ نے مجھ سے کہا:۔۔۔  
ذرا حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے گھر جا، اور حضرت حکیم سے کہہ کہ وہ کچھ  
تاکہ اس بچہ کو شفا ہو جائے۔“

میں اُن کی خدمت میں پہنچا اور درخواست کی حضرت حکیم نے فرمایا:  
ذرا وہ سلانی تولو، جس سے اس بچہ کو سرمہ لگایا تھا، جو ابھی گذشتہ شب پیدا ہوا  
یعنی حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے فرزند۔ چنانچہ وہ سلانی آئی حضرت حکیم نے مجھے عطا  
میں اسے لیکر اپنی مالکہ کے پاس آئی اور اس سلانی سے اُنھوں نے اپنے بچے کی آنکھ میں سرمہ لگایا تو  
فوراً شفا یاب ہو گیا۔ وہ سلانی ہمارے پاس عرصہ تک رہی، اُس سے شفا حاصل کرتے رہے  
بعد میں وہ سلانی کہیں گم ہو گئی۔

ابو جعفر زرجی کا بیان ہے کہ ہمیں مسجد کوفہ میں ابو الحسن بن برہون برسی سے ملا، اُن سے یہ واقعہ  
بیان کیا، اُنھوں نے کہا کہ اس ہاشمی نے مجھ سے بھی اپنی واقعہ بے کم و کاست بیان کیا تھا۔

### ۳ = فصد میں خون کے بدلے دودھ نکالا

مقام رے کے ایک طبیب  
جس کی عمر سو سال سے کچھ زائد تھی نے یہ روایت بیان کی ہے، اُس نے کہا کہ میں متوکل کے طبیب  
خاص غنیشوع کے منتخب شاگردوں میں تھا۔ ایک مرتبہ حضرت امام حسن بن علی بن محمد بن علی الرضا  
(امام حسن عسکری) علیہ السلام نے میرے استاد کے پاس اپنا آدمی بھیجا کہ اپنے حلقے کے کسی  
خاص الخاص شاگرد کو بیچ دو، وہ میری فصد کھول دے۔

استاد نے مجھے منتخب کیا اور کہا حضرت ابن رضانے مجھ سے ایک آدمی مانگا  
ہے جو اُن کی فصد کھول دے۔ لہذا تم جاؤ۔ اور یہ بھی جان لو کہ اس زمانے میں روسے زمین پر  
اُن سے بڑا کوئی عالم نہیں ہے، لہذا جو کچھ وہ کہیں اس پر عمل کرنا متعرض نہ ہونا۔  
اُس طبیب کا بیان ہے کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔  
آپ نے فرمایا، جاؤ اس حجرے میں بیٹھ کر انتظار کرو، مناسب وقت  
پر میں تم کو خود بلالوں گا،

حالانکہ جس وقت میں آپ کی خدمت میں پہنچا، وہ وقت فصد کے لیے بہتر تھا  
مگر آپ نے مجھے ایسے وقت بلایا جو میرے نزدیک اُن کے لیے فصد کا مناسب وقت نہ تھا۔  
ایک بڑا طشت لاکر رکھا گیا، میں نے رگ اکھل کی فصد کھولی، خون مسلسل جاری رہا، یہاں تک کہ  
وہ پورا طشت خون سے لبریز ہو گیا۔

آپ نے فرمایا، اب اسے روک دو۔  
میں نے روک دیا، آپ نے اپنا ہاتھ دھویا اور رگ کو باندھ دیا۔  
پھر مجھ سے فرمایا، جاؤ، دوبارہ اسی حجرے میں بیٹھ جاؤ۔  
میں حجرے میں جا بیٹھا اور آپ نے میرے لیے کافی مقدار میں گرم دھندھی غذائیں  
بجھوادیں زمین سے تنگ میرے سوکر وہ غذائیں کھائیں، اور میں وہاں عصر کے وقت تک بیٹھ کر انتظار کرتا رہا۔  
آپ نے مجھے عصر کے وقت پھر بلایا اور فرمایا:

فصد کھولو۔ (اور اس کے لیے طشت منگوا یا۔)  
میں نے فصد کھولی تو اس مرتبہ بھی اتنا خون نکلا کہ طشت بھر گیا۔  
آپ نے فرمایا، اب اسے روک دو۔  
میں نے روک دیا، آپ نے اپنے ہاتھ کو باندھ لیا اور مجھے پھر حجرے میں واپس کر دیا۔

میں وہاں رات بھر رہا۔ جب صبح ہوئی اور آفتاب طلوع ہوا تو مجھے بلایا، طشت منگوایا۔

پھر فرمایا، 'فصد کھولو۔'

میں نے فصد کھولی، تو اس مرتبہ بجائے سُرخ خون کے اُس میں سے دودھ کے

مانند سفید مادہ نکلنا شروع ہوا اور اتنا نکلا کہ طشت بھر گیا۔

آپ نے فرمایا کہ اب اسے روک دو۔

میں نے اسے روک دیا، آپ نے ہاتھ کو باندھ لیا۔ مجھے ایک تھان کپڑا اور کپڑا

دینا دینے (اور فرمایا) اسے لے لو۔

میں نے لے لیا اور عرض کیا، 'کوئی اور حکم؟'

آپ نے فرمایا، 'ہاں، دیر عاقول میں جوئے اُس سے بات کرو۔'

میں وہاں سے اُٹھ کر سیدھا بختیشوع کے پاس آیا اور سارا قصہ بیان کیا۔

اُس نے کہا کہ سارے حکماء کا اس پر اتفاق ہے کہ انسان کے بدن میں زیادہ

زیادہ سات سیر خون ہوتا ہے، اور اتنا خون جتنا تم نے بیان کیا، اگر پانی کے چشمے سے اتنا پانی

نکلے تو تعجب خیز ہے اور اس سے بھی زیادہ تعجب خیز ہے کہ اس میں سے دودھ نکلا۔

وہ تو بڑی دیر بوجہ رہا۔ پھر ہم دونوں مل کر تین دن اور تین رات تک کتابیں

دیکھتے رہے کہ دنیا کی تاریخ میں اس طرح کا کوئی واقعہ رونما ہوا ہو، مگر میں کوئی ایسا واقعہ نہیں

بختیشوع نے کہا، 'اس زمانے میں نصرانیوں کے اندر علم طلب کا سب سے بڑا علم'

دیر عاقول کا راہب ہے اُس سے معلوم کریں۔'

چنانچہ بختیشوع نے اُس کے نام خط لکھا اور سارا واقعہ اس میں تحریر کیا۔

میں بختیشوع کے پاس سے نکل کر دیر عاقول پہنچا۔

راہب نے مجھ سے پوچھا، 'تم کون ہو؟'

میں نے کہا، 'بختیشوع کا فرستادہ ہوں۔'

اُس نے پوچھا، 'کیا تمہارے پاس اُس کا کوئی خط ہے؟'

میں نے کہا، 'جی ہاں ہے۔'

یہ سن کر اُس نے اوپر سے ایک زنبیل رکائی۔ میں نے وہ خط اس میں رکھ دیا۔

اُس نے اوپر کھینچ لیا، وہ خط پڑھا اور فوراً نیچے اتر آیا۔

اُس نے مجھ سے پوچھا، 'کیا تم بھلے نے فصد کھولی تھی؟'

میں نے کہا، 'جی ہاں۔'

اس نے کہا، 'تمہاری ماں بڑی خوش نصیب تھی جس نے ایسا لڑکا پیدا کیا۔'

اس کے بعد وہ سواری پر سوار ہو کر چلا۔ ہم دونوں سر میں رائے پہنچے، ابھی ایک

پہر رات باقی تھی۔ میں نے پوچھا، 'آپ کہاں چلیں گے؟ میرے استاد کے گھر یا اس شخص کے گھر

جس کی فصد میں نے کھولی تھی۔'

اُس نے کہا، 'اُس شخص کے گھر۔'

ہم لوگ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کے دروازے پر اذان سے

ذرا پہلے پہنچے، دستک دی، دروازہ کھلا اور ایک غلام اسود نکلا۔

اُس نے پوچھا، 'تم میں سے دیر عاقول کا راہب کون ہے؟'

راہب نے کہا، 'میں تم پر قرآن، راہب عاقول میں ہوں۔'

غلام نے کہا، 'اچھا سواری سے اترو۔'

غلام نے مجھ سے کہا، 'تم یہیں اپنی اذان کی سوازیوں کو دیکھتے رہو۔'

پھر اُس غلام نے راہب کا ہاتھ پکڑا اور دونوں اندر چلے گئے۔

میں وہی دروازے پر صبح تک کھڑا رہا، یہاں تک کہ دن چڑھ گیا تو راہب باہر

نکلا، اُس نے اپنا سارا لباس رہبانیت اتار کر سفید لباس پہنا اور مسلمان ہو گیا۔

راہب نے مجھ سے کہا، 'اچھا اب تم مجھے اپنے استاد کے گھر لے چلو۔'

میں اس کو لیکر بختیشوع کے گھر آیا۔

اُس نے جب راہب دیر عاقول کو آتے ہوئے دیکھا تو فوراً دوڑا ہوا آیا۔ اور بولا:

کیا بات ہوگئی، یہ آپ نے اپنا دین کیوں بدل دیا؟'

راہب نے جواب دیا کہ میں نے حضرت مسیح کو پایا، لہذا اُن کے ہاتھ پر اسلام لے آیا۔

بختیشوع نے کہا، 'اے آپ نے مسیح کو پایا؟'

راہب نے کہا، 'مسیح ہمیں تو ان کا مثل ہی ہے، کیونکہ اس طرح کی فصد دنیا میں

سوائے حضرت مسیح کے اور کسی نے نہیں کھلائی۔ اور ان کی نشانیاں اور علامات بتاتی ہیں کہ

یہ (حضرت امام حسن عسکری) حضرت مسیح کی نظیر ہیں۔'

پھر وہ راہب وہاں سے واپس ہوا، آپ کی خدمت میں آیا اور مرتے دم تک آپ

ہی کی خدمت میں رہا۔

جعفر بن شریف جرجانی سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حج پر گیا تو سرمن رٹے میں حضرت ابو محمد علیہ السلام کی خدمت میں مجھے حاضر ہوا میرے اصحاب مہلت سے کچھ لوگوں نے آپ تک پہنچانے کے لیے میرے ساتھ کچھ مال کر دیا تھا میں نے چاہا کہ آپ سے دریافت کروں کہ یہ مال کس کے سپرد کر دیا جائے۔ لیکن آپ نے میرے کچھ کہنے سے پہلے ہی فرمادیا 'جو مال تمہارے پاس ہے وہ خود خادم مبارک کے سپرد کرو۔'

راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایسا ہی کیا، باہر نکلا اور بولا۔ مولا آپ کے جرجان کے شیعوں نے آپ کو سلام کہا ہے۔ آپ نے فرمایا 'کیا حج سے فارغ ہونے کے بعد تم جرجان نہیں جاؤ گے؟ میں نے کہا 'جی ہاں، جاؤں گا۔'

آپ نے فرمایا، 'اچھا سنو! تم آج سے ایک سو ستروین دن روز جمعہ ۲ ربیع الاول کو قبل از دوپہر جرجان میں داخل ہو جاؤ گے تو وہاں کے شیعوں کو بتا دینا کہ میں اسی دن ان پاس دوپہر کے بعد پہنچوں گا، اچھا جاؤ خدا حافظ، تم اور تمہارا مال واسباب سلامت رہو اور تم اپنے اہل و عیال تک بخیر و عافیت پہنچو گے۔ تمہارے فرزند شریف کے ہاں ایک بیٹا ہوگا، اس کا نام صلت بن شریف بن جعفر بن شریف رکھنا۔ اللہ اس سے اپنے دین کی تباہی کرے گا۔ وہ ہمارے دوستوں میں سے ہوگا۔'

میں نے عرض کیا، 'فرزند رسول! ابراہیم بن اسماعیل جرجانی آپ کا شیعوں سے اور آپ کے دوستوں میں بہت مشہور ہے وہ اپنے مال میں سے تقریباً ایک لاکھ درہم سالانہ لے رہا ہے اور آپ کے دوستوں میں تقسیم کر دیتا ہے۔'

آپ نے فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے کہ ابواسحاق ابراہیم بن اسماعیل ہمارے شیعوں کے ساتھ بہتر سلوک کرتا ہے، اللہ اس کے گناہوں کو معاف فرمائے اور اس کو ایک فرزند عطا کرے جس کا قاتل ہو، اس سے کہہ دینا کہ امام حسن بن علی نے کہا ہے کہ جب لوگ اوتار ہو تو اس کا نام احمد رکھو اس کے بعد میں سرمن رٹے سے رخصت ہوا، فریضہ حج ادا کیا اور صبح و سلامیہ جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا روز جمعہ ۲ ربیع الآخر قبل از دوپہر جرجان پہنچا، میرے دوست احباب مجھے مبارک باد کہنے کے لیے آئے۔

میں نے ان سے کہا کہ امام علیہ السلام نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ آج سہ پہر میں یہاں تشریف لائیں گے۔ لہذا جو بھی مسائل تمہیں پوچھنا ہوں اس کی تیاری کرو۔ تمام حضرات ظہر بن کی نمازیں پڑھ کر میرے گھر میں جمع ہو ہی رہے تھے کہ خدا کی قسم حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام تشریف لائے میرے مکان میں داخل ہوئے جہاں سب لوگ جمع تھے۔

آپ نے آتے ہی ابتدائی سلام کیا۔ ہم سب لوگوں نے آپ کا استقبال کیا۔ آپ کے ہاتھوں کو بوسے دیئے۔

آپ نے فرمایا، 'کہ میں نے جعفر بن شریف سے وعدہ کیا تھا کہ آج دن کے آخری حصے میں اگر تم لوگوں سے ملوں گا اس لیے میں نماز ظہر بن سرمن رٹے میں پڑھ کر چلا ہوں اور اب پہنچا ہوں تاکہ ایفائے عہد ہو جائے۔ اب اپنے اپنے مسائل اور ضروریات میرے سامنے بیان کرو۔ چنانچہ سب سے پہلے نصر بن جابر نے اپنی حاجت پیش کی اور عرض کیا 'فرزند رسول! ایک ماہ کا عرصہ ہوا کہ میرے لڑکے کی آنکھیں بے نور ہو گئیں۔ آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ اس کی آنکھوں کی بصارت لوٹ آئے۔'

آپ نے فرمایا، 'اُسے یہاں لے آؤ۔ وہ آیا تو آپ نے اُس کی آنکھوں پر اپنا ہاتھ پھیرا اور اُس کی بصارت لوٹ آئی۔ اس کے بعد تمام لوگوں نے یکے بعد دیگرے اپنے اپنے مسائل و حوائج پیش کیے آپ نے سب کی حاجت برآری کی، ان لوگوں کے لیے دعائے خیر فرمائی اور اسی دن واپس چلے گئے۔ (مختار الخراج ص ۲۱۳)

۵ = کنویں کا پانی اطاعتِ امام میں ویرا گیا

محمد بن عبد اللہ سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام ابھی بہت کسمن تھے کہ کنویں میں گر گئے اور آپ کے پدربزرگ اور حضرت امام علی النقی علیہ السلام نماز میں مشغول تھے عورتیں چیخنے چلانے لگیں۔ آپ نے سلام پڑھ کر نماز ختم کی تو فرمایا:

تم سب پریشان نہ ہو۔ یہ کہہ کر آپ کنویں کے پاس گئے اور دیکھا تو کنویں کا پانی اوپر تک بلند ہو گیا تھا۔ اور امام حسن عسکری علیہ السلام پانی کے اوپر کھیل رہے تھے۔

۲۷۲ = عسکریین کے روضے کی کرامت

آپ کے معجزات میں سے یہ بھی ہے کہ سرمن رنے میں خلفائے بنی عباس کی قبروں پر چڑگا دروں اور چڑلوں کی بید و بیشمار بیٹیں ہوتی ہیں جنہیں روزانہ صاف کیا جاتا ہے اور دوسرے دن پھر چڑلوں کی بیٹوں سے قبریں ملبہ جاتی ہیں، مگر حضرت امام علی اشقی، اور امام حسن عسکری علیہما السلام کے روضے کے قبے یا ان کے آباؤ کے کرام کے روضوں کے قبوں پر چڑلوں کی ایک بیٹ بھی نظر نہ آئے گی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان جانوروں اور چڑلوں کو بھی ان حضرات کی عظمت و جلالت کا علم از روئے الہام ہے۔

(مختار الخراج ۱۱۶-۱۱۷)

۷ = درند بھی امام کی معرفت رکھتے ہیں

روایت کی گئی ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام ایک مرتبہ ایک شخص کی قید میں دیر لے گئے۔ اس کی عورت نے اس سے کہا: ارے! خدا سے ڈر! تجھے نہیں معلوم کہ تیرے گونگے کون مقید ہے۔ یہ ایک مرد صالح اور بڑا عبادت گزار ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ اس کی وجہ سے کہیں پر عذاب نازل نہ ہو جائے۔

اس نے کہا: تو یہ کہتی ہے، میں تو ان کو درندوں کے حوالے کرنے والا ہوں۔ اس کے بعد اس نے حاکم سے اجازت لیکر امام علیہ السلام کو درندوں کے کھنڈے میں ڈال دیا، اور جب پورا یقین ہو گیا کہ اب درندے انہیں کھا چکے ہوں گے، وہ انہیں دیکھنے لے گیا اور دوسرے تاش میں لوگ بھی دیکھنے کے لیے پہنچے تو دیکھا کہ امام علیہ السلام نماز پڑھ رہے ہیں اور تمام درندے آپ کو حلقے میں لیے ہوئے آپ کی زیارت میں مصروف اور اطاعت میں سرنگم ہیں۔ اس لیے مجبوراً حکم دیا گیا کہ آپ کو اس کھنڈے سے نکالا جائے۔ کیونکہ اس میں بھی آپ کے فضیلت تھی۔ (کافی جدا ص ۵۱۳، مختار الخراج)

۸ = زمین نے حسب ضرورت سونا اور چاندی اگل دیا

ابو ہاشم سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام اپنی سواری پر سوار ہو کر صبح کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ میں بھی اپنی سواری پر سوار ہو کر آپ کے ساتھ ہوتا ہوا

آپ آگے آگے چل رہے تھے اور میں آپ کے پیچھے پیچھے تھا مگر یہ سوچ رہا تھا کہ مجھ پر قرض ہے جس کا ادائیگی کی بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

اتنے میں آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، فکر نہ کرو تمہارا قرض اللہ تعالیٰ ہی ادا کرے گا۔

یہ کہہ کر آپ زمین فرس سے ذرا جھکے اور اپنے تازیانے سے زمین پر ایک خط لگایا اور مجھ سے فرمایا: ابو ہاشم! نیچے اتر اور اس خط کے درمیان جو کچھ ہے وہ لے لو۔ اور دیکھو اس بات کو کسی پر ظاہر نہ کرنا۔

میں نیچے اتر اور دیکھا تو وہاں سونے کا ایک ڈلا تھا میں نے اسے اٹھا کر اپنی جیب میں رکھ لیا، اور اب پھر سوچنے لگا کہ اگر اس سے پورا قرض ادا ہو گیا تو خیر، ورنہ اپنے قرض خواہ کو کسی نہ کسی طرح راضی کرنا پڑے گا۔ علاوہ ازیں جاڑے کا زمانہ آ رہا ہے اس میں گرم کمپوں وغیرہ کی ضرورت ہو گی مجھے ان اخراجات کو بھی دیکھنا ہے۔

میں یہ سوچ رہا تھا کہ آپ پھر میری طرف متوجہ ہوئے، اس کے بعد جھک کر اپنے تازیانے سے زمین پر ایک خط کھینچا اور فرمایا: ابو ہاشم! اپنی سواری سے اتر اور اسے بھی لے لو، مگر کسی سے نہ کہنا، اسے پوشیدہ رکھنا۔

میں سواری سے اتر اور دیکھا تو ایک ڈلا چاندی کا نظر آیا میں نے اسے اٹھا کر اپنی دوسری جیب میں رکھ لیا۔ پھر ہم کچھ دور مزید آگے جا کر واپس ہوئے۔ آپ اپنے گھر تشریف لے گئے اور میں اپنے گھر واپس آ گیا۔

مگر پہنچ کر میں نے اپنے قرض کا حساب لگایا کہ کتنا ہے، پھر سونے کے ڈلے کو وزن کر کے اس کی قیمت کا اندازہ لگایا تو وہ بالکل قرض کی رقم کے برابر تھی۔ نہ کم تھی اور نہ زیادہ۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ موسم سرما گذارنے کے لیے ہیں کیا کیا سامان لینا ضروری ہے جس میں اسراف اور فضول خرچی بھی نہ ہو اور کسی بھی نہ رہے، اس پر کتنی رقم خرچ ہوگی۔ پھر میں نے چاندی کے ڈلے کو وزن کر کے اس کی قیمت کا اندازہ لگایا، تو دونوں رقم برابر ہی نکلیں، نہ چاندی کی رقم زیادہ تھی اور نہ اخراجات و مصارف کی رقم زیادہ تھی۔

(مختار الخراج)

۹ = قلم کاغذ پر از خود چلنے اور لکھنے لگا

ابو ہاشم سے روایت ہے کہ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا

اُس وقت آپ کچھ تحریر فرما رہے تھے کہ اتنے میں نماز کا وقت آگیا، آپ نے اپنے ہاتھ سے قلم کاغذ رکھا اور نماز پڑھنے کے لیے اٹھ کر چلے گئے۔ مگر میں نے نظر اٹھائی تو دیکھا کہ آپ کا قلم خود بخود کاغذ پر چل رہا ہے اور لکھتا جا رہا ہے یہاں تک کہ اُس نے تسمیر کو آخر تک پہنچا دیا۔ یہ دیکھ کر میرے سجدے میں گڑا جب آپ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے اور واپس آئے تو قلم کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور لوگوں کو اذن باریابی دیا۔

(عیون المعجزات)

برسی نے کتاب مشارق میں حسن بن حمدان سے اور انھوں نے ابوالحسن کرخ سے روایت کی ہے اُن کا بیان ہے کہ میرا باپ کرخ میں بزار کا کام کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اُس نے کپڑے کا ایک گٹھہ سرمن رائے بیچنے کے لیے مجھے دیا۔ جب میں وہاں پہنچا تو ایک خادم میرے پاس آیا اور اس نے میرا اور میرے باپ کا نام لیکر مجھے آواز دی۔ اور بولا: چلو تمہارے مولائے تمہیں بلایا ہے۔

میں نے کہا: میرا مولانا کون ہے جس کے پاس میں جاؤں؟ اُس نے کہا: میرا کام پیغام پہنچانا تھا، اب غل کرنا یا نہ کرنا آپ کا کام ہے۔ یہ سن کر میں اس کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ وہ مجھے ایک ایسے عالی شان محل میں لے گیا کہ جس کے جنت ہونے میں مجھے کوئی شک نہیں ہوا۔ وہاں میں نے دیکھا کہ ایک صاحب سبز روم پر بیٹھے ہوئے ہیں جن کے چہرے کے نور سے آنکھیں خیرہ ہونے لگیں۔

جب میں اُن کے پاس پہنچا تو انھوں نے مجھ سے فرمایا، وہ جو کپڑے کا گٹھہ تم لے کر ہو اس میں دو چادریں ہیں۔ ایک فلاں جگہ کی بنی ہوئی ہے اور دوسری فلاں جگہ کی۔ اور یہ فلاں کے اسباب تجارت میں سے ہے ان میں سے ہر چادر میں ایک رقعہ رکھا ہوا ہے جس پر اس چادر کی قیمت اور اس پر نفع کی رقم بھی لکھی ہوتی ہے۔ چنانچہ ان میں سے ایک کی اصل قیمت تیس دینار اور نفع دو دینار مرقوم ہے۔ دوسری کی اصل قیمت تیرہ دینار اور نفع دو دینار مرقوم ہے۔ جاؤ اور وہ دونوں چادریں لیکر آؤ۔

اُس شخص کا بیان ہے کہ میں وہ دونوں چادریں لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے سامنے رکھ دیں۔

آپ نے مجھ سے فرمایا: بیٹھ جاؤ۔

میں بیٹھ گیا۔ مگر آپ کے رعب و جلال کی وجہ سے ہمت نہ ہوتی کہ نظر اٹھاؤں۔ آپ کی طرف دیکھوں۔

اُس کا بیان ہے کہ پھر آپ نے فرش کی ایک جانب ہاتھ پڑھایا، حالانکہ وہاں

کچھ بھی نہ تھا۔ اور ایک مٹھی اٹھا کر فرمایا: لو یہ تمہاری دونوں چادروں کی قیمت منافع کے ساتھ ہے۔

وہ قیمت یک سو باہر نکلا اور دروازے پر اگر رقم شمار کی تو واقعاً اصل قیمت صحیح نفع پوری پوری تھی۔ نہ کم تھی اور نہ زیادہ۔ میرے والد کی تحریر کے بالکل مطابق۔

(مشارق الانوار برسی)

### ⑩ = قید خانہ بھی آپ کو پابند نہ کر سکا

ابو یوسف مصری سے روایت ہے، اور وہ اس حدیث کو اپنے رجال کے ذریعے سے ابو یعقوب اسحاق ابن ابان تک پہنچاتے ہیں۔ ابو یعقوب اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام جس وقت قید خانے میں مقید تھے، آپ اپنے اصحاب اور اپنے شیعوں کے پاس آدمی بھیج دیا کرتے تھے کہ فلاں رات کو عشاء کے وقت فلاں بن فلاں کے گھر فلاں مقام پر آجانا، تم یہیں وہاں موجود پاؤ گے۔

حالانکہ قید خانے کے پہرے دار آن واحد کے لیے بھی قید خانے کے دروازے سے جدا نہیں ہوتے تھے۔ نہ دن میں اور نہ رات میں۔

چنانچہ ہر پانچویں روز تمام پہرے دار معزول کر کے دوسرے پہرے دار متعین کیے جاتے اور انھیں سخت تاکید کی جاتی کہ قید خانے کے دروازے سے ہرگز جدا نہ ہونا۔ دوسری طرف آپ کے اصحاب معینہ مقام پر پہنچ جاتے اور آپ وہاں پر حسب وعدہ تشریف لے جاتے۔ سب لوگ اپنی اپنی حاجتیں آپ کے سامنے پیش کرتے اور آپ ہر ایک کی حیثیت اور منزلت کے مطابق اُن کی حاجت روانی فرماتے۔ پھر وہ لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے جاتے۔ اور آپ قید خانے میں آجاتے۔ (عیون المعجزات)

### ⑪ = سرکش گھوڑا بھی آپ کا مطیع ہو گیا

احمد بن عمارت قرظی کا بیان ہے، کہ میں اپنے والد کے ساتھ سرمن رائے میں رہتا تھا۔ وہاں میرے والد حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کے اصطبل میں نعل بند تھے۔

مستعین کے پاس ایک خچر تھا، جس کے قدم کی بندی اور خوبصورتی میں کوئی اس کا مثل نہ تھا۔ مگر وہ نہ تو اپنی پشت پر زین کئے دیتا اور نہ منہ میں لگام لگانے دیتا تھا۔ تمام گھوڑوں

اور خچروں کو سدھانے والے جمع ہو گئے۔ سب نے اپنی اپنی تدبیر کی مگر کوئی بھی اُس کی پشت پر سواری نہ کر سکا۔

مستعین کے بعض مصاحبوں نے کہا، آپ اپنا آدمی بھیج کر حضرت حسن بن الرضا (امام حسن عسکری علیہ السلام کو کیوں نہیں بلاتے۔ کیونکہ یا تو وہ اس پر سوار ہو جائیں گے ورنہ یہ خچر اُن کا کام تمام کر دے گا۔

مستعین نے آدمی بھیج کر حضرت ابو محمد علیہ السلام کو بلوایا، اور میرے والد بھی آپ کے ساتھ مستعین کے پاس گئے۔ جب آپ مستعین کے گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا، کہ گھر کے صحن میں وہ خستہ کھڑا ہوا ہے۔ آپ نے اپنا ہاتھ اس خستہ کی پشت پر رکھا اور ہاتھ رکھتے ہی خستہ کو پینہ آگیا۔ آپ آگے بڑھے اور مستعین کے پاس پہنچے۔

اُس نے آپ کو خوش آمدید کہا اور بولا، ذرا آپ اس خستہ کے منہ میں لگادیں۔

آپ نے میرے والد سے فرمایا، جاؤ اس کو لگام لگادو۔

مستعین نے کہا، نہیں، بلکہ میں چاہتا ہوں کہ آپ ہی لگام لگائیں۔

آپ نے فرمایا، اچھا، اگر تم ہی چاہتے ہو تو میں ہی اس کو لگام لگانے دیتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ اٹھے اپنی چادر ایک طرف رکھی اور بڑھ کر اُس خستہ کے منہ میں لگام لگادی، اور واپس آ کر اپنی جگہ بیٹھ گئے۔

مستعین کی کہا، ذرا اس کی پشت پر زین بھی تو کس دیں۔

آپ نے میرے والد سے فرمایا، جاؤ اس پر زین کس دو۔

مستعین نے کہا، نہیں زین بھی آپ ہی کس دیں تو بہتر ہوگا۔

آپ پھر اٹھے اور اُس پر زین کس کر بیٹھ آئے۔

مستعین نے کہا، کیا آپ اس پر سوار بھی ہو سکتے ہیں؟

آپ نے فرمایا، کیوں نہیں۔

یہ کہہ کر آپ بڑھے، اور خستہ بھی چپ چاپ کھڑا رہا، آپ بلا مزاحمت اس پر سوار ہو گئے، اُس کو دنگی چال پر ڈالا، تو وہ بہترین رفتار سے چلنے لگا۔ پھر آپ اتر کر واپس آ گئے۔

مستعین نے کہا، اس پر آپ کو امیر المومنین نے بٹھایا۔

حضرت ابو محمد نے میرے والد سے فرمایا، جاؤ اس خستہ کی لگام پکڑو اور بچلو۔

وہ اُس کی لگام پکڑ کر لے آئے۔ (مناقب جلد ۱۰ ص ۳۸۱، مختار الخوارزمی)

# بخارا الاخبار



باب



اخبار النجوم بحار العلوم



① — نبی کی ہڈی اور راہب

علی بن حسن بن سائور سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے زمانے میں سرمن رلے کے اندر قحط پڑ گیا خلیفہ وقت نے اپنے حاجب اور اپنے اہل مملکت کو حکم دیا کہ سب لوگ نماز استسقاء کے لیے صحرا میں نکلیں۔

چنانچہ یہ لوگ تین دن تک مسلسل استسقاء کے لیے صحرا میں جا کر نماز پڑھتے رہے مگر پانی نہ برسا۔

چوتھے دن جاہلیق اپنے نصاریٰ کے گروہ کے ہمراہ اور راہبوں کے ساتھ نکلا ان کے ساتھ ایک ایسا راہب بھی تھا جب وہ دعاء کے لیے ہاتھ اٹھاتا تھا تو فوراً بارش ہونے لگتی تھی۔ یہ دیکھ کر بہت سے مسلمانوں کا ایمان خطرے میں پڑ گیا، لوگ حیران تھے اور نصرا نیت کی طرف مائل ہوتے جا رہے تھے۔

یہ صورت دیکھ کر خلیفہ وقت نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے پاس اپنا آدمی بھیجا۔ آپ اُس زمانے میں قید تھے۔ آپ کو قید سے نکلا گیا۔

خلیفہ وقت نے عرض کیا، 'فرزند رسول! آپ اپنے جد کی امت کی خیر لیجیے بلاک ہوا چاہتا ہے۔

آپ نے فرمایا، 'اچھا کل میں صحرا میں جاؤں گا، اور انشاء اللہ تعالیٰ سے اسے شکوک دور کر دوں گا۔

چنانچہ دن جاہلیق اپنے راہبوں کے ساتھ پھر نکلا ادھر سے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام بھی اپنے چند اصحاب کو سب کچھ اپنے دیکھا کہ اس راہب نے اپنے ہاتھ پھیلائے اور بادل گھرنے لگے۔

آپ نے اپنے غلام سے کہا جاؤ اور اس راہب کا داسنا ہاتھ پکڑ لو اور اس کی دونوں انگلیوں کے درمیان جو چیز ہے اسے چھین کر میرے پاس لے آؤ۔

غلام گیا اور راہب کی انگلیوں کے درمیان ایک سیاہ رنگ کی ہڈی تھی اسے نکال لیا۔ امام علیہ السلام نے وہ ہڈی لے لی۔

اس کے بعد آپ نے اُس راہب سے فرمایا کہ اب دوبارہ بارش کے لیے دعا کرو تو جانوں کہ تمہاری دعا میں تاثیر ہے۔

راہب نے ندامت کے ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے، بادل اگرچہ گھرے ہوئے تھے لیکن اب بجائے برسنے کے چٹھنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے آفتاب نکل آیا اور مطلع صاف ہو گیا خلیفہ وقت یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا کہنے لگا، 'اے ابو محمد! یہ ہڈی کیسی ہے؟ آپ نے فرمایا، 'یہ ایک نبی کی ہڈی ہے جو اس راہب کو کہیں سے ہاتھ آ گئی ہے اس ہڈی میں یہ صفت ہے کہ جب بھی اس کو زیر آسمان برسنہ کیا جائے گا فوراً ہی رحمتِ باران کا نزول ہوگا۔ یہی وجہ تھی کہ جب یہ راہب اس ہڈی کو اپنی انگلیوں میں رکھ کر ذرا سا برسنہ کرتا تھا بارش شروع ہو جاتی تھی۔ راہب میں ذاتی کوئی کرامت نہیں ہے۔ صرف اس ہڈی کی وجہ سے نزولِ رحمتِ باران ہوتا رہا۔ (اس کے بعد جتنے لوگ دہاں جمع تھے سب کو اس پوشیدہ نبی کی ہڈی کا راز بتایا گیا، جس کی بنا پر جو لوگ اپنا عقیدہ چھوڑ کر نصاریٰ ہو رہے تھے پھر اپنے عقیدے پر واپس آ گئے اور حقیقتِ امر کو جان گئے۔)

(مختار الخراج ص ۲۱۴، کشف الغم جلد ۳ ص ۱۱۷)

② — جاسوس کی نشاندہی

ابو ہاشم جعفری سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام بھی ہمارے ساتھ قید ہوئے۔ اس قید خانے کا واروہ صالح بن وصیف تھا۔ قید خانے میں ہمارے ساتھ ایک مروجمی بھی تھا جس کا دعویٰ تھا کہ وہ علوی ہے۔

چنانچہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام قیدیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، 'اگر تم لوگوں میں ایک شخص ایسا نہ ہوتا جو تم میں سے نہیں ہے تو میں بتاتا کہ تم لوگوں کو کئی کب نصیب ہوگی۔

یہ کہہ کر آپ نے اُس مروجمی کی طرف اشارہ کیا۔ وہ مجمع سے نکلا۔

آپ نے پھر فرمایا، 'یہ شخص تم میں سے نہیں ہے۔ اس سے احتیاط برتو اور اس کے کپڑوں میں ایک تھسہر بھی ہے جس میں اس نے سلطان وقت کو مطلع کرنے کے لیے تم لوگوں کی گفتگو کرتے

کر لیا ہے۔

یہ سن کر کچھ لوگ اٹھے اور اُس کے لباس کی تلاشی لی تو اس میں سے وہ تحریر برآمد ہوئی جس میں اُس نے تمام قیدیوں کی پوشیدہ کارروائی درج کی تھی، جس میں سلطان کو مطلع کیا گیا تھا کہ ہم لوگ قید خانے میں نقب لگا کر بھاگنے کی فکر میں ہیں۔

ابو ہاشم کا بیان ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام روزے رکھتے تھے شام کے وقت آپ کا غلام آپ کے گھر سے ایک چمڑے کے سربہر تھیلے میں آپ کے لیے کھانا لاتا اور ہم لوگ بھی اُسی میں سے افطار کرتے تھے۔

ایک دن میں ضعف کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکا تو دوسری کوٹھری میں جا کر میں نے سوکھی روٹی کھائی تاکہ کسی کو پتہ نہ چل سکے۔ اس کے بعد میں آپ کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔

آپ نے اپنے غلام سے کہا، ابو ہاشم کے لیے کچھ کھانے کی چیز لاؤ۔ یہ روزے سے نہیں ہیں۔

یہ سن کر میں مسکرایا، آپ نے پوچھا، ابو ہاشم، کیوں مسکرا رہے ہو؟ جب تم روزے سے نہیں ہو تو سوکھی روٹی کھانے سے کیا قوت آئے گی۔ گوشت کھاؤ تاکہ تمہاری کمزوری دور ہوگی میں نے عرض کیا، واقعاً اللہ، اُس کا رسول اور آپ حضرات سچے ہیں، آپ جتنے کو اللہ سلامت رکھے۔ اور میں نے کھانا شروع کیا۔

آپ نے تین بار فرمایا، اب تین دن روزہ نہ رکھنا، اس لیے کہ روزے سے جو کمزوری پیدا ہوتی ہے وہ تین دن سے پہلے دور نہیں ہوتی۔

پھر جب وہ دن آیا جس میں آپ کو رہائی ملنے والی تھی۔ آپ کا خادم آیا اور پوچھا: آقا! آپ کا کھانا لائوں؟

آپ نے فرمایا، لاؤ۔ ہمارا خیال تھا کہ ہم اس میں سے نہ کھا سکیں گے مگر کھانا ظہر کے وقت آیا، آپ روزے سے تھے، عصر کے وقت آپ کو رہائی ملی۔

آپ نے فرمایا، اب یہ کھانا تم لوگ کھا لینا، اللہ تمہیں مبارک کرے۔

(مختار الخواجہ ص ۲۳۹-۲۴۰، مناقب جلد ۲ ص ۴۲-۴۱)

• اعلام الوری میں بھی ابو ہاشم کی یہی روایت اپنے اسناد سے مرقوم ہے۔  
(اعلام الوری ص ۲۵۵-۲۵۶)

### ۳ = معتد کی قید سے رہائی کا علم

محمد بن ابی زعفران نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی والدہ گرامی سے روایت کی ہے کہ ایک دن حضرت ابو محمد نے مجھ سے کہا کہ سترہ مہینے میں مجھ پر ایک مصیبت آئی ہے۔ ممکن ہے اس سے چھٹکارہ نہ مل سکے یہ سن کر میں رونے اور چیخنے لگی۔

آپ نے فرمایا، رونے سے کچھ حاصل نہیں۔ یہ حکم ہے جو واقع ہو کر رہے گا۔ چنانچہ جب سترہ مہینے کا ماہ صفر آیا تو اُن کی والدہ کو نہ اُٹھے کل، نہ بیٹھے چین۔ بیرونِ مدینہ کے باشندوں کے پاس خبر کے تحتس میں جایا کرتی۔

ایک مرتبہ اخصی خبر ملی کہ معتد نے حضرت ابو محمد اور اُن کے بھائی جعفر کو علی بن جریر کی قید میں دیدیا ہے۔ اور وہ علی بن جریر سے ہر لمحہ ان کا حال معلوم کرتا رہتا، اور وہ بتاتا رہتا کہ حضرت ابو محمد دن کو روزہ رکھتے ہیں اور شب بھر نمازیں پڑھتے رہتے ہیں۔

معتد نے ایک دن پھر اُن کا حال پوچھا۔ علی بن جریر نے وہی بتایا۔ اس نے کہا، اچھا ابھی جا کر اُن سے میرا سلام کہو اور یہ کہہ دو کہ اب آپ آزاد ہیں۔ اپنے گھر تشریف لے جائیں۔ میں نے آپ کو آج سے اپنا صاحب بنایا۔

علی بن جریر کا بیان ہے کہ جب میں قید خانہ کے دروازے پر پہنچا تو دیکھا کہ دروازے پر سواری زین کسی ہوئی تیار کھڑی ہے۔ اندر گیا تو دیکھا کہ آپ بھی موزے پہنے، ایرانی سبز چادر دوش پر ڈالے تیار بیٹھے ہیں۔

جب آپ نے مجھے دیکھا تو چلے۔ میں نے آپ کو رہائی کا حکم سنایا تو سواری پر سوار ہو گئے۔

جب گھوڑے پر سوار ہو چکے تو کھڑے رہے۔ میں نے پوچھا، اب آپ کیوں کھڑے ہیں؟

آپ نے فرمایا، جعفر کے آنے کا انتظار کر رہا ہوں۔ میں نے کہا، مگر زبانی کا حکم تو صرف آپ کے لیے ہوا ہے۔ اس کے لیے تو نہیں ہوا آپ نے فرمایا، معتد سے جا کر کہو کہ ہم دونوں ایک گھر سے آئے ہیں، اگر میں جاؤں اور وہ میرے ساتھ نہ ہوگا تو وہاں کیا ہوگا، یہ بات تم سے پوشیدہ نہیں ہے۔

علی بن جریر کا بیان ہے کہ میں معتد کے پاس گیا اور وہاں سے واپس آ کر بتایا کہ معتد نے

کہا ہے کہ میں نے آپ کی وجہ سے جعفر کو بھیجا رکھا۔ اور میں نے آپ کو محض جعفر کی حرکتوں ہی کی وجہ سے قید کیا تھا۔

پھر آپ جعفر کو سیر کرنے کے لئے فرمائے (بج الدعوات ص ۲۳۳)

• میری نے محمودی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ جب وقت حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کے قید سے رہا ہوئے تو میں نے آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی یہ تحریر دیکھی۔  
 ”بِئْرِنِّ دُونَ لِيْطْفُوْا نُوْمِرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاَللّٰهُ مُتَعَدِّ نُوْمِرَهُ وَاَلُوْكَرَهُ الْكُفْرُ وَاَنْ“  
 (بج الدعوات ص ۲۳۴)

③ = دشمن تو ہماری نسل کو قطع کرنا چاہتے تھے

نصرین علی جہنمی جو مخالفین

میں سے مولیدائمت کے سلسلہ میں ثقات (معتبرین) میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس نے بیان کیا کہ: امامت کی دلیلوں میں سے ایک وہ روایت بھی ہے جو حضرت حسن بن علی عسکری علیہ السلام سے وقت ولادت حضرت م ج م د (ابن حسن) کے متعلق بیان کی گئی کہ آپ نے فرمایا:  
 ”ان ظالموں نے مجھ لیا تھا کہ وہ مجھے قتل کر کے ہماری نسل کو قطع کر دیں گے لیکن انہوں نے دیکھ لیا ہے کہ اُس قادر مطلق کی قدرت کیسی ہے۔“

اس کے بعد آپ نے اس مولود کا نام مؤمل رکھا۔ (بج الدعوات ص ۲۳۵)

(غنیۃ الشیخ ص ۱۳۹-۱۴۰)

• مختار الخراج میں بھی محمد بن اقرع کی یہی روایت مرقوم ہے۔

(مختار الخراج ص ۲۱۵، کافی جلد ۱ ص ۵۰۹)

⑤ = ہوشیار رہو بیٹوں کا خطرہ ہے

کتاب الدلائل میں ابو بکر سے روایت

ہے کہ میرے ایک دوست نے میرے سلسلے یہ تجویز پیش کی کہ آؤ ہم اور تم دونوں مل کر مختلف اطراف و جوانب سے باغوں کے پھل خریدیں۔ میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری کو خط لکھ کر آپ سے مشورہ چاہا۔

آپ نے فرمایا، اس تجارت میں تم بالکل شریک نہ ہو۔ کیا تمہاری نظر بیٹوں اور بچوں کے سوکھ کر حشف بن جانے پر نہیں ہے؟

چنانچہ ایسا ہی ہوا کچھ تو بیٹوں نے اگر تباہی مچادی اور کچھ پھل جو باقی رہ گئے تھے وہ سوکھ کر حشف بن گئے۔ اور اللہ نے آپ کے مشورہ کی وجہ سے مجھے اس نقصان سے بچالیا۔

(کشف الغم)

④ = علم اصلا ب و ارحام

محمد بن علی بن ابراہیم ہمدانی سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو عرض کیا کہ جس میں التباہی کہ آپ دعا فرمائیں، اللہ مجھے میری چچا زاد بہن کے بطن سے لڑکا عطا فرمائے۔ آپ نے جواب میں تحریر فرمایا، اللہ تجھے کئی لڑکے عطا فرمائے۔ چنانچہ آپ کی دعا اور اللہ کی عنایت سے میرے یہاں چار بیٹے پیدا ہوئے۔  
 (کشف الغم جلد ۳ ص ۳۱)

④ = علم ارحام

ابن فرات سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں سرمن رائے کے محلے عسکر میں ایک راستے پر بیٹھا ہوا تھا اور مجھے اولاد کی بچہ تمنا تھی۔ اتفاقاً ادھر سے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی سواری گزری۔ میں نے آپ سے عرض کیا کہ ’فرزند رسول! آپ کے علم کے مطابق میری قسمت میں اولاد ہے یا نہیں؟‘

آپ نے سر ہلا کر فرمایا، ہاں۔

میں نے عرض کیا، پھر یہ فرمادیجئے کہ لڑکا ہوگا یا لڑکی؟

آپ نے فرمایا، لڑکا نہیں۔

پھر میرے یہاں لڑکی پیدا ہوئی۔

(مختار الخراج ص ۲۱۴)

• کشف الغم میں ابن فرات کے بیان سے جعفر بن محمد سے یہی روایت مرقوم ہے۔

(کشف الغم جلد ۳ ص ۳۰۶)

⑧ = پیغمبر و شتانی کی تحریر فلاں کی ہے

محمد بن عباس کا بیان ہے کہ ہم لوگ

امام حسن عسکری علیہ السلام کے علامات امامت کے متعلق گفتگو کر رہے تھے تو ایک ناہمی (دشمن اہلیت) نے کہا میں بغیر و شتانی کے ایک خط لکھتا ہوں اگر انہوں نے جواب دیدیا تو مجھوں گا کہ واقعاً وہ اسام ہیں۔

چنانچہ اُس نے ایک خط بغیر روشنائی استعمال کیے ہوئے لکھا اور تمام خطوط کے ساتھ اسے بھی رکھ دیا۔

امام علیؑ نے ہمارے مسائل کے جواب دیے اور اس کے پرچے پر اس کا اور اس کے والدین کا نام لکھ دیا۔

یہ دیکھ کر اے غش آگیا۔ جب غش سے افادہ ہوا تو آپ کے حقیقی امام ہونے کا معتقد

(مناقب جلد ۳ صفحہ ۲۸۲)

ہو گیا۔

## ⑨ = حج کو جاؤ پیاس کا کوئی خطرہ نہیں

ابوعلیٰ مہرہ کا بیان ہے کہ قاف

سے آپ کو اطلاع دی گئی کہ حج پر جانے والے یہاں سے واپس آ رہے ہیں، انھیں ڈر ہے کہ آگے بڑھے تو بیانی نایاب ہو جائے گا، پیدے مرجائیں گے۔

آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا، واپس نہ آؤ حج کو چلے جاؤ انشاء اللہ اس طرح کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔

لہذا جو لوگ ابھی واپس نہیں ہوئے تھے وہ حج پر چلے گئے اور صحیح سلامت رہے۔ انھیں پیاس کی کوئی اذیت نہیں ہوئی۔

(کافی جلد ۱ ص ۵۰۸-۵۰۷ ارشاد ص ۲۲۲)

## ⑩ = مستقبل کا علم

کافور خادم کا بیان ہے کہ یونس نقاش ہمارے سید

کی حاشیہ برداری اور خدمت کیا کرتا تھا۔

ایک دن وہ کانپتا ہوا آیا اور عرض کرنے لگا، میرے سید و سردار! میں وصیت

کرتا ہوں کہ میرے اہل و عیال کا خیال رکھیے گا۔

آپ نے فرمایا، کیا بات ہے؟

اُس نے عرض کیا، میں اب میرا اس دنیا سے کوچ کا اہتمام ہو گیا ہے۔

آپ نے فرمایا، اے یونس! کیسا اہتمام؟

یہ کہہ کر آپ مسکرائے گئے۔

یونس نے کہا، ابن بغدادی نے مجھے ایک نیکند دیا تھا۔ جب میں اُس پر نقش کرنے

لگا تو وہ بیچ سے دو ٹکڑے ہو گیا اس کو کل ہی دینے کا وعدہ ہے۔ اور وہ ابن بغلہ ہے ایک ہزار تازیانوں

یا قتل سے کم سزا نہ دے گا۔

آپ نے فرمایا، اپنے گھر جاؤ کل جو اللہ کرے گا وہ بہتر کرے گا۔

دوسرے دن پھر کانپتا ہوا آیا اور بولا کہ ابن بغلہ کا آدمی نیکند لینے آ گیا ہے۔

آپ نے فرمایا، اس کے ساتھ جاؤ، اللہ جو کرے گا وہ بہتر کرے گا۔

یونس نے کہا، آقا! میں اُس سے جا کر کیا کہوں گا؟

آپ مسکرائے اور فرمایا، تم جاؤ اور سنو کہ وہ کیا کہتا ہے اور جو ہو گا وہ بہتر ہی ہو گا۔

یونس گیا اور خوش و خرم واپس آیا اور بولا: مولانا! ابن بغلہ نے مجھ سے کہا کہ میری

کنیزی آپس میں جھگڑ رہی ہیں، کیا تم سے ممکن ہے کہ اس کے دو ٹکڑے کر دو اور جھگڑا ختم ہو جائے؟

آپ نے فرمایا، پروردگار! تیرا شکر ہے کہ تو نے ہمیں ایسے لوگوں میں قرار دیا جو تیرا

واقعی شکر ادا کرتے ہیں۔

آپ نے پوچھا، پھر تم نے کیا کہا؟

یونس نے کہا کہ میں نے اسے مطمئن کر دیا ہے کہ اچھا، میں کوشش کروں گا۔

آپ نے فرمایا، ٹھیک جواب دیا۔ (مناقب آلِ ابی طالب جلد ۳ ص ۲۲۰-۲۲۱)

(نوٹ: ) یہی قصہ یعنی حضرت امام علیؑ علیہ السلام کے معجزات میں بھی مندرج ہے اور

بظاہر وہی درست ہے اس لیے کہ کافور ان ہی کے اصحاب میں سے تھا۔

## ⑪ = اس گھوڑے کو شام سے قبل ہی فروخت کر دو

علی بن زید بن علی بن

الحسین بن زید بن علی سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میرے پاس ایک گھوڑا تھا جس پر مجھے

بہت ناز تھا اور اکثر مجلسوں اور صحبتوں میں، میں اس کا تذکرہ کیا کرتا تھا۔

ایک دن میں اس پر سوار ہو کر حضرت ابو محمدؑ کے گھر پہنچا۔

آپ نے پوچھا، وہ گھوڑا کہاں ہے؟

میں نے کہا، وہ آپ کے دروازے پر کھڑا ہے۔

آپ نے فرمایا، اگر کوئی گاہک ملے تو اس کو شام ہونے سے پہلے ہی فروخت کر دو۔

اس پر دیر نہ کرو۔

آپ ابھی ہمیں تک کہنے پائے تھے کہ کوئی آگیا اور بات کٹ گئی۔

راوی کا بیان ہے کہ میں اس فکر میں وہاں سے اٹھ کر چلا اور جا کر اپنے بھائی سے اس کا

تذکرہ کیا۔

انہوں نے کہا، میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہیں کیا رائے دوں۔

میں ابھی اسی لباس میں بیٹھ رہا تھا کہ شام ہو گئی۔ مغرب کی نماز سے فارغ ہوا تو سامنے دوڑا ہوا آیا، اور بولا: آپ کا گھوڑا ابھی ابھی بیک مر گیا۔

اب میری سمجھ میں آیا کہ حضرت ابو محمد علیہ السلام نے اسی امر کی طرف اشارہ کیا تھا۔ دوسرے دن میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور طے کر رہا تھا کہ کاش آپ اس گھوڑے کی جگہ کوئی دوسرا گھوڑا دیدیتے۔

مگر میرے کچھ کہنے سے پہلے ہی آپ نے فرمایا: ہاں ہاں میں اس گھوڑے کی جگہ تیسرا دوسرا گھوڑا دیتا ہوں۔

یہ کہہ کر آپ نے اپنے غلام سے فرمایا کہ میرا کیت رنگ کا گھوڑا انہیں دیدو۔

پھر مجھ سے فرمایا: یہ تمہارے اس گھوڑے سے بہتر ہے اس کی عمر بھی طویل ہے اور اس کی چال بھی اچھی ہے۔  
(مختار الخراج ص ۲۱۴)

• اعلام اوزی، ارشاد اور کافی میں بھی علی بن زبیر سے اسی کے مثل روایت ہے۔

(اعلام اوزی ص ۲۵، ارشاد ص ۳۲۲، کافی جلد ۱ ص ۵۱)

## ۱۲ = علم بلایا

دلائل صحیحہ میں علی بن محمد بن زیاد سے روایت ہے کہ

بیان ہے کہ میرے پاس حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کا خط آیا کہ تم پر ایک مصیبت آنے والی ہے، مگر یہی مجھے پڑے رہنا۔

اتفاق سے ایک مصیبت وارد ہوئی، میں پریشان ہوا اور حضرت ابو محمد علیہ السلام کی خدمت خط لکھ کر دریافت کیا کہ جس مصیبت کے لیے آپ نے فرمایا تھا کیا یہ وہی مصیبت ہے۔

آپ نے جواب دیا، نہیں، اس سے بھی سخت مصیبت۔ میں نے جب جستجو کی تو معلوم ہوا کہ یہ اعلان کیا گیا ہے کہ جو مجھے بکڑ لائے اس کو ایک لاکھ

(کشف الغمہ جلد ۲ ص ۲۹۲)

• مختار الخراج میں بھی علی بن محمد بن زیاد سے اسی کے مثل روایت ہے۔

(مختار الخراج)

## ۱۳ = کس نے کون سا مال چُرا یا ہے مجھے معلوم ہے؟

ابو ہاشم جعفری کا بیان ہے

کہ جب حضرت (امام علی نقی) ابو الحسن علیہ السلام نے رحلت فرمائی تو ان کے فرزند حضرت ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام ان کی تجہیز و تکفین میں مشغول ہو گئے، اور آپ کی بیعت شمولیت سے آپ کے غلاموں نے یہ فائدہ اٹھایا کہ آپ کے لباس و نقدیات وغیرہ سب اٹھا کر لے گئے۔

جب آپ اس سے فارغ ہوئے تو اپنی نشست گاہ میں آکر تشریف فرما ہوئے اور ان سب خادموں کو طلب کیا اور فرمایا: جو کچھ میں پوچھوں گا اگر تم لوگ کچھ بتا دو گے تو میری سزا محفوظ رہو گے، اور اگر تم لوگ اپنے انکار پر ہی اصرار کرتے رہے تو میں تمہیں خود بتاؤں گا کہ تم میں سے کون شخص کیا چیز لے گیا ہے۔ اور پھر اس وقت تم میں سے جو شخص جس سزا کا مستحق ٹھہرے گا اس کو وہ سزا دوں گا۔

اس کے بعد فرمایا: اے فلاں! تو یہ یہ چیزیں لے گیا ہے اور لے فلاں! تو یہ یہ چیزیں لے گیا ہے۔

ان سب نے اقرار کیا، کہ جی ہاں۔

آپ نے فرمایا: اے واپس کرو۔

پھر آپ سب کو بتاتے گئے اور سب نے تمام چیزیں واپس کر دیں۔

اسماعیل بن محمد بن علی بن اسماعیل بن علی بن عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے

ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کے انتظام میں سر راہ بیٹھ گیا جب آپ اُدھر سے گذرے تو میں نے ان سے اپنی پریشانی کا شکوہ کیا اور قسم کھائی کہ میرے پاس ایک درہم بھی نہیں ہے، سردت میں بہت تنگدست ہوں۔ نہ کھانے کے لیے کچھ ہے نہ دن کو نہ رات کو۔

آپ نے فرمایا تم اللہ کی جھوٹی قسم کھاتے ہو۔ تم نے دو سو دینار تو زمین میں دفن کر رکھے ہیں، یہ میں اس لیے نہیں کہہ رہا ہوں کہ تمہیں کچھ دینا نہیں چاہتا۔

پھر آپ نے اپنے غلام سے فرمایا کہ تیرے پاس جو کچھ ہو وہ اسے دیرے۔

آپ کے غلام نے مجھے سو دینار دیے۔

پھر آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: سو جس وقت تمہیں اپنے دفن کیے ہوئے

دیناروں کی شد یہ ضرورت پیش آئے گی وہ تمہیں نہ ملیں گے تم ان سے محروم رہو گے۔  
اور ہوا بھی ایسا ہی۔ آپ نے واقعاً کچھ ہی فرمایا تھا۔ وہ دینار جو آپ نے مجھے عطا فرمائے  
تھے انہیں خرچ کرتا رہا، مگر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ مجھے ان کی شد یہ ضرورت پیش آگئی، روزی کے  
تمام دروازے بند ہو گئے تھے۔ میں نے جب اپنے دفن شدہ دیناروں کو کھود کر نکالنا چاہا تو وہ وہاں  
سے غائب تھے۔ میں نے غور کیا تو سمجھ میں آیا کہ میرے لڑکے معلوم تھا کہ میں نے دینار کہاں دفن کیے  
ہیں۔ وہ انہیں نکال کر لے گیا۔ اور کہیں جھاگ گیا، میرا اس پر کوئی بس نہ چلا۔

(الارشاد ص ۲۲۳)

مختار الخراج میں بھی اسماعیل سے اسی کے مثل روایت ہے۔

### ۱۳ = تیری جائیداد واپس مل جائیگی

عمر بن ابی سلم کا بیان ہے کہ سرمن رلے  
میں مصر سے ایک شخص جس کا نام سیف بن لیث تھا، ہندی کے پاس فریڈ لیکر آیا کہ شفیع خادم نے  
اس کی جائیداد غصب کر لی اور اس کو وہاں سے نکال دیا ہے۔ ہم لوگوں نے اسے مشورہ دیا کہ حضرت  
ابو محمدؑ امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھ دے تاکہ وہ تیرے حق میں دعاء فرمائیں اور تیرا یہ کام  
آسان ہو جائے۔

اُس نے خط لکھا، تو آپ نے جواب دیا، پریشان نہ ہو اور سلطان کے پاس نہ جا  
تیری جائیداد تجھ کو واپس مل جائے گی، بلکہ اس وکیل کے پاس جا جس کے قبضے میں اس وقت تیری  
جائیداد ہے اور اسے سب سے بڑے سلطان خدائے رب العالمین سے ڈرا۔  
وہ شخص اس وکیل سے ملا۔

وکیل نے کہا، تیرے جاتے ہی میرے پاس خط آیا کہ میں تیری جائیداد تجھے واپس  
کر دوں۔ قاضی ابن ابی شوارب کا یہ حکم تھا، اور اس پر گواہیاں تھیں۔  
پھر اُسے ہندی کے پاس جانے کی ضرورت ہی نہ پیش آئی اور اس کو اُس کی جائیداد  
واپس مل گئی۔ (مناقب جلد ۴ ص ۲۲۳)

### ۱۵ = آپ نے بغیر طلب کے خاتم بخش دی

ابو ہاشم کا بیان ہے کہ جب بھی میں حضرت  
امام علی نقی یا حضرت امام حسن عسکری علیہما السلام کی خدمت میں حاضر ہوتا مجھے ان میں کوئی نہ کوئی لامنت

کی نشانی ضرور ملتی۔

چنانچہ میں ایک مرتبہ حضرت ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا  
میرا ارادہ تھا کہ میں آپ سے انگوٹھی کے لیے چاندی وغیرہ مانگوں جس کو برکت کے لیے میں اپنا  
پاس رکھوں۔ میں آپ کے پاس بیٹھ گیا اور باتوں میں یاد نہ رہا کہ میں کس لیے آیا تھا۔ جب  
وہاں سے چلنے کا ارادہ کیا تو آپ نے میری طرف ایک انگوٹھی پھینک دی اور فرمایا:  
تو تمہارا ارادہ چاندی مانگنے کا تھا، میں تمہیں نبی بنائی انگوٹھی دیتا ہوں۔ اس میں  
تمہیں نگیلندہ اور نبوائی کا بھی فائدہ ہو گیا۔ اللہ تمہیں مبارک کرے۔

(مناقب جلد ۴ ص ۲۳۶)

### ۱۶ = قرآن مخلوقِ خدا ہے

ابو ہاشم کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میرے قبا میں  
آیا کہ میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام سے دریافت کروں کہ آپ کا قرآن مجید کے  
متعلق کیا خیال ہے؟ وہ مخلوق ہے یا غیر مخلوق (ابھی یہ بات میرے دل ہی میں تھی کہ)  
آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ کیا حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادقؑ کی یہ  
روایت تم تک نہیں پہنچی جس میں آپ نے فرمایا کہ جب سورہ قل هو اللہ احد نازل ہوا تو  
اللہ تعالیٰ نے اس کے چار ہزار پر خلق فرمائے اور یہ سورہ ملائکہ کے جس گروہ کی طرف ہو کر گذرتا تھا  
تو سب نہایت خضوع و خشوع کے ساتھ اس کے سامنے جھک جاتے اور کہتے کہ اس کی نسبت  
رب العزت تبارک و تعالیٰ کی طرف ہے۔ (مختار الخراج ص ۲۳۶)

### ۱۷ = آپ کی ٹوپی دلیلِ امامت بن گئی

کتاب الدلائل میں علی بن محمد بن حسن  
سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ہمارے اصحاب کی ایک جماعت ابواز سے سرمن رلے آئی  
میں بھی ان اصحاب کے ساتھ تھا اور خلیفہ وقت صاحب بصرہ کی طرف جا رہا تھا۔ ہم لوگ اس  
لیے نکلے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی زیارت کر لیں۔ مگر دیکھا کہ آپ بھی  
اس کے ساتھ جا رہے ہیں۔ اس لیے آپ کی دالسی کے اشتهار میں دو باغوں کے درمیان بیٹھ گئے  
تھوڑی دیر میں آپ واپس ہوئے اور ہمارے متعابل پہنچ کر قریب ہی کھڑے  
ہو گئے، اپنا ہاتھ اٹھا کر سر سے ٹوپی اتاری اور دوسرا ہاتھ اپنے سر پر پھیرا اور ہم میں سے ایک  
شخص کے سامنے بیٹھ فرمائے لگے۔

اس شخص نے فوراً کہا 'میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ واقعتاً حجت خدا اور اس کے منتخب بندے ہیں۔

ہم لوگوں نے اُس سے کہا، کہ تجھے یہ ہدایت کیسے ہو گئی؟  
اُس نے کہا کہ مجھے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی امامت پر شک تھا لہذا میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر آپ واقعی ہیں تو آپ سے سرسے ٹوٹی آتاریں گے تو میں آپ کے امامت کا قائل ہو جاؤں گا۔  
(کشف الغمہ جلد ۳ صفحہ ۲۵۵)  
مختار الخراج میں بھی علی بن محمد کی یہی روایت مرقوم ہے۔ (مختار الخراج ص ۲۱۵)

۱۸ = دُعَاءِ رِیْلِ اِمَامَت

دلائل حمیری میں ابوسہیل بلخی سے روایت ہے  
اُن کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابو محمد علیہ السلام کو خط لکھا اور اس میں اپنے والدین کے لیے دُعَاءِ کی درخواست کی۔ اُس کی ماں عالیہ تھی اور باپ مومن تھا۔  
آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ پر رحم فرمائے۔  
ایک دوسرے شخص نے بھی خط لکھا اور اُس نے بھی اپنے والدین کے لیے دُعَاءِ کی درخواست کی۔ اُس کی ماں مومنہ تھی اور اس کا باپ ثنویہ تھا۔  
آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ پر رحم فرمائے۔  
(کشف الغمہ جلد ۳ صفحہ ۲۵۷)

۱۹ = عَلِمَ مَا فِي الصَّمِيرِ

ابن کردی محمد بن علی بن ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر سے روایت ہے اُن کا بیان ہے کہ میں بہت تنگی معاش میں مبتلا ہوا تو میرے والد نے محمد سے کہا کہ مجھے اُس شخص یعنی حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کے پاس لے چلو میں نے سنا ہے وہ بڑے سخی ہیں۔  
میں نے پوچھا کیا آپ کا اُن سے تعارف ہے؟  
اُنھوں نے کہا 'نہیں، میرا اُن سے کوئی تعارف نہیں، بلکہ میں نے تو اُن کو کبھی دیکھا بھی نہیں۔'  
الغرض ہم لوگ چلے راستے میں میرے والد نے کہا 'کاش وہ مجھے پانچ سو درہم دینے کا حکم دے دیں تو دو سو درہم کپڑوں کے لیے، دو سو درہم آٹے کے لیے اور ایک سو درہم دوسرے

اخراجات کے لیے خرچ کروں گا۔

اور میں نے اپنے دل میں کہا 'کاش مجھے تین سو درہم کا حکم دے دیں تو ایک سو درہم سے گدھا خریدوں گا، ایک سو درہم دیگا اخراجات کے لیے اور ایک سو درہم لباس کیلئے رکھوں گا پھر میں جبل کی طرف (تلاش معاش کی غرض سے) چلا جاؤں گا۔  
جب ہم لوگ آپ کے در دولت پر پہنچے تو اندر سے آپ کا غلام نکلا۔ اور بولا۔  
علی بن ابراہیم اور اس کا لڑکا محمد اندر آجائیں۔  
ہم اندر گئے، سلام عرض کیا۔

آپ نے میرے والد سے فرمایا: اے علی! تم اب تک ہم سے کیوں نہیں ملے؟  
میرے والد نے کہا 'اے سید و سردار! شرم و امانگیز تھی کہ اس حالت میں آپ کی خدمت میں کیسے حاضر ہو جاؤں۔

الغرض جب ہم وہاں سے چلے تو آپ کا غلام آیا، اُس نے میرے والد کو ایک تھیلی دی اور کہا 'اس میں پانچ سو درہم ہیں۔ دو سو کپڑوں کے لیے، دو سو آٹے کے لیے اور ایک سو دیگر اخراجات کے لیے ہیں۔

اس کے بعد مجھے بھی ایک تھیلی دیکر لولا، اس میں تین سو درہم ہیں۔ ان میں سے ایک سو درہم کا گدھا خریدنا، ایک سو کپڑوں کے لیے اور ایک سو دیگر اخراجات کے لیے ہیں اور سونو، بلا و جبل نہ جانا، بلکہ سورا (عراق میں ایک مقام کا نام ہے) جانا۔  
راوی کا بیان ہے کہ وہ سورا چلا گیا، اور وہاں کی ایک عورت سے شادی کر لی اور آج اُس کی آمدنی چار ہزار دینار تک پہنچ چکی ہے، مگر اس کے باوجود وہ واقف ہے۔

محمد بن ابراہیم کردی نے اُس سے کہا کہ کیا اس سے بھی زیادہ واضح امامت کی نشانی کی تمہیں ضرورت ہے؟

اُس نے کہا 'تم سچ کہتے ہو، مگر تمہیں سے ایک رستے پر چلے جا رہے ہیں اسے کس طرح چھوڑ دیں۔؟'  
(الارشاد ص ۲۲۱-۲۲۰)

ابو بکر فہرنگی سے روایت ہے، ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے سرمن رستے سے کسی کام کے لیے باہر جانے کا ارادہ کیا، اس لیے کہ وہاں دیر تک قیام کر چکا تھا چنانچہ کوچ کے دن میں نکلا اور ابی قطیبہ ابن داؤد کے راستہ پر آکر بیٹھ گیا۔ اتنے میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام دہراہر خانہ میں جانے کے لیے ادر سے آتے ہوئے نظر آئے۔  
میں نے اپنے دل میں کہا 'میں آپ سے عرض کروں گا کہ مولا، میرے لیے دعا کیجیے کہ

میں سرمن رٹنے سے خیریت کے ساتھ نکل جاؤں۔  
یہ سوچ کر میں مسکرایا۔ جب آپ میرے قریب آئے تو آپ بھی مسکرائے۔ اور میں  
اُسی دن سرمن رٹنے سے نکل گیا۔

(مختار الخراج ص ۲۱۵)

• علی بن زید بن علی بن حسین بن زید سے روایت ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ ایک  
دن میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ابھی میں وہاں  
بیٹھا ہی تھا کہ مجھے یاد آیا کہ میرے رومال میں پچاس دینار تھے۔ وہ اب نہیں ہیں۔ مجھے اس کی بڑی فکر  
ہوئی، مگر میں نے آپ سے نہ اس کا ذکر کیا اور نہ اس کا اظہار ہونے دیا کہ مجھے اس کی فکر لاحق ہے اس  
کے باوجود آپ نے فرمایا: وہ محفوظ ہے انشاء اللہ۔ جب میں گھر واپس آیا تو میرے بجائے وہ  
رقم مجھے دی۔

(مختار الخراج ص ۲۱۵)

• کشف الغم میں بھی دلائل حیرت سے یہی روایت مرقوم ہے۔

رکعت آخر جلد ۲ ص ۲۰۵

• ابوالعنیا محمد بن قاسم ہاشمی سے روایت ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ میں حضرت  
ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا، وہاں مجھے پیاس لگتی مگر پانی  
مانگنا اپنے لیے چھوٹی بات سمجھتا۔

آپ فوراً آواز دیتے اے غلام! ان کو پانی بلاؤ۔

کبھی دل میں آتا کہ اب یہاں سے چلوں۔

آپ فوراً آواز دیتے اے غلام ان کی سواری حاضر کرو۔

(مختار الخراج) (مناقب جلد ۴ ص ۲۲۳)

• احمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری کی  
خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ میرے سامنے کچھ لکھیں تاکہ جب آپ کا خط پہنچے تو میں  
پہچان لیا کروں کہ یہ آپ ہی کا خط ہے۔

آپ نے فرمایا: ہاں ٹھیک ہے۔

پھر فرمایا اے احمد! قلم کے موٹے اور باریک ہونے کی وجہ سے خط مختلف  
ہو جاتا کرتا ہے۔ لہذا اس میں شک نہ کیا کروں

پھر آپ نے قلم دان منگوایا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس وقت آپ جس قسم  
سے لکھیں گے، میں وہ قلم آپ سے مانگ لوں گا۔

جب آپ لکھ چکے تو مجھ سے باتیں کرنے لگے اور قلم کو قلمدان کے رومال سے  
صاف کر کے میری طرف بڑھا دیا اور فرمایا:

اے احمد! اسے لیلو۔ اور اپنے پاس رکھ لو۔

میں نے اسے لے کر رکھ لیا۔ مناقب جلد ۴ ص ۲۲۳

• محمد بن احمد انصاری سے روایت ہے اُن کا بیان ہے کہ قوم موقوفہ اور مقررہ  
کے ایک گروہ نے کامل بن ابراہیم مدنی کو حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کے  
پاس اپنا نام اندر بنا کر بھیجا۔

کامل کا بیان ہے کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں آپ سے یہ دریافت کروں گا کہ  
آپ یہ فرماتے ہیں کہ جنت میں صرف وہی داخل ہوگا جس کی معرفت ہماری جیسی ہوا اور جس کا قول بھی  
ہمارا جیسا ہو۔

اُس کا بیان ہے کہ جب میں آپ کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ آپ ایک سفید اور  
نرم لباس زیب تن کیے ہوئے ہیں۔

میں نے اپنے دل میں کہا، بھلا کوئی ولی خدا اور حجت خدا لیا نرم لباس پہنتا ہے؟  
ہمیں تو یہ حکم دیتے ہیں کہ اپنے بھائیوں کے ساتھ حسن سلوک کرو اور اس طرح کا لباس پہننے  
کو منع فرماتے ہیں۔

کامل کا بیان ہے کہ میرے جی میں یہ بات ابھی آئی ہی تھی کہ آپ تبسم ہوئے اور  
فرمایا: اے کامل! ادھر دیکھو۔

یہ کہہ کر آپ نے اپنی دونوں استینیں اٹھیں، میں نے دیکھا، آپ اُس نرم لباس  
کے نیچے سیاہ مٹھا لباس پہنے ہوئے تھے۔

پھر فرمایا، دیکھو! یہ اندر ولی لیا اس تو اللہ کے لیے ہے اور اوپر والا لباس تم  
لوگوں کے لیے ہے۔ (غینۃ طوسی)

۲۰ = علم النساب

علی بن جعفر نے حلبی سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ محمد  
عسکری میں جمع ہوئے اور حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی سواری کے دن کا اتفاقاً  
کرنے لگے۔ تو آپ کی خدمت آئی جن میں لکھا تھا کہ:

”خبردار! تم سے نہ کوئی ہو سلام کرنے، اور نہ ہماری طرف کوئی اشارہ کرے، اس میں تمہاری



جانوں کا خطرہ ہے۔

میرے پہلو میں ایک نوجوان کھڑا تھا، میں نے اُس سے پوچھا: تم کہاں کے باشندہ ہو؟ اُس نے کہا، 'مذنبہ کارہنے والا ہوں۔'

میں پوچھا، 'یہاں کس کام سے آنا ہوا؟' اُس نے کہا کہ، 'ہمارے یہاں (مذنبہ میں) لوگوں کو حضرت ابو محمد سلام من عسکری

علیہ السلام کی امامت کے متعلق اختلاف ہے۔ میں اِس لیے آیا ہوں کہ جو چاہے کر دیکھوں اور اُن کے باتیں سنوں یا اُن میں کوئی علامتِ امامت دیکھوں، تاکہ میرا دل مطمئن ہو جائے۔ اور میں حضرت ابو زہرا کی اولاد میں سے ہوں۔'

ابھی یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ آپ نے اپنے ایک خادم کے ساتھ درِ دولت سے برآمد ہوئے۔ جب آپ قریب پہنچے تو ایک نظر اُس نوجوان پر ڈالی اور فرمایا: کیا تم غفاری ہو؟ اُس نے عرض کیا، 'جی ہاں۔'

آپ نے فرمایا، 'تمہاری ماں حمدیہ کیسی ہے؟' اُس نے عرض کیا، 'ٹھیک ہے، صحیح و تندرست ہے۔' آپ یہ پوچھ کر آگے بڑھ گئے تو میں نے اُس نوجوان سے پوچھا: کیا تم نے اِس سے پہلے ان کو کبھی دیکھا تھا؟

اُس نے کہا، 'نہیں۔' میں نے کہا، 'پھر یہ تمہارے اطمینان کے لیے کافی ہے۔' اُس نے کہا، 'جی ہاں، آپ صحیح کہتے ہیں، اب مزید معلومات کی ضرورت نہیں۔' (مختار الخراج)

۲۱ = علم مافی الضمیر

یعنی بن مرزبان سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ اہل بیت کے ایک شخص سے ملا جس کا نام ابو الخیر تھا۔

اُس نے بیان کیا کہ میرا چچا زاد بھائی امامت، اور خصوصاً حضرت ابو محمد امام من عسکری علیہ السلام کی امامت کے متعلق مجھ سے بحث کرتا تھا میں اُس سے کہا کرتا، 'جب میں خود اُن سے امامت کے آثار و علامات نہ دیکھ لوں، کچھ نہ کہوں گا۔'

چنانچہ میں کسی ضرورت کے لیے عتدہ عسکر میں وارد ہوا۔ دیکھا کہ حضرت ابو محمد امام من عسکری علیہ السلام تشریف لارہے ہیں۔ میں نے اپنے دل میں کہا، 'اگر یہ اپنا ہاتھ اپنے سر کی

طرف بڑھائیں اُسے کھول دیں پھر میری طرف دیکھ کر نظر موڑ لیں، تو میں ان کی امامت کا قائل ہوں گا۔'

جب آپ میرے قریب پہنچے تو آپ نے اپنا ہاتھ اپنے سر کی طرف بڑھایا، سر کھولا پھر ایک نظر میری دیکھا اور نگاہ موڑ لی۔

آپ نے مجھ سے فرمایا، 'بھئی! تمہارا وہ چچا زاد بھائی کیسا ہے جس سے تمہاری امامت کے متعلق بحث ہوتی ہے۔؟'

میں نے عرض کیا، 'اے صحیح و تندرست چچوڑا آیا ہوں۔' آپ نے فرمایا، 'تم اِس سے بحث نہ کیا کرو۔' اِس کے بعد آپ چلے گئے۔ (مختار الخراج - کشف الغمہ جلد ۲ ص ۲۱)

۲۲ = علم مستقبل

عمر بن ابی مسلم کا بیان ہے کہ سید مسیحی نامی شخص مجھے بہت ستاتا تھا اور اس کی طرف سے ایسی ایسی باتیں مجھ تک پہنچتی تھیں کہ مجھے بڑا دکھ ہوتا تھا۔ اُس کا گھر میرے گھر سے بالکل ملا ہوا تھا۔ میں نے حضرت ابو محمد علیہ السلام کو خط لکھا کہ دعا فرمائیں مجھے اِس شخص سے چھٹکارا ملے۔

آپ نے جواب میں تحریر فرمایا، 'تمہیں خوشخبری ہو کہ اِس سے بہت جلد چھٹکارا ملے گا اور تم اُس کے گھر کے عجبی مالک بن جاؤ گے۔' پس ایک ماہ کے بعد وہ مر گیا۔ میں نے اُس کا گھر خرید کر اپنے گھر میں ملا لیا۔ (کشف الغمہ جلد ۳ ص ۲۲)

۲۳ = معتر کی معزولی کی خبر

احمد بن حسین بن عمر بن یزید کا بیان ہے کہ مجھ سے ابو ہریرہ بن سبائہ نے بتایا کہ کوفہ جاتے وقت جب معتر نے آپ کو سعید حاجب کے حوالے کرنے کا حکم دیا اور قصر پیر کا واقعہ پیش آیا ابو ہریرہ نے آپ کو خط لکھا کہ: میں آپ پر قربان، مجھے ایسی اطلاع ملی ہے جس کو سن کر مجھے بے حد قلق ہے۔

آپ نے اُس کو جواب میں تحریر فرمایا۔ اے ابو ہریرہ! گھبراؤ نہیں، تین دن بعد تم لوگوں کو

اور تیسرے ہی دن معتز خلافت سے معزول کر دیا گیا۔ (غیبۃ شیخ ص ۳۲)

### ۲۳ = مستعین تین دن میں گرفتار عذاب ہو گا

راوی کا بیان ہے کہ ایک دن میں ابو احمد عبید اللہ بن عبد اللہ بن طاہر کے پاس گیا۔ ان کے سامنے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کا ایک رقعہ رکھا ہوا تھا جس میں تحریر تھا کہ میں نے اس ظالم و کفرش (یعنی مستعین) کے لیے اللہ سے بد دعا کی ہے یہ تین دن بعد عذاب میں گرفتار ہو جائے گا۔ چنانچہ تیسرے ہی دن خلافت سے معزول ہو گیا اور انجام جیسا کہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ اُسے واسطیجا کر قتل کر دیا گیا۔ (مجمع الدعوات)

### ۲۵ = ہندی کی مدت عمر ختم ہو چکی ہے

صیری نے ہی یہ بھی روایت ابو ہاشم سے کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں ہندی کی قید میں حضرت ابو محمد علیہ السلام کے ساتھ تھا۔

آپ نے مجھ سے فرمایا اے ابو ہاشم! یہ ظالم و کفرش آج شب اللہ تعالیٰ سے مذاق کرنا چاہتا تھا، اس لیے اللہ نے اس کی مدت عمر ختم کر دی ہے۔ میرے کوئی اولاد نہیں، مگر اللہ اپنے لطف و کرم سے ایک لڑکا عنایت فرمائے گا۔

غرض جب صبح ہوئی تو ترکوں نے ہندی پر حملہ کر دیا اور عامۃ المسلمین چونکہ جانتے تھے کہ ہندی اعتزالی اور قدر کا معتقد ہے، اس لیے سب لوگوں نے ترکوں کا ساتھ دیا۔ اور ہندی کو قتل کر کے اس کی جگہ معتز کو مسند خلافت پر بٹھایا، اور اس کی بیعت کی۔ ہندی نے حضرت ابو محمد علیہ السلام کے قتل کا پختہ ارادہ کر لیا تھا، مگر اللہ نے خود اس کو مبتلائے بلا و مصیبت کر دیا اور بلاخر قتل ہوا اور اصل جہنم ہو گیا۔ (مجمع الدعوات ص ۳۳)

### ۲۶ = ہندی کے قتل کی پیشگوئی

احمد بن محمد سے روایت ہے جس وقت ہندی ترکی دواہلوں کے قتل میں ماخوذ ہوا تو میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام

کو خط لکھا کہ مولا! خدا کا شکر ہے کہ اس نے اس کو خود اپنی فکر میں پھنسا دیا، ورنہ سنا ہے کہ وہ کتنا تھا کہ خدا کی قسم میں تم لوگوں کو ملک بدر کر کے رہوں گا۔ تو آپ نے خود اپنے ہاتھ سے اس کا جواب تحریر فرمایا کہ یہی بات اس کی عمر کے گھٹنے کا سبب بن گئی۔ آج سے پانچ دن اور شمار کر لو، چھ دن وہ بڑی بے عزتی اور توہین کے بعد قتل کر دیا جائے گا۔ اور جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔

### ۲۷ = معتز تین دن میں قتل ہو جائے گا

محمد بن عبد اللہ سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ جب سعید (حاکم سامرہ) نے حکم دیا کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری کو گرفتار کر کے کوفہ بھیجا جائے۔ ابو شیم نے آپ کو خط لکھا، مولا! میں آپ پر قربان ہوں، مجھے ایک خبر ملی ہے جس سے مجھے بڑا دکھ ہوا۔ آپ نے جواب میں تحریر فرمایا، تین دن بعد تم کو ایک خوشخبری ملے گی۔ اور تیسرے ہی دن معتز قتل کر دیا گیا۔

### ۲۸ = تین دن بعد خوشخبری ملے گی

علی بن محمد بن زیاد صیری کی کتاب الوصیاء میں مرقوم ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کے متعلق مستعین کی جو نیت تھی وہ ظاہر ہے۔ اس نے اپنے حاجب سعید کو حکم دیا کہ آپ کو کوفہ بھیجاؤ اور راستہ میں ان پر کوئی حادثہ وارد کر دو۔

یہ خبر شیعوں میں پھیل گئی، جس سے انھیں بڑی فکر ہوئی۔ اور یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جبکہ ابھی حضرت ابو الحسن امام علی النقی علیہ السلام کی وفات کو پانچ سال ہی نہیں ہوئے تھے۔ چنانچہ محمد بن عبد اللہ اور شیم بن سبابہ نے آپ کو خط لکھا کہ ہم لوگ آپ پر قربان ہم لوگوں کو ایک ایسی خبر ملی ہے کہ جس کا ہمیں بڑا دکھ اور رنج ہے۔

آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا، تین دن بعد تمہیں خوشخبری ملے گی اور آپ کے ارشاد کے مطابق مستعین تیسرے ہی دن خلافت سے معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ معتز تخت خلافت پر متمکن ہوا۔ (مجمع الدعوات ص ۳۳)

راوی کا بیان ہے کہ آپ کا ایک چھوٹا سا غلام

گم ہو گیا۔ بہت ڈھونڈا گیا، نہیں ملا۔ آپ کو خبر دی گئی۔

آپ نے فرمایا، اس کو جانوروں کے کٹھرے میں دیکھو، وہاں دیکھا گیا تو وہ مردہ پڑا ہوا تھا۔

محمد بن صالح حجتی سے روایت ہے۔

اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھ کر خزلوزہ کے متعلق دریافت کیا کہ اس کا میں بید شائق ہوں۔

آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ اے نہار منہ نہ کھاؤ اس سے فاج کا خطر اس کے علاوہ میرا ارادہ تھا کہ میں صاحب زنج جس نے بصرہ سے خروج کیا تھا، اس کے متعلق معلوم کروں مگر محمول کیا لیکن آپ نے از خود تحریر فرمادیا کہ صاحب زنج اہلبیت میں سے نہیں ہے، کشت الزمرہ میں

جعفر بن محمد قلاشی نے یہ روایت بھی کی ہے کہ میں نے محمد

عبد الجبار خادم کی معرفت حضرت ابو محمد علیہ السلام کو خط لکھا جس میں بہت سے مسائل درج کیے اور یہ بھی تحریر کیا کہ میرا بھائی آرمینہ گیا ہوا ہے۔ دعا فرمائیں، صبح و سلامت واپس آجائے۔ آپ نے میرے خط کا جواب تحریر فرمایا جس میں میرے سارے مسائل کے جوابات مگر اس میں میرے بھائی کے متعلق کوئی ذکر نہیں کیا۔ اس کے کچھ دنوں بعد آرمینہ سے خبر آئی کہ تیرا بھائی فوت ہو گیا۔

اور وہ اسی دن فوت ہوا تھا جس دن حضرت ابو محمد علیہ السلام نے مجھے خط لکھا اب ہم سمجھے کہ چونکہ آپ کو اس کی موت کی خبر تھی اس لیے اس کا کوئی تذکرہ نہیں کیا۔ (کشف الغم جلد ۲ صفحہ ۲۹۷)

علی بن محمد نے ہمارے بعض اصحاب سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ محمد بن جعفر نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھا اور اس میں عبد العزیز بن دلف اور یزید بن عبد اللہ کی شکایت کی۔ آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ عبد العزیز سے تمہیں چھٹکارا مل جائے گا اور

یزید بن عبد اللہ تو اس کا اور تمہارا فیصلہ اللہ کے سامنے ہوگا۔

چنانچہ عبد العزیز مر گیا اور یزید بن عبد اللہ قتل ہو گیا۔

(مناب جلد ۲، صفحہ ۲۲۳، کافی جلد ۱ ص ۵۱۷)

محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن موسیٰ سے روایت ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام نے معتز کی وفات سے تقریباً بیس دن پہلے ابو القاسم اسحاق بن جعفر زبیری کو خط لکھا، "مگر سے باہر نہ نکلنا ایک حادثہ ہونے والا ہے مگر جب بریجہ قتل ہو گیا تو ابو القاسم اسحاق نے آپ کو خط لکھا کہ یہ حادثہ تو رونما ہو چکا، اب میرے لیے کیا حکم ہے۔" آپ نے اس کے جواب میں لکھا، "یہ حادثہ نہیں، دوسرا حادثہ۔"

چنانچہ اس کے بعد معتز کا واقعہ پیش آیا۔ (الکافی جلد ۱ ص ۵۱۷) نیز آپ نے ایک دوسرے شخص کو خط لکھا کہ اس کے قتل سے دس دن پہلے محمد بن داؤد قتل ہوگا، چنانچہ دسویں دن وہ قتل ہو گیا۔ (ارشاد منہج) ابن فرات سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میرے چچا زاد بھائی پر میرے دس ہزار درہم قرض تھے۔ میں نے حضرت ابو محمد علیہ السلام کو عرض لکھا کہ دعا فرمائیں کہ وہ دیدے۔

آپ نے جواب میں تحریر فرمایا۔ وہ تمہاری رقم تم کو واپس کرے گا اور جمعہ کے بعد مر جائے گا۔ راوی کا بیان ہے، میرے چچا زاد بھائی نے مجھے میری رقم واپس کر دی۔ میں نے اس سے پوچھا، تمہاری نیت تو واپس کرنے کی نہ تھی، پھر واپس کیجے کر دی؟ تم نے تو دینے سے انکار کر دیا تھا۔

اُس نے کہا، میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو خواب میں دیکھا انہوں نے فرمایا، دیکھ تیری موت قریب ہے اپنے چچا زاد بھائی کی رقم واپس کرنے سے (مختار الخراج - کشف الغم جلد ۲ ص ۱۷۷)

سعید بن جناح کشی سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے محمد بن ابراہیم وراق مرقندی کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں حج کے لیے وطن سے نکلا اور ارادہ کیا کہ اپنے ایک دوست سے بھی ملتا ہوا جاؤں جو ہمارے اصحاب میں

دیگر • محمد بن حسن بن ذریعہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ وہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی بہن راتے میں اکثر فاشیہ برداری کیا کرتا تھا ایک دن وہ آپ کے پاس پہنچا تو آپ کو گھر موجود پایا اور آپ کی سواری خلیفہ کے گھر جانے کے لیے تیار تھی اور آپ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ اور آپ کے پہلو میں عامہ میں سے ایک ایسا شخص تھا کہ جب آپ کہیں جانے کے لیے سوار ہوتے تو دعائیں دیتا اور ایسی ایسی باتیں کرتا جن سے آپ کو نفرت ہوتی اور آپ ان کو ناپسند کرتے۔

اس دن تو وہ شخص پیچھے ہی پڑا رہا یہاں تک کہ آپ ایسی جگہ پہنچے جہاں سے راستہ دو طرف جاتا۔ ایک راستہ سواروں کی کثرت کی وجہ سے اس شخص کو تنگ نظر آیا تو وہ دوسرے راستے پر چل دیا تاکہ اس طرح آگے بڑھ کر پھر آپ سے جا ملے۔

جب وہ اس راستے پر چلا گیا تو آپ نے اپنے خادم سے فرمایا: جاؤ اس شخص کو کہنا آؤ۔

خادم اس شخص کے پیچھے چلا۔ اور ادھر آپ بازار تک پہنچ گئے اور ادھر وہ شخص کے دروازے سے نکلا تاکہ آپ سے آکر مل جائے کہ ایک جگہ ایک چڑبندھا ہوا تھا، اس نے اس ایسی لالت ماری کہ وہیں مر گیا۔ خادم وہیں ٹھہر گیا اور آپ کے حکم کے بموجب اس کو کھن دیا اور لوگ آپ کے ساتھ آگے بڑھ گئے۔ (مناقب جلد ۴ ص ۳۳۱)

دیگر • علی بن یزید المعروف بہ ابن ریش سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میرا لڑکا بیمار ہوا میں نے حضرت ابو محمد علیہ السلام کو خط لکھا اور اس میں دعا کی درخواست کی ادھر سے جواب آیا ”او ما علم ان رکلی اجل کتب“ کیا نہیں ہے کہ ہر ایک کے لیے ایک مدت تحریر ہے۔

چنانچہ میرا لڑکا مر گیا۔ (مختار الخراج، کشف الغم اردبی جلد ۲ ص ۳۳۱)

دیگر • ابو سلیمان محمودی سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو ایک عریضہ میں تحریر کیا، مولا! دعا فرمائی کہ اللہ مجھے لڑکا فرمادے۔ (تا کہ نسل آگے بڑھے)

آپ نے جواب میں تحریر فرمایا، اللہ تمہیں لڑکا عطا فرمائے گا، مگر تمہیں اس کے لیے صبر بھی کرنا ہوگا۔

چنانچہ میرے یہاں لڑکا پیدا ہوا اور مر گیا۔

دیگر • اصحیح بن افرح کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں خط ارسال کیا، اس میں تحریر کیا کہ آپ میری آنکھ کے درد کے لیے دعا فرمائیں اس لیے کہ میری ایک آنکھ تو بیکار ہو چکی تھی، اب دوسری میں بھی تکلیف شروع ہو گئی۔

آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا، اللہ نے تیری آنکھ روک دی۔ چنانچہ وہ صحیح ہو گئی۔ اللہ نے اسے خراب ہونے سے بچالیا۔

خط کے آخر میں آپ نے تحریر فرمایا کہ اللہ تجھے اجر جزیل اور صبر جمیل کرامت فرمائے مجھے بڑی فکر دامن گیر ہوئی کہ میرے اہل خاندان میں سے کون مر گیا، جس کی تعزیت آپ ادا فرما رہے ہیں۔ مگر کچھ دنوں بعد مجھے میرے لڑکے طیب کی موت کی خبر ملی۔ میں سمجھ گیا کہ آپ نے اسی کی تعزیت ادا کی تھی۔ (مناقب جلد ۴ ص ۳۳۲)

③۲ = مستقبل کا علم

شاہوید بن محمد کا بیان ہے کہ میرا بھائی صالح قید میں تھا میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا اور اس میں مختلف مسائل دریافت کیے۔

آپ نے ان سب کے جواب دیے اور یہ بھی تحریر فرمایا کہ جس دن میرا یہ خط تمہارے پاس پہنچے گا اس دن تمہارا بھائی قید سے رہائی پائے گا۔ تم مجھ سے اس کے متعلق پوچھنا چاہتے تھے مگر بھول گئے تھے۔ اس لیے لکھ رہا ہوں۔

ابھی میں آپ کا یہ خط پڑھ ہی رہا تھا کہ بہت سے لوگ آہنچے اور مجھے میرے بھائی کی رہائی کی خوشخبری دینے لگے۔ میں بھی بیوٹھا کر اپنے بھائی سے ملا اور اس کو آپ کا یہ خط پڑھ کر سنایا۔ (مناقب جلد ۴ ص ۳۳۸)

③۳ = مشکوٰۃ سے مراد قلب حضرت محمد ہے

محمد بن دریاہ رقاشی سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھا اور اس میں دریافت کیا کہ قرآن مجید کی آیت مَثَلُ نُورٍ كَمِثْلِ مَشْكُوٰةٍ میں مشکوٰۃ سے کیا مراد ہے۔

پھر یہ بھی تحریر کیا کہ میری زد و جد کے لیے دعا فرمائیں وہ حاملہ ہے۔ نیز دعا فرمائیں کہ

فرزند پیدا ہوئے، آپ اس مولود کا نام بھی تجویز فرمادیں۔  
 آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ مشنگوۃ سے مراد قلب مجھ ہے۔  
 مگر آپ نے میری زوجہ کے متعلق کچھ نہ لکھا، بلکہ آخر میں یہ تحریر فرمایا کہ خدا  
 تجھے صبر دے۔ اور تجھے خلف (فرزند سعادت مند) عطا فرمائے۔  
 پس، زوجہ کے مرد لڑکا پیدا ہوا، اس کے بعد جب حاملہ ہوئی تو لڑکا پیدا ہوا۔  
 (کشف الغمہ جلد ۳ صفحہ ۲۱۷)

### ۳۳ = کینز کی موت کا علم

علی بن زید بن علی بن حسین بن زید بن علی سے  
 روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ جب حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام  
 دارالعاترہ سے اپنے گھر تشریف لیجانے لگے تو میں آپ کے ساتھ ہولیا، اور آپ کو آپ کے گھر  
 تک پہنچا کر واپس ہونے لگا:

آپ نے فرمایا، ذرا ٹھہرو!  
 آپ اندر داخل ہوئے، مجھے بھی گھر کے اندر بلا لیا اور دو سو دینار عطا کیے۔  
 پھر فرمایا: تمہاری کینز تو مر گئی، اب دوسری کینز کے لیے قیمت لیتے جاؤ۔  
 حالانکہ جب میں اپنے گھر سے چلا تھا تو وہ بالکل صحیح و سلامت تھی۔ غرض جب میں اپنے  
 گھر پہنچا تو میرے غلام نے اطلاع دی کہ آپ کی فلاں کینز امی امی مر گئی۔  
 میں نے پوچھا، کیا بات ہوئی، کیسے مر گئی؟  
 اس نے کہا، وہ پانی پینے لگی، پانی گلے میں اٹکا اور اس کا دم نکل گیا۔  
 (مناقب جلد ۴ صفحہ ۲۳۱، منہاج الخراج صفحہ ۲۱۷)

### ۳۵ = عروہ بن کبیری کیلئے بددعا

علی بن سلیمان بن رشید عطا  
 بغدادی سے روایت ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام نے عروہ بن کبیری پر  
 لعنت کی تھی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کا ایک خزانہ  
 (توشہ خانہ) تھا، وہ عروہ بن کبیری کے سپرد کیا گیا۔ اس نے اس خزانے میں سے بہت سی چیزیں اپنے  
 لیے نکال لیں اور بقیہ میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو گزند پہنچانے کے  
 لیے آگ لگا دی۔ آپ نے اس پر لعنت کی اور اس کے لیے بددعا بھی فرمائی، اور اس بددعا کو

ایک دن اور ایک رات بھی نہیں گذرے تھے کہ اللہ نے اس کو واصل بخشیم کیا۔  
 آپ فرماتے ہیں کہ میں اسی رات اللہ سے بددعا کے لیے اس اس طرح بیٹھا  
 اور ابھی سپیدہ سموی بھی نمودار نہیں ہوا تھا اور نہ ابھی میرے خزانے میں لگی ہوئی آگ بجھی تھی  
 کہ اللہ نے عروہ بن کبیری کو قتل کر دیا۔ اللہ اس پر لعنت کرے۔ (رجال کشی صفحہ ۴۸)

### ۳۶ = زبیری کیلئے بددعا

دلائل حمیری میں محمد بن علی حمیری سے  
 روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں ابو احمد عبید اللہ بن عبد اللہ کے پاس پہنچا  
 اس کے سامنے حضرت ابو محمد علیہ السلام کا ایک خط لکھا ہوا تھا۔ جس میں تحریر تھا کہ میں  
 نے اس کرش یعنی زبیری کے لیے اللہ سے بددعا کر دی ہے۔ وہ تین دن بعد مبتلائے عذاب  
 ہو جائے گا۔

چنانچہ تین دن بعد اس کے ساتھ جو مواد وہ سب کو معلوم ہے۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۵)

### ۳۷ = ابن ہلال سے اظہارِ برأت کا اعلان

محمد بن یعقوب کا بیان ہے  
 کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کا ایک طویل خط عمری کے نام موصول ہوا  
 جس میں یہ بھی تحریر تھا کہ میں ابن ہلال لعنتہ اللہ علیہ سے اپنی برأت کا اظہار کرتا ہوں، بلکہ  
 اس شخص سے بھی برأت کا اظہار کرتا ہوں جو ابن ہلال سے برأت کا اظہار کرتے۔ لہذا اسحاق  
 اور اس کے اہل شہر کو وہ سب کچھ بتا دو جو میں نے اس شخص فاجر کے متعلق نہیں بتایا ہے بلکہ  
 ہر اس شخص کو بتا دو جو تم سے اس شخص فاجر کے متعلق دریافت کرتے۔

(غنیۃ طوسی صفحہ ۲۲۸)

بیشک اللہ کا یہ بڑا فضل و کرم ہے کہ اس نے تم لوگوں پر چند فرائض عائد کیے ہیں اس لیے نہیں کہ اُسے اس کی کوئی ضرورت ہے، بلکہ یہ اُس خدا کے وحدہ لا شریک لہ کی تم لوگوں پر مہربانی ہے کہ اللہ خبیث اور طیب کو جدا جدا کر دے، تمہاری نیتوں کا امتحان لیلے، تمہارے دلوں کو گندگیوں سے پاک کرے، تاکہ تم لوگ اللہ کی رحمت کے حصول میں ایک دوسرے پر سبقت کرو اور جنت میں تمہاری منزلیں ایک دوسرے سے اونچی ہوں۔

چنانچہ اللہ نے تم لوگوں پر حج، عمر، اقامت نماز، ادائیگی زکوٰۃ، روزہ اور ولایت کو فرض کیا۔ اور ان سب کے لیے اُس نے تمہارے لیے ایک دروازے کو کافی قرار دیا تاکہ اس کے ذریعے سے فرائض کے تمام دروازے کھل جائیں اور راہِ خدا کی کئی تمہارے ہاتھ آجائے واقعاً اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے بعد ان کے اوصیاء نہ ہوتے تو تم لوگوں کا حال جانوروں جیسا ہوتا، اور ان فرائض میں سے کوئی فریضہ صحیح طور پر نہ سمجھ سکتے، اور کسی شہر میں اُس کے دروازے ہی سے تو داخل ہوا جاتا ہے!

اللہ نے اپنے نبی کے بعد اپنے اولیاء کی ولایت و امامت تم پر قائم کر دی اور اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا " اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ اَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيْتُ لَكُمْ الْاِسْلَامَ دِينًا " (سورہ مائدہ آیت ۲)

ترجمہ: (آج کے دن میں نے تمہارے لیے دین کو کامل کر دیا، اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور میں نے تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کر لیا۔)

اولیاء کے حقوق تم پر فرض کیے اور ان حقوق کی ادائیگی کا تمہیں حکم دیا تاکہ تمہارے اصحاب و ارحام سے پیدا ہونے والے بچے، تمہارے اموال، تمہارے کھانے پینے کی چیزیں سب حلال ہو جائیں اور تمہیں معلوم ہو جائے کہ اس سے تمہاری دولت و ثروت میں کتنی ترقی اور کتنی برکت ہوتی ہے اور وہ یہ دیکھ کہ تم میں سے حکم غیب کی کون اطاعت کرتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: " قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمُوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰنِ " (سورہ شوریٰ آیت ۲۳)

ترجمہ: کہہ دوئے رسول! میں اس کا تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا سوائے قریبوں کی مودت کے۔ یہ سمجھ لو کہ اس میں جو نیک کرے گا وہ درحقیقت اپنے ساتھ نیک کرے گا۔ اللہ سختی ہے تم لوگ فقیر ہو، سولے اس کے کوئی اور اللہ نہیں ہے۔

ہمارے اور تمہارے درمیان گفتگو بہت طویل ہو گئی جس میں تمہارے فرائض

یا چھوٹی، اس پر ادا سے شکر ضروری ہے۔ چنانچہ اللہ نے جو نعمت تم کو دی ہے، تمہیں ہلاکت سے بچایا ہے اور راہِ عقبے کو تمہارے لیے آسان کر دیا ہے اس پر ہم الحمد للہ کہتے ہیں جس طرح اللہ کی حمد کرنے والے تابعدار کرتے ہیں گے اور خدا کی قسم، آخرت کی گھائی بڑی سخت ہے، اس پر چلنا بہت مشکل ہے اس میں طویل مصائب ہیں جن کا ذکر سابقہ الہامی کتابوں میں بھی ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے پہلے کے زمانے اور آج کے زمانے میں بھی تم لوگوں کے حالات ایسے نہ تھے جو قابلِ تعریف رہے ہوں اور اللہ کی پوری توفیق تمہارے شامل حال رہی ہو لے اسحاق! یقین کرو کہ جو اس دنیا میں اندھا بن کر رہے گا وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا، اور اسے راہِ نجات نہ ملے گی۔

لے ابن اسماعیل! یہاں اندھا ہونے کا مطلب آنکھوں سے اندھا نہیں، بلکہ اُن دلوں کا اندھا ہونا ہے جو سینوں کے اندر ہیں۔ چنانچہ ایسے ظالم کے لیے اللہ تعالیٰ اپنی کتاب محکم میں ارشاد فرماتا ہے کہ وہ قیامت کے دن کہے گا:

" رَبِّ لَوْ شِئْتَ لَتَنِيَّ اَعْمٰی وَ قَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۗ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰیٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَ كَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنٰسٰی ۝ " (سورہ طہ آیت ۱۷)

(پروردگارا! تو نے مجھے اندھا کیوں محسوس کیا، جبکہ (دنیا میں) میں آنکھ والا تھا، اللہ کہے گا، اس لیے کہ جس طرح تیرے پاس ہماری نشانیاں آئیں اور تو نے انہیں جھٹلادیا، پس آج کے دن اسی طرح ہم نے تجھے جھٹلادیا۔)

(اب تم ہی انصاف سے کہو) جو ذات اپنے آباء اور اہل بیت اور آباءِ آخرین یعنی اوصیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات پر اللہ کی حجت ہو، اللہ کی طرف سے اللہ کے مُلک کا امانت دار ہو، اللہ کی طرف سے اللہ کے بندوں کے اعمال کا شاہد و نگران ہو، اس سے بڑھ کر اللہ کی نشانی اور آیت کون سی چیز ہو سکتی ہے؟

لہذا تم لوگ کیوں سرگرداں ہو؟ جانوروں کی طرح جھڑبڑ کیا، ادھر کہاں چلے جا رہے ہو؟ حق سے کیوں روگردان ہو؟ یا پل پر کیوں ایمان لائے ہو؟ اللہ کی اس نعمت سے کیوں انکار کرتے یا اُسے جھٹلاتے ہو؟ یہ بتاؤ، جو شخص کتابِ خدا کی بعض باتوں پر ایمان رکھے اور بعض سے انکار کرے، اُس کی سزا سولے اس کے اور کیا ہو سکتی ہے کہ وہ دنیاوی زندگی میں بھی ناکام رہے اور آخرت کے اندر طویل عرصے تک عذاب میں مبتلا رہے۔ خدا کی قسم! یہ تو سب سے بڑی ناکامیابی ہے۔

## ۴ = ایک دوستدار کو دعاء کی تعلیم

ابو ہاشم سے روایت ہے کہ آپ کے دوستداروں میں سے کسی نے آپ سے درخواست کی کہ آپ کوئی دعاء تعلیم فرمادیں آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ یہ دعاء پڑھا کرو۔

يَا سَمْعَةَ السَّامِعِينَ يَا أَبْصَرَ الْمُبْصِرِينَ يَا عَنَّا النَّاطِرِينَ  
يَا أَسْرَعَ الْحَاسِبِينَ يَا أَسْرَعَ الشَّرِّ أَحْيِينَ يَا أَحْكَمَ الْحَاكِمِينَ  
صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَأَوْسِعْ لِي فِي رِزْقِي وَمُدَّتِي  
فِي عُسْرِي وَأَمِّنْ عَلَيَّ بِرَحْمَتِكَ وَأَجْعَلْنِي مِمَّنْ تَنْتَصِرُ بِهِ  
دِينَكَ وَلَا تَسْتَبْدِلْ لِي عَيْرِي •

ترجمہ: اے سننے والوں میں سب سے زیادہ سننے والے، اے دیکھنے والوں میں سب سے زیادہ دیکھنے والے، اے ناظرین میں سب سے زیادہ معزز اے حساب کرنے والوں میں سب سے جلد حساب کرنے والے، اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے، اے فیصلہ کرنے والوں میں سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے! تو اپنی رحمتیں نازل فرما محمد و آل محمد پر اور میرے لیے رزق پر وسعت عطا فرما، میری عمر میں اضافہ فرما اور تجھے اپنی رحمت کا واسطہ بن کر کم واحسان فرما، مجھے ان لوگوں میں قرار دے جن سے تیرے دین میں مدد لیبائی ہے۔ میرے بدلے میرے غیر کو ان میں قرار نہ دے۔

## ۵ = حِزْبِ اللَّهِ فِي كَسِّ كَاشِمَارِ هُوَكَ

ابو ہاشم کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے اپنے دل میں کہا: پروردگارا! تو مجھے اپنے گروہ اور اپنے جتنے میں قرار دے۔ آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ہاں، اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو، اس کے رسول کی رسالت کی تصدیق کرتے ہو، اس کے اولیاء کی معرفت رکھتے ہو، ان کا اتباع کرتے ہو، تو تمہیں بشارت ہو کہ تم اللہ کے گروہ اور اس کے جتنے میں شامل ہو۔

(رکشف الغم جلد ۲ ص ۱۹۹)

محمد بن حسن بن شمون سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں اپنے فقیر و تنگ دستی

سے بہت نالاں تھا۔ اس کی شکایت حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام سے کی مگر دل میں کہا: (کیوں غم کرتا ہے) کیا حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ "ہمارے ساتھ رہ کر تنگ دستی، دوسروں کے ساتھ رہ کر دولت مند رہنے سے زیادہ بہتر ہے اور ہمارے ساتھ رہ کر قتل ہو جانا، ہمارے دشمنوں کے ساتھ رہ کر زندہ رہنے سے کہیں بہتر ہے۔"

## ۶ = فقر سے گناہ معاف ہوتے ہیں

میرے خط کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا: سنو! جب ہمارے دوستداروں کے گناہ بہت ہو جاتے ہیں تو ہم اللہ انہیں فقر و تنگ دستی میں مبتلا کر دیتے تاکہ ان کے اکثر گناہ معاف کر دیے جائیں، اور جیسا کہ تمہارے دل نے خود کہہ دیا تھا کہ ہم لوگوں کے ساتھ رہ کر فقر، اور ہمارے دشمنوں کے ساتھ رہ کر دولت مند رہنے سے کہیں بہتر ہے۔ ہم ان لوگوں کے لیے جہاں پناہ ہیں جو ہم سے پناہ چاہے۔ ہم ان لوگوں کے لیے نوز و روشنی بھی جو دیکھنا چاہے ان لوگوں کے محافظ ہیں جو ہم سے حفاظت چاہے۔ جس نے ہم سے محبت کی وہ ہمارے ساتھ سنام اعلیٰ میں ہوگا، جو ہم سے مغفوت ہو اس کا راستہ جہنم کے طرف ہوگا۔

(رکشف الغم جلد ۲ ص ۲۹۹ - سائب جلد ۲ ص ۲۲۵)

• رجال کشی میں محمد بن حسن بن شمون سے یہی روایت ہے

(رجال کشی ص ۳۳۸ - سائب جلد ۲ ص ۲۲۵)

## ۷ = شَرِكِ حَفِي

سعد نے ابو ہاشم جعفری سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا:

آپ نے فرمایا: "ان گناہوں میں سے جو بچتے نہ جائیں گے ایک گناہ یہ بھی ہے کہ کوئی شخص یہ کہے کہ کاش محمد سے اس گناہ کے سوا کسی اور گناہ کا مواخذہ نہ ہوتا۔"

'میں نے اپنے دل میں کہا: یہ بات تو مشکل ہے۔ یعنی ہر آدمی کو چاہیے کہ وہ خود سے اپنے تمام امور کا جائزہ لیتا رہے!'

میرے دل میں یہ بات آتی ہی آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے ابو ہاشم! تم صحیح سوچ رہے ہو اور جو کچھ سوچ رہے ہو اس پر کاربند ہو جاؤ، کیونکہ شرک انسان کے اندر اس سے بھی زیادہ مخفی چلتا ہے جتنی کوئی چھوٹی کسی سماہ پھر پرازدھیری رات میں چلتی ہو۔ (فیئبہ الشیخ ص ۲۲)

• رکشف الغم جلد ۲ ص ۱۹۹

• رکشف الغم جلد ۲ ص ۱۹۹

پاس حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کا ایک خط آیا۔ اُس شخص کا بیان ہے کہ میں نے اُن جناب کو خط لکھا تھا کہ آپ کے شیعوں اور موالیوں میں بڑا اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ آپ اپنی امانت کی کوئی واضح دلیل، کوئی معجزہ ظاہر فرمادیں۔

آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی صاحبان عقل کو خطاب کرتا ہے اور سونے، کانٹات میں کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو حضرت خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر دلائل و معجزات پیش کرے، مگر اس کے باوجود لوگوں نے اُن کو بھی ساحر کا بہن اور کاذب کہا تاہم ان ہی ہم سے اللہ نے جس کو ہدایت دینی چاہی اس نے ہدایت بھی پائی۔ ہرگز یہ ضرور ہے کہ دلائل و معجزات سے اکثر لوگوں کی تسکین ہو جاتی ہے مگر یہاں تو صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب ہمیں حکم دیتا ہے کہ بولو۔ تب ہم لوگ بولتے ہیں جب حکم دیتا ہے خاموش رہو تو خاموش رہتے ہیں۔

اور اگر اللہ حق کو ظاہر نہ کرنا چاہتا، تو اتنے سارے انبیاء کو بشیر و نذیر بنا کر نہ بھیجتا چنانچہ یہ لوگ خواہ بحالت ضعف ہوں، خواہ بحالت قوت، ہر حال میں حق پیش کرتے رہے، تاکہ امر الہی کی تکمیل اور حکم خداوندی کا نفاذ ہو جائے۔

لوگ اس دنیا میں مختلف طبقتوں کے ہیں۔ ایک طبقہ وہ ہے جو ہمیشہ نجات کے راستے پر نگاہ رکھتا ہے، حتیٰ کہ مرتکب اور اس کی جڑ سے نکلی ہوئی شاخ سے متعلق رہتا ہے، اس میں نہ کبھی شک کرتا ہے اور نہ ریب، بس اسی کو اپنا ملجاء و ماویٰ سمجھتا ہے۔

دوسرا طبقہ وہ ہے جس نے حق کو کبھی اس کے اہل سے نہیں لیا۔ ان کی مثال یہ ہے جیسے کوئی دریا میں اس کشتی پر سوار ہو جس کا کوئی ناخدا (کشتی چلانے والا) نہ ہو۔ دریا سحر ہو تو وہ بھی متحرک ہو جاتا ہے اور دریا ساکن ہو جائے تو وہ بھی ساکن۔

تیسرا طبقہ وہ ہے جس پر شیطان کا تسلط ہے۔ ان کا کام اہل حق کی لڑائی مخالفت کرنا ہے، اپنے دلی بعض وحد کی بنا پر باطل کے ذریعے سے لوگوں کو حق سے ہٹانا ہے، مگر چھوڑو! یہ نہ دیکھو کہ کون دائیں جانب گیا اور کون بائیں جانب، اس لیے کہ جب چرواہا اپنی منتشر بھڑوں کو مجتمع کرنا چاہتا ہے تو بہت آسانی سے یکجا کر لیتا ہے۔

تم نے اپنے خط میں ہمارے شیعوں اور موالیوں کے اندر اختلاف کا تذکرہ کیا ہے تو جب وصیت اور اولاد کا یہ سونا ہی معیارِ امانت ٹھہرا، تو پھر اب ریب و شک کی کیا گنجائش ہے جو فیصلہ کرنے والا فیصلہ کرنے بیٹھے گا، وہ خود بہترین فیصلہ کرے گا۔ جو تم سے ہدایت طالب ہو اس کی بہترین ہدایت کرو۔ اشاعت اور طلبِ ریاست سے دور رہو یہ دونوں چسپا

باعثِ ہلاکت ہیں،

تم نے یہ بھی لکھا ہے کہ تم فارس جانا چاہتے ہو، جاؤ اللہ تمہاری مدد کرے گا مصر جاؤ گے انشاء اللہ امن و سکون پاؤ گے۔ میرے موالی اور شیعوں میں سے جس پر تمہیں وثوق ہو اس کو میرا سلام پہنچا دینا، اُنہیں خود خدا اور اداۓ امانت کا حکم دینا اور انہیں بتا دینا کہ ہمارے خلاف پروپیگنڈا کرنا درحقیقت ہم سے جنگ کے مترادف ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ جب میں نے آپ کے خط میں یہ پڑھا کہ قد دخل مصر انشاء اللہ 'امنا' تو میں سجدہ سر کا کہ اس کا مطلب کیا ہے۔

الغرض میں بعد لکھا 'ارادہ تھا کہ وہاں سے فارس چلا جاؤں گا مگر اس کی کوئی صورت پیدا نہ ہوئی' اور مجھے مصر جانا پڑا۔

(کشف الغر جلد ۳ ص ۱۹۳)

• مختار الخراج میں بھی ابوالقاسم ہروی کی یہی روایت مرقوم ہے۔

(مختار الخراج ص ۲۹۱)

## ۱۲۔ حدیث من کنت مولاً کا مطلب

حسین بن طریف سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول یعنی حدیث "من کنت مولاً فعلی مولاً" کا کیا مطلب ہے۔

آپ نے جواب میں تحریر فرمایا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطلب یہ تھا کہ جب ملاؤں میں فرقہ بندی اور گروہ بندی ہو تو حضرت علی علیہ السلام الہی گروہ کی علامت قرار پائیں۔

(کشف الغر جلد ۳ ص ۲۰۳)

## ۱۳۔ قرآنی آیت میں ولیجۃ سے مراد

سفیان بن محمد ضعیفی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام سے خط لکھ کر یہ دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں "ذکر نبیخدا وامن ذوق اللہ ولا رسولہ ولا المؤمنین ولیجۃ" (سورہ توبہ آیت ۱۵)

میں ولیجۃ سے کیا مراد ہے۔؟ نیز میں نے اپنے دل میں کہا، کاش یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ یہاں مؤمنین سے کون لوگ مراد ہیں۔

آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ ولیجۃ ولی امر کائنات ہوتا ہے اور



## ① = تاریخ وفات

مصباح میں مرقوم ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات یکم ربیع الاول کو ہوئی اور اسی روز سے حضرت امام قائم آل محمد کا دورہ شروع ہوا۔  
(کافی جلد ۱ ص ۵۳)

دیگر • محمد بن جریر طبری نے کتاب التعلیف میں اور محمد بن ہارون تلعکبری و حسین بن محمد بن خلیب نے نیز شیخ مفید علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب مولد التتبع والادویہ میں شیخ نے تہذیب میں حسین بن خزیمہ و نصر بن علی جہضمی نے کتاب الموالیہ میں اسی طرح خشاب نے اپنی کتاب موالیہ میں اور ابن شہر آشوب نے اپنی کتاب الموالیہ میں تحریر کیا ہے کہ حضرت امام حسن عسکری کی وفات ۸ ربیع الاول کو ہوئی۔

(اقبال الاعمال)

دیگر • کتاب الدرر میں مرقوم ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے بروز یکشنبہ سمن رائے میں وفات پائی اور شیخ مفید علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ آپ کی وفات ۸ ربیع الاول بروز جمعہ ۲۱ صفر میں ہوئی۔

(کتاب الدرر)

دیگر • کتاب کافی میں مرقوم ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات ۸ ماہ ربیع الاول ۳۲۰ھ میں ہوئی اور اس وقت آپ کی عمر ۶۸ سال تھا۔ آپ سمن رائے کے اقلد اپنے گھر میں اپنے در بزرگوار کے پہلو میں دفن ہوئے۔  
(کافی جلد ۱ ص ۵۳)

دیگر • روضۃ الواعظین میں بھی اسی کے مثل روایت ہے۔ نیز یہ ہے کہ آپ کا عہد ۱۰ چھ سال رہا۔ یکم ماہ ربیع الاول کو بیماری ہوئی اور بروز جمعہ انتقال فرمایا۔

(روضۃ الواعظین)

دیگر • مصباح کفعمی میں مرقوم ہے کہ آپ نے یکم ربیع الاول میں وفات پائی اور ایک دوسرے مقام پر ہے کہ ۸ ربیع الاول بروز جمعہ وفات پائی (متمم نے زیر سے پیش کیا)

لے اسحاق! اللہ تم پر اور تمہارے بچوں پر رحم فرمائے میں نے تم سے ہر بات وضاحت سے بیان کر دی ہے۔ اس طرح بیان کر دی ہے جیسے کسی ایسے شخص کے سامنے بیان کی جائے جو اس امر امامت کو بالکل سمجھا ہی نہ ہو اور ایک لمحہ کے لیے بھی اس معاملے میں اس نے قدم نہ رکھا ہو اور بعض باتیں تو اس خط میں ایسی ہیں کہ اگر ان کو سخت سے سخت پتھر بھی سمجھ لے تو یقین ہے کہ خوف خدا اور قلق کے مارے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور فوراً اطاعت الہی کی طرف راجع و مائل ہو جائے۔ اب اس کے بعد تم لوگ جو چاہو کرو۔ اللہ اور اس کا رسول اور مومنین تمہارے اعمال کو دیکھیں گے۔ اس کے بعد تم لوگ اُس خدا کی طرف پلٹائے جاؤ گے جو غیب و شہود ظاہر و باطن سب کا جاننے والا ہے اور اس وقت وہ تم لوگوں کو بتائے گا کہ تم نے کیا کیا اعمال کیے ہیں، عاقبت تنقیوں کے لیے ہے اور بہت زیادہ حمد خدا کے رب العالمین کے لیے ہے۔

لے اسحاق! تم ہمارے پیغام رساں ہو تم ابراہیم بن عبدہ کو میرا پیغام پہنچا دو اور اللہ اسے توفیق دے کہ وہ ان باتوں پر عمل کرے جو میں انشاء اللہ محمد بن موسیٰ نیشاپوری کی معرفت بزرگوار خط اس کو مطلع کروں گا۔ یہ پیغام تمہارے لیے اور تمہارے سارے اہل شہر کے لیے بھی ہے کہ وہ ان احکامات پر عمل کریں جو میں خط میں لکھ کر انشاء اللہ روانہ کروں گا۔

ابراہیم بن عبدہ کو چاہیے کہ وہ میرا خط اپنے اہل شہر کو بھی پڑھ کر سنا دے تاکہ وہ باہر سے بھی اپنی اور اللہ کی اطاعت سے متمسک ہو جائیں۔ ابراہیم بن عبدہ پر اللہ کی طرف سے سلامتی اور برکت نازل ہو، نیز میرے دوستداروں کو بہت بہت سلام کہنا اللہ تعالیٰ اپنی توفیق تم سب کے لوگوں کے شامل حال کرے۔

تمہارے اہل شہر میں سے ہمارا جو دوست ملد ہمارے اس خط کو پڑھے یا تمہارے حاضر کے وہ لوگ جو حق سے انحراف نہیں رکھتے، ان پر لازم ہے کہ وہ ہمارے حقوق ابراہیم کے حوالے کر دیں اور ابراہیم پر لازم ہے کہ وہ اسے رازی تک پہنچائے، یا رازی جن کا نام بتائیں اُس تک پہنچائیں اس لیے کہ میرے حکم اور میری رائے سے ہے (انشاء اللہ)

لے اسحاق! تم میرا یہ خط ملالی کو بھی پڑھ کر سنا دو، وہ بھی ایک مرد ثقہ پر بزرگوار اور اپنے فرائض کو خوب جانتا ہے۔ نیز محمودی کو بھی پڑھ کر سنا دو، وہ بھی اپنی اطاعت کی وجہ سے ہمارے نزدیک محمود ہے اور جب تمہارا ارادہ بغداد جانے کا ہو تو ہمارے موقوف وکیل دہقان جو ہمارے دوستداروں سے ہمارے حقوق کی رقم جمع کرتا ہے اسے بھی پڑھ کر سنا دینا، بلکہ ہمارے دوستداروں میں سے جن کو بھی پڑھ کر سنا سنا ممکن ہو سنا دینا، بلکہ جو اس خط کی نقل لینا چاہتا ہو اس کو اس کی نقل بھی دینا، یا جو اس کا شاہدہ کرنا چاہتا ہو اسے بھی دکھا دینا، ان سے تم

## ① = تاریخ وفات

مصباح میں مرقوم ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات یکم ربیع الاول کو ہوئی اور اسی روز سے حضرت امام قائم آل محمد کا دورا شروع ہوا۔  
(کافی جلد ۱ ص ۵۰۳)

دیگر • محمد بن جریر طبری نے کتاب التعلیف میں اور محمد بن ہارون تلکبری و حسین بن حمدان خلیب نے نیز شیخ مفید علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب مولد النبی والاصحاب میں شیخ نے تہذیب میں حسین بن خزیمہ و نصر بن علی جھضمی نے کتاب المواید میں اسی طرح خطاب نے اپنی کتاب مواید میں اور ابن شہر آشوب نے اپنی کتاب المواید میں تحریر کیا ہے کہ حضرت امام حسن عسکری کی وفات ۸ ربیع الاول کو ہوئی۔

(اقبال الاعمال)

دیگر • کتاب الدرر میں مرقوم ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے بروز یکشنبہ سمرن رائے میں وفات پائی اور شیخ مفید علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ آپ کی وفات ۸ ربیع الاول بروز جمعہ ۲۶ ص ۱۶۰ میں ہوئی۔

(کتاب الدرر)

دیگر • کتاب کافی میں مرقوم ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات ۸ ربیع الاول ۳۲۰ ھ میں ہوئی اور اس وقت آپ کی عمر ۲۸ سال تھی۔ آپ سمرن رائے کے اقلد اپنے گھر میں اپنے پدر بزرگوار کے پہلو میں دفن ہوئے۔  
(کافی جلد ۱ ص ۵۰۳)

دیگر • روضۃ الواعظین میں بھی اسی کے مثل روایت ہے۔ نیز یہ ہے کہ آپ کا عہد ۱۸ چھ سال رہا۔ یکم ماہ ربیع الاول کو بیمار ہوئے اور بروز جمعہ انتقال فرمایا۔

(روضۃ الواعظین)

دیگر • مصباح کفعمی میں مرقوم ہے کہ آپ نے یکم ربیع الاول میں وفات پائی اور ایک دوسرے مقام پر ہے کہ ۸ ربیع الاول بروز جمعہ وفات پائی و معتبر نے زہر سے شہید کیا۔

دیگر • بیون المعجزات میں احمد بن اسحاق بن مصقلہ سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: اے احمد! اس وقت تم لوگوں کا کیا حال ہوگا؟ مجب وگ شک وریب میں مبتلا ہوں گے؟

میں نے عرض کیا کہ جب بذریعہ خط حضرت (امام قائم) کی اطلاع ملی تو اس وقت ہمارے مردوں، عورتوں اور بالغ انہم لوگوں میں کوئی ایسا نہ تھا جو حق کا قائل نہ ہو گیا ہو۔ آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے کیا تم لوگوں کو نہیں معلوم کہ زمین کبھی حجت خدا سے خالی نہ رہی پھر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے ۲۵۹ ھ میں اپنی والدہ کوچ کے لیے بھیجا اور انہیں بتا دیا کہ ۲۶۰ ھ میں کیا ہونے والا ہے۔ پھر آپ نے اہم عظم و بزرگوں کے حرکت اور سلاح وغیرہ سب حضرت امام قائم علیہ السلام کے سپرد فرمائے، اور آپ کی والدہ ماجدہ عمر روانہ ہو گئیں۔ آپ نے ماہ ربیع الآخر ۲۶۰ ھ میں وفات پائی اور سمرن رائے میں اپنے پدر بزرگوار کے پہلو میں دفن کیے گئے۔ وقت وفات آپ کی عمر ۲۹ سال تھی۔ (بیون المعجزات)

## ② = اپنی والدہ گرامی کو اپنی موت کی اطلاع

محمد بن ابی زعفران نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی والدہ گرامی سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک دن میرے فرزند ابو محمد نے مجھے بتایا کہ ۲۶۰ ھ میں مجھ پر ایک مصیبت آنے لگی ہے کہ وہ میرا خاتمہ نہ کرے۔ اگر اس سے نکال گیا تو پھر ۲۶۰ ھ میں تو یقینی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ یہ سن کر میں نے گریہ و زاری شروع کر دی۔

آپ نے فرمایا: گریہ و زاری نہ کریں، یہ امر الہی و قویہ پذیر ہو کر رہے گا۔ جب ماہ صفر کے بعد ہی امام علیہ السلام نہ آئے تو وہ بھی مضطرب ہو گئیں۔ نہ کھڑے چین تھا نہ بیٹھے سکون۔ جیل کی آبادیوں میں جاتی تھیں اور پوچھتی تھیں کہ میرے فرزند کے متعلق کوئی اطلاع تو نہیں آئی؟

ان کا یہ سلسلہ امام علیہ السلام کی وفات کی اطلاع ملنے تک جاری رہا۔

## ③ = جوعفر بن علی ثقفی اور عہد امامت کی بے سودی

حضرت امام ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کا دور عہد امامت ۱۸ چھ سال رہا۔

میں بیٹا ہوئے اور اسی سن میں اسی چھپنے کی آٹھ تاریخ بروز جمعہ وفات پائی۔ وقت وفات آپ کی عمر اٹھائیس سال کی تھی اور ستر دن رائے کے اندر اسی گھر میں دفن کیے گئے جس میں آپ کے پیر بزرگوار مدفون ہیں۔

آپ نے اپنے بعد اپنے فرزند امام قائم المنتظر کو حکومت حق کے قیام کے لیے چھوڑا۔ امام قائم المنتظر کی ولادت اور ان کے معاملات کو پوشیدہ رکھا گیا، اس لیے کہ زمانہ بہت سخت آگیا تھا۔ بادشاہ وقت کو آپ کی بڑی شدت سے تلاش تھی۔ وہ آپ کے معاملے کو معلوم کرنے کی شدید جدوجہد کر رہا تھا۔ کیونکہ مذہب شیعہ میں آپ کے متعلق بہت سی روایات مشہور تھیں اور وہ لوگ آپ کے انتظار میں زندگی بسر کر رہے تھے۔ اس لیے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنی زندگی بھر ان کی ولادت کو پوشیدہ رکھا اور آپ کی وفات کے بعد میر غلام سے پوشیدہ ہی رہا۔

پھر جعفر بن امام علی ائقی اپنے بھائی حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کے تمام تر کے پر قابض ہو گیا۔ ان کی ساری کینزوں کو محسوس کرنے کی اور ان کے کھانوں پر بندش لگانے کی سعی کی اور ان کے اصحاب پر جو ان کے فرزند (امام عصر) کے انتظار میں تھے اور ان کے وجود اور ان کی امامت کا قطعی یقین رکھتے تھے، طعن و تیش کی، ان کے خلاف قوم کو بھڑکایا، انہیں ڈرایا دھمکایا اور اس کی پاداش میں انہیں قید و بند، تہدید و تحقیر، استغاثات و تدلیل، غرض ہر طرح کے مصائب برداشت کرنے پڑے، مگر وہ لوگ اپنے اس اعتقاد سے باز نہ آئے اور بادشاہ وقت ان کو اس سے روکنے میں قاطعی ناکام رہا۔

جعفر بن امام علی ائقی نے اپنے بھائی کے ظاہری تر کے پر قبضہ کرنے کے بعد بڑی کوشش کی کہ ان کی جگہ اب امام جعفر تسلیم کر لیا جائے، مگر اس کی امامت کسی نے قبول نہ کی۔ جب اس کی امامت کا کوئی معتقد نہ ہو سکا تو چھوڑا سلطان وقت کے پاس پہنچا اور اس سے درخواست کی کہ میرے بھائی کے بعد آپ مجھے ان کا عہدہ امامت سپرد کر دیں۔

اس کام کے لیے بڑی بڑی رقمیں خرچ کیں، جن لوگوں کے لیے گمان ہوا کہ یہ سلطان کے مقربین میں سے ہیں انہیں بھوار کرنے کی کوشش کی مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔

جعفر بن امام علی ائقی کے متعلق اس قسم کی بہت سی روایات ہیں جن کی تفصیل یہ کتاب برداشت نہ کر سکے گی، اس لیے چھوڑتا ہوں۔ وہ روایات امامیہ اور عامہ میں سے ان میں جنہیں تاریخ سے جوڑی ہے بہت مشہور ہیں۔

(الارشاد شیخ مفید ص ۲۶۵)

## ۴ = امام عصر نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی

ابوالادیان سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام حسن عسکری بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہ السلام کا خدمت گار تھا آپ کے خطوط شہروں میں لیجایا کرتا تھا۔ چنانچہ آپ کی اس بیماری کے عالم میں جس کے اندر آپ نے انتقال فرمایا، میں حاضر خدمت ہوا۔

آپ نے کئی خطوط تحریر فرمائے اور فرمایا، انہیں مرا تن لیجاؤ تم یہاں سے پندرہ دن فائب رہو گے، مگر جب پندرہویں دن یہاں والہیں آؤ گے تو سونو گے کہ میرے گھر سے گریہ و زاری کی آواز بلند ہے اور میں تختہ غسل پر ہوں۔

ابوالادیان کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا آقا! اگر ایسا ہوا، تو پھر آپ کے بعد (امام) کون ہوگا؟

آپ نے فرمایا، وہ ہوگا جو میرے ان خطوط کا جواب تم سے طلب کرے گا۔ میں نے عرض کیا، کچھ اور وضاحت فرمائیں۔

آپ نے فرمایا، میرے بعد وہ امام ہوگا جو میری نماز جنازہ پڑھائے گا۔ میں نے عرض کیا، کچھ مزید وضاحت فرمائیں۔

آپ نے فرمایا، میرے بعد وہ شخص امام ہوگا جو بتائے گا کہ تھیلی میں کتنی رقم ہے؟

اس کے بعد آپ کی ہیبت و رعب کی وجہ سے یہ نہ پوچھ سکا کہ تھیلی میں کتنی رقم ہو گی؟ میں تمام خطوط لیکر مائیں پہنچا، وہاں سے ان خطوط کے جوابات لیکر پندرہویں دن ستر دن رائے واپس آیا، تو وہی دیکھا جو آپ نے فرمایا تھا یعنی آپ کے گھر سے گریہ و زاری کسے آوازیں بلند تھیں۔ اور آپ کے بھائی جعفر گھر کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے اور شیعہ آپ کے گرد رسم تعزیت کے لیے جمع تھے۔

جب ہم سب گھر کے اندر پہنچے تو دیکھا کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے میت کو کفن پہنایا جا چکا ہے۔ جعفر آگے بڑھے کہ اپنے بھائی کی نماز جنازہ پڑھائیں۔ جیسے آج انہوں نے تکبیر کہنے کا ارادہ کیا، ویسے ہی اندر سے ایک کسمن صاحبزادے برآمد ہوئے (جن کا رنگ گندمی اور گھٹوہ ملے مال، کھڑکی نماکانت تھی) انہوں نے اگر حضرت امام علی ائقی کا نام کہیں تو

متوجہ ہوئے اور فرمایا:

ہاں! ابوالہاشم، اللہ تعالیٰ نے ابو جعفر کے متعلق نیا حکم جاری فرمادیا اور اس کے بے ابو محمد (امام حسن عسکری) علیہ السلام کو عہدہ امامت سپرد کرنے کا حکم دے بالکل اسی طرح جیسے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے بعد کے لیے امام ہوئے، کے متعلق نیا حکم جاری کر دیا تھا، یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا تمہارا دل کہہ رہا ہے، خواہ اہل باطل اس کو کتنا ہی تالا کریں۔ مگر اب میرے بعد میرا جانشین میرا فرزند ابو محمد (حسن عسکری) ہے اس پاس ہر وہ چیز ہے جس کی امت مسلمہ کو ضرورت ہے اور الحمد للہ کہ اس کے پاس امت کا جو

(غیبہ طوسی ص ۱۲)

• کتاب ارشاد میں بھی ابوالہاشم جعفری سے اسی کے مثل روایت ہے۔

(الارشاد ص ۳۱)

## ④ = نصِ آخر :

محمد بن یحییٰ سے روایت ہے کہ حضرت امام ابوالمحسن

علی نقی علیہ السلام کے فرزند ابو جعفر کی وفات کے بعد میں بغرض تعزیت آپ کی خدمت میں ہوا اس وقت وہاں حضرت ابو محمد (امام حسن عسکری) علیہ السلام بھی تھے۔ میں نے دیکھا آپ رو رہے ہیں جب حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے آپ کو روتے ہوئے دیکھا تو ارشاد فرمایا: بیٹا! اللہ تعالیٰ نے تمہیں نیابت عطا فرمائی ہے اس لیے تم اس کا شکر ادا کرو۔

(اعلام اوری کافی جلد ۳۲ ص ۳۱۷-۳۱۶ الارشاد ص ۳۱۷)

## ⑧ = نصِ آخر :

احمد بن محمد بن رجا صاحب ترک کا بیان ہے کہ حضرت

ابوالحسن (امام علی نقی علیہ السلام) نے فرمایا کہ میرے بعد میرا فرزند حسن امام ہوگا

(غیبہ طوسی ص ۱۳)

## ⑨ = نصِ آخر :

احمد بن عیسیٰ علوی جو علی بن جعفر کی اولاد میں سے

تھے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں مقام صریا میں حضرت امام ابوالمحسن علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ کو سلام کیا اتنے میں دیکھا کہ وہاں (آپ کے فرزند ابو جعفر اور ابو محمد بھی آگئے۔ میں اپنی جگہ سے اٹھا تا کہ ابو جعفر کو سلام کروں۔

حضرت ابوالحسن امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا، یہ تمہارے امام نہیں ہیں، امام مجتہد انہیں سلام نہ کرنا، تمہارے امام تو حضرت امام ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام ہیں (ابن کو سلام کرو)۔ (غیبہ طوسی ص ۱۳)

## ⑩ = نصِ آخر :

شاہوید بن عبد اللہ حذلاب کا بیان ہے کہ میں نے

حضرت ابوالحسن امام علی نقی علیہ السلام سے ان کے فرزند ابو جعفر کے متعلق بہت کئی باتیں سنی ہیں کہ جن سے گمان ہونے لگا کہ آپ کے بعد یہ امام ہوں گے۔ مگر جب ابو جعفر کا انتقال ہو گیا تو مجھے بڑا قلق ہوا۔ مجھے بڑی حیرانی تھی اور میں بڑے پس و پیش میں تھا کہ اس کے متعلق آپ کو خط لکھ کر دریافت کروں، یا نہ کروں۔ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ آئندہ کیا ہوگا۔

بالآخر میں نے آپ کو خط لکھا اور اس میں درخواست کی کہ آپ دعا فرمائیں کہ حکومت

وقت کی طرف سے میں اپنے غلاموں کے متعلق بڑا متفکر ہوں میری یہ فکر اور پریشانی دور ہو جائے۔

آپ نے خط کے جواب میں تحریر فرمایا کہ میں نے دعا کر دی ہے، تمہارے غلام تمہیں واپس مل جائیں گے۔ اس کے بعد خط کے آخر میں یہ بھی تحریر فرمایا کہ تمہارا ارادہ تھا کہ مجھ سے پوچھو کہ ابو جعفر کا تو انتقال ہو گیا، اب آپ کے بعد آپ کا جانشین کون ہوگا؟

اس کی تمہیں بڑی فکر ہے۔ فکر کی کوئی بات نہیں، اللہ تعالیٰ کسی قوم کی ہدایت کرنے

کے بعد گمراہ نہیں ہونے دیتا، ان پر راہ نجات کو واضح کر دیتا ہے۔ سو! میرے بعد تم لوگوں کے امام

میرے فرزند ابو محمد ہوں گے۔ ان کے پاس ہر وہ چیز ہے جس کی اس امت مسلمہ کو ضرورت ہوگی

اللہ جسے چاہتا ہے آگے بڑھا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے پیچھے ہٹا دیتا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے کہ:

”ہم جس آیت کو بھی منسوخ کرتے یا محو کرتے ہیں، اس سے بہتر یا اسی کے مثل دوسری آیت

لاہینے ہیں جو صاحبان عقل و ہوش کے لیے کافی اور واضح ہوتی ہے۔ (غیبہ طوسی ص ۱۳)

• ابن قولویہ نے کلینی سے انہوں نے علی بن محمد سے اور انہوں نے اسحاق سے

اسکا کے مثل روایت کی ہے۔ (کافی جلد ۳۲ ص ۳۱۷ الارشاد ص ۳۱۷)

(اعلام اوری ص ۲۵)

## ⑪ = نصِ آخر :

یحییٰ بن یسار قبری سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے

کہ حضرت ابوالحسن امام علی نقی علیہ السلام نے اپنی وفات سے چار ماہ قبل اپنے فرزند حضرت

# آپ کے خطوط

(۱۹) = اہل تم و اہل آبیہ کے نام

حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام

نے اہل تم و اہل آبیہ کو ایک خط میں تحریر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر یہ بہت کرم و احسان ہے کہ اُس نے اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہر و تدبیر بنا کر بھیجا اور تم لوگوں کو ان کے قبول کرنے کی توفیق اور ان سے ہدایت حاصل کرنے کا شرف دیا، اور تمہارے گذشتہ وجودہ اسلام رحمت اللہ علیہم نے اپنی طویل عمر میں اللہ کی اطاعت میں بسر کیں۔ ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے عترت طاہرہ ہادیہ کی محبت کی شجر کاری کی اور اسی راہ صدق و صواب پر چلتے ہوئے ان میں بہت سے راہی قدم ہوئے اور اس مقام پر پہنچے جہاں فائز الامام لوگ پہنچتے ہیں اور وہ اہل انہیں ان کے نیک اعمال کا پھل ملا۔

اس کے بعد مسلسل ہم لوگوں کے ارادے مستحکم ہوتے گئے۔ ہمارے دلوں کو تم لوگوں کی نیک خیالات سے سکون ملتا رہا۔ نیز ہمارے اور تمہارے درمیان ملی اور تمہی ہوتی قرابتیں قوی ہو گئیں۔ اس لیے کہ ہمارے اور تمہارے اسلاف و بزرگ اس کی وصیت اور اس کی ہدایت کی گئی تھی۔ چنانچہ یہ اعتقاد مسلسل بختہ اور کامل ہوتا گیا۔ اور آج جو اللہ نے ہمارے درمیان یہ قرب ہمدردی اور مواصلات پیدا کی ہے یہ اسی کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ عالم (حضرت امام خمینہ علیہ السلام) کا ارشاد ہے: "ایک مومن دوسرے مومن کا بھائی باکل و لیسا ہی ہوتا ہے جیسے ایک نالی باکل سے دوسرے بھائی پیدا ہوتے ہیں۔" (مناقب آل ابی طالب جلد ۳ صفحہ ۲۳۵)

(۲۰) = علی بن حسین بن بابویہ قمی کے نام

حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام نے علی بن حسین بن بابویہ قمی کو یہ خط تحریر فرمایا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ میں اللہ رب العالمین کی حمد کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے صاحبزادے تقویٰ کا ہے جنت موحدین کے لیے ہے۔ جہنم ملحدین کے لیے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی اور کسی پر سزا میں زیادتی نہ ہوگی۔ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ تعالیٰ کا۔ اور اللہ تعالیٰ بہترین مخلوق محمد اور ان کی عترت علیہم السلام ہے۔ (مناقب جلد ۳ صفحہ ۲۳۶)

میرے دل میں یہ آیت آتی ہے آپ میری طرف متوجہ ہوتے اور فرمایا: جو کچھ تمہارے دل میں آیا وہ صحیح ہے۔ "اَلَا لَہُ الْخَلْقِ وَالْاَمْرِ تَبَارَکَ اللّٰهُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ"۔

میں نے عرض کیا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ حجت خدا ہیں اس کی مخلوق میں۔ (مختار الخواج صفحہ ۲۳۹)

(۱۶) = (آیت) یَمْحُو اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَ مَا یَشَآءُ لَہُ الْغَیْبِ

ابو ہاشم کا بیان ہے

کہ ایک مرتبہ محمد بن صالح نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام سے آیت... "و یَمْحُو اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَ یُنۡزِلُ وَ عِندَہٗ کُتُبٌ غَیۡبِہِ" (سورۃ الرعد آیت ۳۹) ترجمہ (اللہ جسے چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے قائم رکھتا ہے اور اسی کے پاس اُم کتاب ہے۔)

کی تفسیر لوجھی اور کہا: اللہ اپنی کتاب سے اسی چیز کا نام تو مٹاتا ہے جو ہو چکی اور اسی چیز کا نام ثابت رکھتا ہے جو ابھی نہیں ہوئی ہے؟ یہ سن کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہشام بن حکم اس قول کے خلاف ہے، کہ جب تک کوئی شے پیدا نہ ہو جائے، وہ اس کا علم نہیں رکھتا۔

میرے دل میں یہ بات ابھی آئی ہی تھی کہ آپ نے مجھے دیکھا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ جبار و حکم و عالم ہے، وہ چیزوں کے پیدا ہونے سے پہلے اس کا علم رکھتا ہے۔ یہ سن کر میں نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ حجت خدا ہیں۔ (آپ کو میرے دل کی بات کا علم ہو گیا۔) (مختار الخواج صفحہ ۲۳۹)

(۱۸) = قرآن مجید مخلوق ہے (علم مافی الضمیر)

ابو ہاشم کا بیان ہے

کہ ایک مرتبہ میں سوچ رہا تھا کہ معلوم نہیں قرآن مجید مخلوق ہے یا غیر مخلوق...؟ آپ نے فرمایا: اے ابو ہاشم! سنو، خدا خالق ہے اور اس کے سوا کوئی چیز نہیں ہے وہ سب مخلوق ہیں۔ (مناقب جلد ۳ صفحہ ۲۳۶)

تم پر لازم ہے کہ صبر سے کام لو اور عہد فرج و کشادگی کا انتظار کرو۔ اور اب جب تک میرا فرزند ظہور نہ کرے گا، جس کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بشارت دی ہے کہ وہ زمین کو قسط و عدل سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔ اس وقت تک ہمارے شیعہ مسلسل محزون رہیں گے۔

لہذا میرے شیخ ہاں ابوالحسن علی! ہمارے تمام شیعوں کو صبر کی ہدایت کر دو، اس لیے کہ یہ زمین خدا کی ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اس کا وارث بنائے اور نیک انجام متقی اور پرہیزگاروں کے لیے ہے۔ تم پر اور ہمارے تمام شیعوں پر میری طرف سے سلام اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں اور درود ہو محمد اور ان کی آل پر۔

( مناقب ص ۲۷۲-۲۷۵ )

(۲۱) = قاسم بن علاء کے نام

علی بن محمد بن قتیبہ نے احمد بن ابراہیم مراعی سے روایت کیا ہے۔ اس کا بیان ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کا ایک خط قاسم بن علاء کے پاس آیا جس میں ابن ہلالی پر عن مرقوم تھا۔ اس کی ابتداء یوں ہوئی کہ آپ نے عراق کے اندر اپنے وکیلوں کو تحسیر فرمایا اور بناؤٹی اور مصنوعی صوفی سے بچ کر رہنا۔

اور احمد بن ہلال کا حال یہ تھا کہ وہ چونکہ چکر چکا تھا جن میں سے میں ج اس نے پاپیادہ کیے تھے عراقی راویان حدیث بھی اس سے ملاقات کرتے اور اس کی بیان کردہ حدیث کو کلمہ لیا کرتے تھے اس کے متعلق جب مندرجہ بالا تحسیر پہنچی تو لوگوں کو تعجب ہوا اور قاسم بن علاء پر زور ڈالا کہ ابن ہلال کے متعلق امام سے پھر رجوع کریں۔

انہوں نے آپ سے دریافت کیا۔

آپ نے اس کے جواب میں تحسیر فرمایا کہ اس مصنوعی صوفی ابن ہلال کے متعلق ہے حکم تم کو پہنچ چکا ہے، میں اس کو پہلے ہی سے جانتا ہوں، اللہ نے اس پر رحم کرے گا اور نہ اس کے گناہوں کو معاف کرے گا، نہ اس کو عذاب سے رهایی دے گا۔ وہ ہماری اجازت اور رضی کے بغیر ہمارے معاملات میں دخل ہوتا اور اپنی رائے چلاتا ہے۔ ہم نے اس پر صبر کیا، یہاں تک کہ ہماری بددعا سے اللہ نے اس کی عمر کا سلسلہ منقطع کر دیا۔

اور اللہ اس پر رحم نہ کرے، میں نے تو اس کی زندگی میں ہی اپنے دوستداروں کے ایک گروہ کو اس کے متعلق بتا دیا تھا اور یہ کہہ دیا تھا کہ یہ بات وہ ہمارے مخلص دوستداروں

کو بھی بتادیں، اور ہم ابن ہلال سے (اللہ اس پر رحم نہ کرے) اللہ کی بارگاہ میں اپنی برأت کا اظہار کرتے ہیں، بلکہ اس سے بھی برأت کا اظہار کرتے ہیں جو ابن ہلال سے برأت کا اظہار نہ کرے۔

جو بات میں نے تم کو اس فاجر (ابن ہلال) کے متعلق بتائی ہے وہ تم اسحاق اور اس کے اہل خاندان کو بھی بتا دو۔ بلکہ ہر اس شخص کو بتا دو جو تم سے ابن ہلال کے متعلق دریافت کرے خواہ وہ اس کے اہل شہر ہوں خواہ باہر کے۔ نیز ان لوگوں کو بھی جنہیں تم مطلع کرنے کا اہل سمجھو نیز ہمارے دوستداروں کو ان لوگوں کی باتوں پر شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں جن کے متعلق انہیں معلوم ہے کہ وہ ہمارے نزدیک متوثق ہیں۔ ہم اپنے اسرار ان کو قویٰ یعنی کرتے ہیں اور وہ اسرار ہمارے دوستداروں تک پہنچتے ہیں۔ اور انشاء اللہ اس کے متعلق پھر بتائیں گے۔

ابو حامد کا بیان ہے کہ اس کے باوجود ایک گروہ امام علیہ السلام کی تحسیر سے انکار پر اٹار رہا اور انہوں نے خود اس کے متعلق آپ سے رجوع کیا۔

آپ نے تحسیر فرمایا: اس شخص کو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے جس کے دل کو اللہ ہدایت کے بعد گمراہ ہونے کے لیے نہیں چھوڑتا اور اسے نعمت ہمیشہ کے لیے دیتا ہے عارضی طور پر نہیں دیتا۔ تم لوگوں کو معلوم ہے کہ وہ بھقانہ (اللہ اس پر لعنت کرے) کا باوجود خدمت اور طویل صحبت کیا انجام ہوا۔ اس کے کثرت کی وجہ سے اللہ نے اس کے ایمان کو کفر سے بدل دیا، اس کو مزید مہلت نہ دی، فوراً مبتلائے عذاب کیا۔ (رجال کشی ص ۲۷۹)

(۲۲) = اسحاق بن اسماعیل کے نام ایک طویل خط

نیشاپور کے بعض ثقات نے بیان کیا ہے کہ اسحاق بن اسماعیل کے نام حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کا ایک خط آیا جس میں تحسیر تھا کہ اے اسحاق بن اسماعیل! اللہ تعالیٰ ہیں اور تمہیں دونوں کو لینے والی رحمت کے زیر سایہ رکھے اور اپنی قدرت سے تمہارے جمیع امور میں تمہاری مدد کرے۔ اللہ تم پر رحم فرمائے تمہارا خط کا شفق بانیہ ہوا۔ واضح ہو کہ ہم لوگ بجز اللہ اس کے کرم سے اہل بیت سے تعلق رکھتے ہیں، جو اپنے دوستداروں پر بہت مہربان ہیں اور جب سنتے ہیں کہ ان پر اللہ کا فضل و کرم مسلسل ہو رہا ہے تو خوش ہوتے ہیں۔ اور چونکہ اللہ انہیں دیتا ہے، ان کو شمار کرتے رہتے ہیں۔

تم لوگ اور وہ لوگ جو تمہارے جیسے ہیں جن پر اللہ نے رحم کیا ہے تمہاری جیسی بصیرت رکھتے ہیں باطل سے کنارہ کش ہیں نافرمانی اور سرکشی میں اندھے نہیں ہوتے ہیں، ان پر درحقیقت اللہ نے نعمت تام کر دی ہے اس لیے کہ تمام نعمت جنت میں داخل ہوتا ہے اور ہر نعمت خواہ وہ بڑی یا

صدق وصلاح وورع، تقویٰ و نیکی میں بہت مشہور تھا جس کو لوگ بوق بوشنجانی کے نام سے یاد کرتے تھے۔ بوشنجان ہرات کے دیہاتوں میں سے ایک دیہات ہے۔ الغرض ارادہ ہوا کہ اس ملاقات کروں تاکہ عہدِ نبوت تازہ ہو جائے۔

میں اس کے پاس پہنچا تو وہاں فضل بن شاذان کا ذکر آیا، تو بوق نے بتایا کہ فضل بن شاذان پیٹ کے شدید مرض میں مبتلا تھا شب میں قضائے حاجت کے لیے سو ڈیڑھ گھنٹے مرتبہ اٹھتا تھا۔

بوق نے یہ بھی بتایا کہ ایک مرتبہ حج کے لیے گیا تو محمد بن عبید بن جبار کے پاس دیکھا کہ ساری کیفیت جسے میں دیکھ گیا تھا دور ہو گئی ہے۔ میں نے پوچھا 'اب کیا خبر ہے؟' انہوں نے بتایا کہ حضرت ابو محمد علیؑ سلام قید سے رہا ہو گئے۔

بوق کا بیان ہے کہ پھر میں وہاں سے سرمن رائے آیا 'میرے پاس روز بروز کے اعمال کی ایک کتاب تھی، میں اسے لیکر حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، میں آپ پر فدا ذرا اس کتاب پر نظر فرمائیں۔

آپ نے اس کتاب کا ایک ایک صفحہ اور ایک ایک ورق دیکھا اور فرمایا۔ یہ صحیح مناسب ہے کہ اس کے مطابق اعمال بجالائے جائیں۔

میں نے عرض کیا، مولا! فضل بن شاذان شدید بیمار ہے لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ یہ کہتا تھا کہ ابراہیم کے وحی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وحی سے بہتر تھی۔ اس آیت نے اس کے لیے بددعا کر دی، یہ اسی بددعا کا اثر ہے، حالانکہ میں آپ پر قربان، یہ بارگاہِ نبوی میں ہرگز نہیں کہی۔ یہ اس پر لوگ جوٹ اور اتہام لگاتے ہیں۔

آپ نے فرمایا، ہاں، واقعاً جوٹ و اتہام لگاتے ہیں۔ اللہ فضل پر رحم کرے۔

بوق کا بیان ہے کہ میں وہاں سے واپس ہوا تو معلوم کہ فضل ان ہی دنوں میں مر چکے ہیں آپ نے فرمایا تھا کہ اللہ فضل پر رحم کرے۔ (درجال کشی ۱۵۱)

دیگر • سیف بن لیث سے روایت ہے، اس کا بیان ہے کہ جب میں مصر سے چلا تو اپنے ایک بڑے کو علیل چھوڑ چلا تھا، میرا ایک اور بڑا کا جو سن میں اس بیمار بڑے کے بڑا تھا میرا اور اور میرے اہل و عیال و جائیداد کا نگران تھا، صحت مند اور تندرست تھا۔ میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھا، اور اپنے بیمار بڑے کی صحت کے لیے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے جواب میں تحریر فرمایا، تمہارا چھوٹا بڑا کا اچھا ہو گیا، مگر بڑا بڑا کا مر گیا جو تمہارا

وحی اور تمہارے گھر کا نگران تھا۔ اس پر جزع فرغ نہ کرنا، صبر و ضبط سے کام لینا اور نہ تمہارا ثواب ضبط ہو جائے گا۔

پھر میرے گھر سے خط آیا کہ تمہارا چھوٹا بڑا کا بیماری سے صحتیاب ہو گیا، مگر بڑا بڑا کا اس دن مرا جس دن حضرت ابو محمد علیؑ سلام نے مجھے خط تحریر فرمایا تھا۔

(کشف الغمہ جلد ۳ صفحہ ۲۰۲)

مناقب میں بھی سیف کی یہی روایت مرقوم ہے۔ (مناقب جلد ۲ صفحہ ۲۲۳)  
(کافی جلد ۱ صفحہ ۵۰۹)

دیگر • دلائل حمیری میں محمد بن حمزہ سروری سے روایت ہے کہ میں نے ابو ہاشم داؤد بن قاسم کے ہاتھ جس سے میرا بھائی چارہ تھا، ایک خط حضرت ابو محمد امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں روانہ کیا، اور اس میں التجا کی کہ آپ دعا فرمائیں، اللہ مجھے پھر سے غنی کر دے میں غفلت ہو گیا ہوں۔ (تاکہ میرے حالات بہتر ہو جائیں)

آپ نے اسی کے ہاتھ میرے خط کا جواب روانہ فرمایا کہ لے! اللہ نے تجھے پھر غنی کر دیا، تیرا چچا زاد بھائی یحییٰ بن حمزہ نے وفات پائی اور ایک لاکھ درہم چھوڑ گیا۔ یہ رقم غریب تیرے پاس پہنچنے والی ہے۔ اللہ کا شکر ادا کر، اب فضول خرچی چھوڑ، اعتدال سے خسر ج کر اس کے بعد حراتن سے ایک شخص ایک لاکھ درہم کی ہنڈی لیس کر آیا، اور اس سے معلوم ہوا کہ میرا چچا زاد بھائی اس روز مرا جس روز ابو ہاشم میرے مولا سے میرے خط کا جواب لیکر واپس ہوا تھا۔ بہر حال جیسا کہ مولا نے فرمایا تھا، میرا فقر دور ہوا اور میں پھر غنی ہو گیا۔ اس میں سے میں حق اللہ تم نکال دیا، کچھ اپنے بھائیوں کی مدد کی پھر ہاتھ روک لیا۔ جیسا کہ مولا کا حکم تھا، حالانکہ اس سے پہلے میں بڑا فضول خرچ تھا۔ (کشف الغمہ جلد ۳ صفحہ ۲۰۲)

دیگر • حجاج بن سفیان عبیدی سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں اپنے بڑے کو لبرہ میں علیل چھوڑ کر آیا تھا، اس لیے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھا اور آپ سے طالب دعا بھی ہوا۔

آپ نے جواب میں تحریر فرمایا، اگر تمہارا بڑا کاموں میں تھا تو اللہ اس پر رحم کرے۔ حجاج کا بیان ہے کہ اس کے بعد لبرہ سے خط آیا کہ میرا بڑا اسی روز مرا جس دن حضرت ابو محمد علیؑ سلام نے مجھے خط لکھا تھا۔ اور واقعاً میرا بڑا کاشیوں میں اختلاف کی بنا پر آپ کی امامت میں شک کرنے لگا تھا۔ (مختار الخراج صفحہ ۲۱۵)

• کشف الغمہ میں دلائل حمیری سے حجاج کی یہی روایت مرقوم ہے۔ (کشف الغمہ صفحہ ۳۱)

چھپانا۔ ہاں جو لوگ تمہارے مخالفین میں سے ہیں ان کو دکھانے کی ضرورت نہیں، ان متوسلوں کو خنازیر کے پیروں تلے نہ بکھیر دینا ان میں کوئی جھلسائی نہیں ہے۔

میں نے تمہارے اس خط میں وصولیابی بھی لکھ دی ہے اور تمہارے لیے اور جس کے لیے تم نے دعا کی درخواست کی تھی، اس کے لیے دعا بھی کر دی ہے۔ ہم نے سید کو اس کے مسائل کے جوابات بھی دیدیے ہیں، مگر حق کو چھوڑنے کے بعد سوائے گمراہی کے اور کیا رو جاتا ہے۔ تم اپنے شہر سے اس وقت تک ہرگز باہر نہ جانا جب تک کہ عمری سے ملاقات نہ کرو تا کہ تم دونوں کا ایک دوسرے سے تعارف ہو جائے۔ وہ ایک طاہر امین اور پاکدامن شخص ہیں جو ہمارے مقرب ہیں۔ اطراف و جوانب سے جو تدریجی وغیرہ ہمارے لیے آئیں وہ بالآخر ان تک پہنچنا چاہے، تا کہ وہ ہم تک پہنچا دیں اور اللہ کی بہت بہت حمد۔

اے اسحاق! اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں اپنی رحمت کے دامن میں چھپائے رکھے۔ تمہارے تمام امور میں اپنی قدرت سے تمہاری مدد کرے۔ تم پر اور میرے تمام دوستداروں پر حیرت انگیز سلام ہو، اللہ کی رحمت اور اس کی برکت نازل ہو۔ اور درود و سلام ہمارے سید و سردار نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔  
(رجال کشی ص ۲۸۵-۲۸۱)

## ۲۳ = سادات کا احترام ضروری ہے

حسن بن محمد قتی نے اپنی کتاب تاریخ قم میں تحریر کیا ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے قم کے بزرگوں سے سنا ہے کہ حسین بن حسن بن جعفر بن محمد بن اسماعیل بن امام جعفر صادق علیہ السلام قم میں رہتے تھے اور علامہ شراب نوشی کرتے تھے۔ ایک دن وہ کسی کام کے لیے احمد بن اسحاق وزیر اوقاف قم کے دروازے پر پہنچے لیکن انھیں ملاقات کی اجازت نہیں ملی۔ محزون و مغموم اپنے گھر واپس آئے۔

اس کے بعد احمد بن اسحاق حج کے ارادے سے نکلے، جب سرمن راستے پہنچے تو حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام سے ملاقات کی اجازت چاہی۔ آپ نے اجازت نہ دی۔ احمد بن اسحاق دیر تک وہیں کھڑے رہے اور گڑا گڑاتے رہے۔ بالآخر آپ نے انھیں اجازت دیدی۔

جب اندر داخل ہوئے تو عرض کیا، فرزند رسول! میں تو آپ کے شیعوں اور دوستداروں میں سے ہوں، آپ نے مجھے حاضر خدمت ہونے سے کیوں منع فرمایا تھا؟

آپ نے فرمایا، اس لیے کہ تم نے میرے ابن عم کو اپنے دروازے سے بھگا دیا تھا۔ یہ سن کر احمد بن اسحاق روہنے لگے اور حلف کے ساتھ کہا کہ میں نے تو صرف اس لیے

داخل کی اجازت نہیں دی تھی تا کہ وہ شراب نوشی سے توبہ کر لیں۔

آپ نے فرمایا، تم سچ کہتے ہو مگر تم پر لازم ہے کہ ان لوگوں کا اکرام و احترام کرو، ان کی تعزیر و توبہ نہ کرو، اس لیے کہ یہ سب ہماری طرف منسوب ہیں، ورنہ تم خائب و خاسر رہو گے۔

الغرض جب احمد بن اسحاق حج سے قم واپس آئے تو اشرف قم ان سے ملنے کے لیے آئے اور ان کے ساتھ حسین بن حسن بھی تھے۔ جب احمد نے انھیں آتے ہوئے دیکھا تو فوراً اٹھ کر ان کی طرف دوڑے، ان کا استقبال کیا اور بہت عزت و احترام کے ساتھ انھیں صدر مجلس میں بٹھایا حسین بن حسن کو یہ دیکھ کر بڑا تعجب ہوا اور اس کا سبب پوچھا۔

احمد نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اور ان کے درمیان جو کچھ ہوا تھا وہ بیان کر دیا۔

حسین بن حسن نے جب یہ سنا، تو اپنے افعال قبیحہ پر بہت نادم ہوئے، اس سے توبہ کر لی، اپنے گھر واپس آئے جتنی شراہیں تھیں سب بھینک دیں۔ اس کے سارے برتن توڑ دیے اور صاحبان تقویٰ و پرہیزگاری اور صلحاء و عباد کی صفوں میں شمار ہونے لگے۔ انھوں نے مسجد اختیار کر لی، اعتکاف میں بیٹھنے لگے، یہاں تک کہ وفات پائی اور حضرت فاطمہ (مخصوصہ قم) کے مزار کے قریب دفن ہوئے۔  
(تاریخ قم)



محمد بن عبدالعزیز بنی کا بیان ہے کہ میں ایک دن صبح کو اٹھا اور جا کر شارع غنم پر بیٹھ گیا، اتنے میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام دو بار عام میں جانے کے لیے اپنے گھر سے آتے ہوئے نظر آئے، میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر میں باوا ز بلند پکار پکار کر یہ کہوں کہ لوگو! یہ حجت خدا ہیں انھیں پہچانو، تو کیا یہ لوگ مجھے قتل کریں گے؟ مگر حجب آپ میرے قریب آئے تو آپ نے اپنے گلہ کی انگلی اپنے لبوں پر رکھی اور اشارہ کیا کہ خاموش رہو۔ پھر میں نے شب کے وقت آپ کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں کہ اس وقت دو ہی صورتیں تھیں، یا اپنے اعتقاد کو چھپائے رکھنا یا قتل ہو جانا، لہذا اللہ سے ڈرو اپنی جان بچاؤ۔ (کشف الغمہ جلد ۳ صفحہ ۲۰۲)

• مختار الخواج میں بھی محمد بن عبدالعزیز کی یہی روایت مرقوم ہے (مختار الخواج ص ۲۱۵)

۸۔ جائز نفع؟ (مسئلہ خرید و فروخت)

ابو ہاشم کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حجاج بن سفیان عبدی کو اپنے ساتھ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری کی خدمت میں لے گیا، اُس نے آپ سے خرید و فروخت کے مسائل دریافت کیے اور کہا جب میں لوگوں کے ہاتھ کوئی شے فروخت کرتا ہوں تو کبھی بھی قیمت اتنی گھٹا دیتا ہوں کہ اصل قیمت کے برابر ہو جاتی ہے، آپ نے فرمایا، کوئی حرج نہیں، اگر ایک دینار کی چیز دو دینار میں بھی فروخت کیے جانے تب بھی صحیح ہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا، پھر یہ تو سود خوروں کے مشابہ ہو گیا۔ میرے ذہن میں یہ بات آئی ہی تھی کہ آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، وہ حرام نفع اور ہے جو تمہارے ذہن میں ہے۔ اگر نفع حد سے زیادہ ہو اور اسے گھٹا کر ایک دینار کی چیز دو دینار میں بھی دیا جائے تو حرج نہیں ہے۔ (مختار الخواج ص ۱۲۹)

۹۔ تعویذ برائے نوبتی بخار

حسن بن علی سے روایت ہے۔ اسی کا بیان ہے کہ وہ مسند میرے دل پر

خلجان برپا کیے ہوئے تھے۔ ارادہ ہوا کہ بڑی خط اس کے متعلق حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام سے معلوم کروں۔ لہذا میں نے خط لکھا اور آپ سے دریافت کیا۔ یہ فرمایا کہ جب حضرت قائم آل محمدؑ ظہور فرمائیں گے تو وہ اجلاس کہاں کریں گے اور مقدمات کے فیصلوں کی بنیاد کس پر رکھیں گے؟

اور یہ بھی ارادہ تھا کہ باری کے ساتھ ہر چوتھے روز کے بخار کے لیے کوئی تعویذ آپ سے مانگوں گا مگر اس بخار کے متعلق میں اپنے خط میں لکھنا بھول گیا، اور خطر روانہ کر دیا۔ وہاں سے جواب آیا کہ تم نے حضرت قائم آل محمدؑ کے متعلق دریافت کیا ہے، تو وہ لوگوں کے مقدمات کا فیصلہ حضرت داؤد علیہ السلام کی طرح اپنے علم کی بنیاد کریں گے۔ طرفین سے دلیل و گواہ نہیں طلب کریں گے۔

نیز تمہارا ارادہ یہ تھا کہ چوتھیا بخار کے لیے کوئی تعویذ مانگو، مگر تم لکھنا بھول گئے خیر کوئی بات نہیں جس کو چوتھیا بخار آ رہا ہو اس کے گلے میں ایک پرچہ پر یہ آیت لکھ کر لٹکا دو "یا کافر کفونی تبرؤا و سلا ما علی ابراہیم" میں نے یہ آیت ایک پرچے پر لکھ کر مریض کے گلے میں لٹکا دی اور وہ اچھا ہو گیا۔ (مناقب جلد ۴ ص ۳۳، مختار الخواج)

• اعلام الوری۔ ارشاد اور کافی میں حسن بن علی کی یہی روایت مرقوم ہے (اعلام الوری ص ۳۵، ارشاد ص ۲۷۳، کافی جلد ۱ ص ۵۷)

۱۰۔ تم لوگ بہت کرودن کیلئے کافی

علی بن حسین بن فضل سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ آل جعفر طیار میں سے ایک جعفری پر ایک خلق کثیر نے یلغار کر دی، اُس نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھا۔ آپ نے جواب میں تحریر کیا انشاء اللہ تم لوگ ان کے لیے کافی ہو فکرنہ کرو۔ مخالف جمع ہیں ہزار سے زیادہ تھا۔ یہ لوگ ایک ہزار سے بھی کم تھے بہت کر کے مقابلے پر نکلے اور سب کا استیصال کر دیا۔

۱۱۔ لوگوں کے تین طبقے ہیں

قاسم ہروی سے روایت ہے۔ اسی کا بیان ہے کہ کبھی ایک شخص نے

چنانچہ جعفر اپنا منہ بنائے ہوئے پیچھے ہٹ گئے اور ان صاحبزادے نے آگے کوٹ ہو کر نمازِ جہانہ پڑھائی، اور آپ کے پدربزرگوار کے سپرد میں آپ کو دفن کر دیا گیا۔

تردین سے فارغ ہونے کے بعد ان صاحبزادے نے فرمایا: لے لہری! میرے والدین کے خطوط کے جوابات جو تمہارے پاس ہیں مجھے دکھاؤ۔

میں نے وہ اُن کے حوالے کیے اور وہ میں کہا: یہ دو باتیں تو ہو گئیں، اب صرف ہیمان کی تھیلی کی بات رہ گئی۔

اس کے بعد میں وہاں سے نکل کر جعفر کے پاس آیا۔ وہ لمبی لمبی آپہں بھر رہے تھے۔ حاجز و شمار نے ان سے پوچھا: جناب عالی! یہ صاحبزادے کون تھے؟ جنہوں نے نمازِ جہانہ میں امامت فرمائی؟

جعفر نے جواب دیا: واللہ! نہ میں نے ان کو کبھی دیکھا تھا اور نہ انہیں پہچانتا ہوں۔ اسی ہم لوگ بیٹھے ہی ہوئے تھے کہ تم سے کچھ لوگ آئے انہوں نے حضرت ابو محمد

امام حسن عسکری علیہ السلام کی تحریریت دریافت کی۔ انہیں بتایا گیا کہ آپ کا انتقال ہو گیا ہے۔ انہوں نے پوچھا: پھر آپ کے بعد (امام) کون ہے؟

لوگوں نے جعفر بن علی انصاری کی طرف اشارہ کیا۔ ان لوگوں نے انہیں سلام کیا، اور رسمِ تعزیت ادا کی اور کہا: ہمارے پاس کچھ

اور رقم ہیں، آپ بتائیں کہ یہ کن کے خطوط ہیں اور کتنی رقم ہیں؟ یہ سن کر وہ دامن سے بیٹھے ہوئے اُٹھے اور بولے: اب لوگ چاہتے ہیں کہ میں انہیں

غیب کی بھی باتیں بتاؤں۔ اتنے میں ایک خادم اندر سے برآمد ہوا اور بولا: تم لوگوں کے پاس فلاں فلاں کے

خطوط ہیں اور ایک تھیلی ہے جس میں ایک ہزار دینار ہیں جن میں سے دس دیناروں کے نقوش منے ہوئے ہیں۔

انہوں نے وہ خطوط اور رقم خادم کے حوالہ کی اور کہا: میں نے تجھے اس کے لیے بھیجا ہے۔ واقعاً وہی امامِ عصر ہے۔

اس کے بعد جعفر بن امام علی انصاری، معتد کے پاس گئے اور سارا واقعہ بیان کیا۔ معتد نے فوراً اپنے خدام روانہ کیے، انہوں نے آکر صیقل کینز کو گرفتار کیا اور اسے

ان صاحبزادے کا مطالبہ کیا۔ صیقل نے انکار کیا، اور کہا کہ میرے پاس کوئی صاحبزادہ نہیں ہے ابھی تو میں حاضر ہوں۔

چنانچہ صیقل کو ابن ابی شوارب کی نگرانی میں دے دیا گیا۔ اسی اشارہ میں ابن عبد اللہ بن یحییٰ بن خاقان کی موت کا حادثہ پیش آ گیا۔ ادھر بعد سے صاحب زنج نے خروج کیا اس پریشانی میں وہ لوگ صیقل کینز سے غافل ہو گئے۔ اور خدائے رب العالمین لا شریک لہ العزیم کردہ ان لوگوں کی قید سے نکل بھاگی۔ (کمال الدین ص ۱۵۲-۱۵۰)

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسی مضمون کی چند روایات حضرت امام قائم سے ملاقات کرنے والوں کے باب میں بھی تحریر کی ہیں، جو انشاء اللہ دوسری جلدوں میں ہدیہ ناظرین کی جائیں گی۔

### ۵) آپ کی وفات پر حکومت وقت کا رد عمل

جب حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے وفات پائی تو میرے والد کے پاس آدمی آیا کہ ابن رضا یعنی امام حسن عسکری (علیہ السلام) نے وفات پائی ہے۔

والد سواری ہو کر فوراً دار الخلافہ پہنچے اور وہاں سے بہت جلد واپس ہوئے، ان کے ساتھ امیر المومنین کے خاص اور باوثوق پانچ خدام تھے جن میں ایک تحریر بھی تھا، آتے ہی میرے والد نے حکم دیا کہ یہ سب حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے مکان پر رہیں اور ان کی دیکھ بھال کریں۔

رہیں۔ پھر چند اطباء کے پاس آدمی بھیجا کہ وہ آکر صبح و شام انہیں دیکھتے رہیں۔ دو دن گذر جانے کے بعد ایک شخص نے آکر خبر دی کہ آپ پر ضعف طاری ہے۔

صبح ہوتے ہی میرے والد آپ کے گھر پہنچے، اطباء کو حکم دیا کہ مسلسل یہاں رہیں۔ قاضی القضاة کے پاس آدمی بھیجا اور اس سے بلا کہ کہا کہ اپنے اصحاب میں سے دس اشخاص ایسے جن کو لائے جن کے

دین و امانت و زہد و تقویٰ پر اُسے کامل بھروسہ ہو۔ پھر ان دس آدمیوں کو بھی حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے گھر بھیج دیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ دن رات وہیں موجود رہیں۔

چنانچہ یہ تمام لوگ مسلسل وہیں رہے یہاں تک کہ ۲۶ صفر میں ماہِ ربیع الاول کے چند دن گذرنے کے بعد آپ نے وفات پائی، سارے متر من راتے میں ایک گہرام بھیجا گیا کہ ہاتھ ابنِ رضائے انتقال فرمایا۔

ادھر سلطان (حاکم) نے فوراً چند آدمی بھیجے کہ جا کر آپ کے مکان اور گھر کی تلاشی لو اور جو چیز بھی ہے اس کو سر جبر کر دو، اور ان کے فرزند کو تلاش کرو۔

عورتیں آئیں۔ انہوں نے اندر جا کر آپ کی کینزوں کو دیکھا کہ ان میں کوئی حاملہ عورت نہیں تھی۔

ابھی تو میں حاضر ہوں۔ صیقل نے انکار کیا، اور کہا کہ میرے پاس کوئی صاحبزادہ نہیں ہے ابھی تو میں حاضر ہوں۔

① = اپنے کام سے کام رکھو

ابو یاشم جعفری نے داؤد بن اسود سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میرے مولا حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام نے مجھے بلایا، ایک لمبی گول لکڑی دی جیسے دروازے کی چوکت ہو۔ پھر فرمایا، اے یجاؤ، عمری کو دے آؤ۔ میں لبیک چلا۔ ابھی راستے ہی میں تھا کہ میرے سامنے ایک سقاہ اپنے خیر کے ساتھ آگیا۔ خیر چھپر چڑھا رہا تھا۔

سقتے نے آواز دی کہ خیر سے بچو۔ میں نے وہی لکڑی جو میرے پاس تھی اٹھائی اور خیر کو مار دیا وہ لکڑی چھٹ گئی۔ میں نے غور سے دیکھا تو اس لکڑی میں کچھ سریر تھیں۔ میں نے جلدی جلدی لکڑی کو اپنے دامن میں سمیٹا اور وہ سقاہ پکار پکار کر مجھے اور میرے مالک کو گالیاں دیتا رہا۔ جب میں یہ سب سمیٹے ہوئے آپ کے گھر پہنچا تو عیسیٰ خادم مجھے دوسرے دروازے پر بلا اور لولا۔ آقا کہتے ہیں کہ تم نے خیر کو کیوں مارا جس سے لکڑی ٹوٹ گئی؟ میں نے عرض کیا کہ مجھے معلوم نہ تھا کہ اس لکڑی میں کیا ہے۔

آپ نے فرمایا، تم نے ایسا کام ہی کیوں کیا جس کی تمہیں معذرت کرنی پڑی۔ دیکھو! اب ایسا نہ کرنا۔ اور یاد رکھو! جب سو کہ کوئی ہیں گالی دے رہا ہے تو تم دیوالی سے اپنا دستہ ہی بول دو، اور جہاں تمہیں بھیجا گیا ہے وہاں جاؤ۔ جو نہیں گالی دے رہا ہو، اس سے دست و گریبان نہ ہو، اور اُسے یہ نہ بتاؤ کہ تم کون ہو، اس لیے کہ ہم ایک بڑے شہر اور بڑی آبادی میں ہیں۔ اچھا اب جہاں جا رہے تھے جاؤ اور یہ جان لو کہ تمہاری خبریں اور تمہارے حالات سب ہمارے سامنے پیش ہوا کرتے ہیں۔

(مناقب جلد ۴ ص ۲۲۴ - ۲۲۸)

② = واقفیوں سے ترک موالات کرو

احمد بن محمد بن مطہر سے روایت ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ اہل جیل میں سے ہمارے بعض اصحاب نے حضرت ابو محمد علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھ کر ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو حضرت امام موسیٰ بن جعفر صادقؑ کی امامت پر اُترتے تھے۔ ان کے بعد کے ائمہ کا قائل نہ تھا، کہ کیا اس سے تو اُترکھا جائے یا اس سے تبرک کیا جائے؟

آپ نے جواب میں تحریر فرمایا: کیا تم اپنے چچا کے لیے رحمت کی دعا کرو گے؟ اللہ تعالیٰ چچا پر رحم نہ کرے گا، اس سے تبرک کرو، میں ان (واقفیوں) سے بری ہوں ان سے میل منلاپ نہ رکھو، ان کے پیاروں کی عیادت کو نہ جاؤ، ان کے جنازوں میں شریک نہ ہو اور اگر ان میں سے کوئی مر جائے تو ان کی نماز جنازہ کبھی نہ پڑھو۔ خواہ ان میں سے کوئی ایسا ہو جو ایسے امام سے انکار کرتا ہو جس کی امامت اللہ کی جانب سے ہے، یا اماموں کی فہرست میں کسی ایسے امام کا اضافہ کرے جو من جانب اللہ امام نہ ہو۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی اللہ سے انکار کرے یا اس کو تین میں سے ایک سمجھے، دونوں برابر ہے۔

یاد رہے کہ جس نے ہمارے آخری امامت سے انکار کیا، اس نے گویا پہلے کی امامت سے بھی انکار کر دیا، اور جس نے ہم ائمہ کے ساتھ کسی اور کا اضافہ کیا وہ گویا ہم سب کی امامت کا منکر ہے۔

اور وہ سائل نہیں جانتا تھا کہ اُس کا چچا بھی واقفیوں میں سے تھا۔ آپ کے اس خط سے اس کو معلوم ہوا۔ (کشف الغمہ جلد ۳ ص ۱۱۱)

③ = انگلی کے اشارے سے ہدایت

کتاب الدلائل میں محمد بن ربیع شیبانی سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مقام ابواز میں مجھ سے اور ایک مرد ثنویہ سے مناظرہ ہوا۔ اس کے بعد میں سرمن رائے آیا مگر میرے دل میں اس مرد ثنویہ کی کچھ باتیں کٹک رہی تھیں، میں احمد بن حنبل کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام دربار عام سے نکل کر ادھر سے گذرے آپ نے میری طرف دیکھا اور اپنی انگشتِ سبابہ (دھڑکی انگلی) سے اشارہ کیا کہ ”ایک، ایک، یعنی آپ کو ایک سمجھو، دیکھو میں کس کا گروہ ہوں“

## ① = حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کا ارشاد

صقر بن دلف سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابو جعفر امام محمد تقی ابن حضرت امام علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے بعد میرا فرزند علی النقی امام ہوگا، اس کا قول میرا قول اور اس کا نام میری اطاعت ہوگی، اور اس کے بعد اس کا فرزند حسن امام ہوگا۔

(کمال الدین جلد ۲ صفحہ ۲۵۵)

## ② = حضرت امام علی النقی علیہ السلام کی نص

کتاب کمال الدین امام علی اور کتاب التوحید میں مرقوم ہے کہ عبد العظیم بن عبد اللہ نے حضرت امام علی النقی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا، میرے بعد میرا فرزند حسن امام ہوگا، اس کے بعد لوگوں کا حال عجیب ہوگا۔

(کمال الدین جلد ۲ صفحہ ۵۵)

## ③ = نصِ آخر :

صقر بن دلف سے روایت ہے کہ اس کا بیان ہے کہ حضرت امام علی النقی ابن حضرت امام محمد تقی ابن امام علی الرضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے بعد میرا فرزند حسن امام ہوگا اور حسن کے بعد اس کا فرزند قائم امام ہوگا جو کویق و عدل سے اس طرح بھروسے گا جیسے اس سے پہلے وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔

(کمال الدین جلد ۲ صفحہ ۵۵)

کفایۃ الاثرین بھی علی بن ابراہیم سے اسی کے مثل روایت ہے۔ (کفایۃ الاثرین جلد ۲ صفحہ ۲۱۶)

## ④ = نصِ آخر :

ابو ہاشم جعفری سے روایت ہے کہ میں نے ابو الحسن صاحب عسکری (امام علی النقی) کو فرمایا

ہوئے سنا کہ میرا جانشین میرے بعد میرا فرزند حسن ہوگا، گو میرے اس جانشین کے بعد جب اس کے جانشین کا زمانہ آئے گا اُس وقت تم لوگوں کا کیا حال ہوگا؟

راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا، میں آپ پر قربان، کیوں؟

آپ نے فرمایا، اس لیے کہ تم لوگ اُس کی ذات کو نہ دیکھ سکو گے، اور نہ اُس کا نام سیکر اُس کا ذکر نام لوگوں کے لیے جائز سمجھائے گا

میں نے عرض کیا، پھر اُن کا ذکر ہم لوگ کیسے کریں گے؟

آپ نے فرمایا، تم لوگ کہنا "الحجۃ من آل محمد علیہم السلام"

(کمال الدین جلد ۱ صفحہ ۲۶۲)

- کتاب غیبۃ طوسیٰ میں صحیح سے اسی کے مثل روایت ہے (غیبۃ طوسیٰ صفحہ ۱۳۱)
- کتاب الارشاد میں محمد بن احمد علوی سے اسی کے مثل روایت ہے (الارشاد صفحہ ۱۳۱)
- اعلام الوری میں بھی محمد بن احمد علوی سے اسی کے مثل روایت ہے (اعلام الوری صفحہ ۳۵۲)

## ⑤ = نصِ آخر :

علی بن عبد اللہ بن مروان انباری کا بیان ہے کہ جس وقت حضرت امام علی النقی علیہ السلام کے فرزند ابو جعفر کا انتقال ہوا، میں وہاں موجود تھا چنانچہ جب وہاں امام علی النقی علیہ السلام تشریف لائے تو آپ کے لیے کرسی رکھ دی گئی۔ آپ اس پر تشریف فرما ہوئے حضرت ابو محمد (امام حسن عسکری) علیہ السلام آپ کے پہلو میں کھڑے تھے جب آپ ابو جعفر کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تو حضرت ابو محمد سے فرمایا:

اے فرزند! اللہ کا شکر ادا کرو کہ اُس نے عہدہ امامت تمہارے لیے قرار دیا۔

(بصائر الدرجات صفحہ ۴۳۳)

• اعلام الوری میں معنی سے بھی اسی کے مثل روایت ہے۔

(اعلام الوری صفحہ ۲۵۵)

## ⑥ = نصِ آخر :

سعد بن ابی ہاشم جعفری سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ حضرت ابو الحسن عسکری (امام علی النقی) علیہ السلام کے فرزند ابو جعفر کی وفات کے وقت میں وہاں موجود تھا اور اس وقت تک ابو جعفر کی امامت کے اشارے اور دلالت سامنے تھے۔ میں اپنے دل میں سوچ رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ یہ تو بالکل ابو ابراہیم اور اسماعیل کا قصہ ہے اتنے میں میری طرف

اور نقصان کی دونوں طرح کی باتیں آگئیں، اور اگر اللہ کی طرف سے تمام نعمت و ہدایت فرض نہ ہوتا تو پھر نیز گوارا کی وفات کے بعد تم لوگ نہ میرا کوئی خطہ دیکھتے نہ مجھ سے کوئی ایک حرف سنتے۔

درحقیقت تم لوگ اپنے معاد سے غافل ہو۔ میرا دوسرا فرستادہ تم لوگوں کے پاس گیا، پھر میں نے ابراہیم بن عبدہ کو مقرر کیا اور اس کا خط محمد بن موسیٰ نیشاپوری کی معرفت تم لوگوں تک پہنچایا۔ اور اللہ ہر حال میں مددگار ہے مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ تم لوگ زیادتی کر رہے ہو خیر تم لوگ خود کھائے ہیں رہو گے۔

جو شخص اللہ کی اطاعت سے منحہ موڑے گا، اُس کے اولیاء کی نصیحتوں کو نہ سنے گا وہ رحمت خدا سے دور اور بہت دور ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو حکم دیا ہے کہ اللہ وحدہ لا شریک لہ کی اطاعت کرو، اُس کے رسول کی اطاعت کرو اور اولی الامر کی اطاعت کرو۔

اللہ تم لوگوں کے ضعف اور بے صبری پر رحم کرے، تم لوگوں کے حق میں میری دعا قبول کرے، میرے ہاتھوں تمہارے امور کی اصلاح کرے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يَوْمَ نَدْعُ كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ (سورة الاحقاف آیت ۱۰)

ترجمہ: (روز قیامت ہم ہر شخص کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔)

اور یہی ارشاد فرمایا ہے:

”جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَ

يَكُونَ النَّاسُ عَلَى السُّوْلِ عَلَيْكُمْ شٰهِيْدًا“ (سورة البقرة آیت ۱۴۳)

ترجمہ: (تم لوگوں کو ہم نے ایک درمیانی امت قرار دیا ہے تاکہ تم لوگ انسانوں کے اعمال کے شاہد بنو اور رسول تم لوگوں کے اعمال کا شاہد بنے۔)

نیز یہ بھی فرماتا ہے:

”كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ“ (سورة آل عمران آیت ۱۱۰)

ترجمہ: (تم بہترین امت ہو، جو اس لیے پیدا کیے گئے ہو کہ لوگوں کو نیکی کا حکم دو اور بُرائی سے منع کرو۔)

لہذا میں تو یہی چاہوں گا کہ قیامت کے دن جب اللہ مجھے بلائے اور میرے ساتھ میرے اہل زمانہ میں سے جن کو بلائے تو یہ دیکھے کہ میرا اس سے کتنا تعلق خاطر تھا، اور اس کو ہلکے ساتھ دنیا و آخرت میں رہنے کی کتنی آرزو و تمنا تھی۔

اے اسحاق! اللہ تم پر اور تمہارے بچوں پر رحم فرمائے میں نے تم سے ہر بات وضاحت سے بیان کر دی ہے۔ اس طرح بیان کر دی ہے جیسے کسی ایسے شخص کے سامنے بیان کی جائے جو اس امر امت کو بالکل سمجھا ہی نہ ہو اور ایک لمحہ کے لیے بھی اس معاملے میں اس نے قدم نہ رکھا ہو اور بعض باتیں تو اس خط میں ایسی ہیں کہ اگر ان کو سخت سے سخت پتھر بھی سمجھ لے تو یقین ہے کہ خوف خدا اور قلق کے مارے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور فوراً اطاعت الہی کی طرف راجع و مائل ہو جائے۔ اب اس کے بعد تم لوگ جو چاہو کرو۔ اللہ اور اس کا رسول اور مومنین تمہارے اعمال کو دیکھیں گے۔ اس کے بعد تم لوگ اُس خدا کی طرف پلٹائے جاؤ گے جو غیب و شہود ظاہر و باطن سب کا جاننے والا ہے اور اس وقت وہ تم لوگوں کو بتائے گا کہ تم نے کیا کیا اعمال کیے ہیں، عاقبت ثقیلوں کے لیے ہے اور بہت زیادہ حمد خدا کے رب العالمین کے لیے ہے۔

اے اسحاق! تم ہمارے پیغام رساں ہو، تم ابراہیم بن عبدہ کو میرا پیغام پہنچا دو اور اللہ اسے توفیق دے کہ وہ ان باتوں پر عمل کرے جو میں انشاء اللہ محمد بن موسیٰ نیشاپوری کی معرفت بذریعہ خط اس کو مطلع کروں گا۔ یہ پیغام تمہارے لیے اور تمہارے سارے اہل شہر کے لیے بھی ہے کہ وہ ان احکامات پر عمل کریں جو میں خط میں لکھ کر انشاء اللہ روانہ کروں گا۔

ابراہیم بن عبدہ کو چاہیے کہ وہ میرا خط اپنے اہل شہر کو بھی پڑھ کر سنا دے تاکہ وہ باہر سے مجھ سے اور اللہ کی اطاعت سے متمسک ہو جائیں۔ ابراہیم بن عبدہ پر اللہ کی طرف سے سلامتی اور برکت نازل ہو، نیز میرے دوستداروں کو بہت بہت سلام کہنا اللہ تعالیٰ اپنی توفیق تم سب لوگوں کے شامل حال کرے۔

تمہارے اہل شہر میں سے ہمارا جو دوستدار ہمارے اس خط کو پڑھے یا تمہارے خاطر کے وہ لوگ جو حق سے انحراف نہیں رکھتے، ان پر لازم ہے کہ وہ ہمارے حقوق ابراہیم کے حوالے کریں اور ابراہیم پر لازم ہے کہ وہ اسے رازی تک پہنچائے، یا رازی جن کا نام بتائیں اُس تک پہنچائیں، اس لیے کہ میرے حکم اور میری رائے سے ہے (انشاء اللہ)

اے اسحاق! تم میرا خط بلالی کو بھی پڑھ کر سنا دو، وہ بھی ایک مرد ثقہ پر پڑھو گا اور اپنے فرائض کو خوب جانتا ہے۔ نیز محمودی کو بھی پڑھ کر سنا دو، وہ بھی اپنی اطاعت کی وجہ سے ہمارے نزدیک مدوح ہے اور جب تمہارا ارادہ بعد از جانے کا ہو تو ہمارے مولف وکیل دہقان جو ہمارے دوستداروں سے ہمارے حقوق کی رقم جمع کرتا ہے اسے بھی پڑھ کر سنا دینا، بلکہ ہمارے دوستداروں میں سے جن کو بھی پڑھ کر سنانا ممکن ہو سنا دینا، بلکہ جو اس خط کی نقل لینا چاہتا ہو اُس کو اس کی نقل بھی دے دینا، یا جو اس کا شاہدہ کرنا چاہتا ہو اسے بھی دکھا دینا، اُن سے نہ

سے کسی نے کہا کہ ایک کینز ہے جو حاملہ معلوم ہوتی ہے۔  
 چنانچہ اس کینز کو حجرے میں بند کر کے اس پر بخیر اور اس کے ساتھیوں کا پہرہ بٹھا  
 دیا، اور عورتوں کو بھی وہیں رکھا۔ اس کے بعد آپ کے غسل و کفن کا اہتمام ہونے لگا۔ تمام بازاری  
 بستہ ہو گئے۔ میرے والد تمام بنی ہاشم، سرداران لشکر اور حکومت کے محرمین، بلکہ تمام لوگ آپ  
 کے جنازے کے ساتھ تھے ایسا معلوم ہوتا تھا، گویا ستر من رے میں قیامت برپا ہوگی۔  
 جب غسل و کفن ہو چکا تو سلطان نے ابو عیسیٰ ابن متوکل کے پاس آدمی بھیجا اور  
 حکم دیا کہ نمازِ جنازہ پڑھا دو۔

چنانچہ جب آپ کا جنازہ نماز کے لیے رکھا گیا تو ابو عیسیٰ قریب گیا، چہرے سے  
 کفن ہٹایا اور تمام علویوں، عباسیوں، بنی ہاشم، سرداران لشکر، حکومت کے محرمین، قاضیوں  
 اور فقہاء کو دکھایا اور کہا کہ دیکھ لو! یہ حسن بن علی بن محمد بن رضا ہیں جو اپنی طبعی موت سے مرے  
 ہیں اور وقتِ وفات امیر المومنین کے خدام میں سے فلاں فلاں ثقہ لوگوں میں سے فلاں فلاں  
 اطباء میں سے فلاں فلاں اور قاضیوں میں سے فلاں فلاں موجود تھے۔

پھر ابن عیسیٰ نے آپ کے چہرے پر کفن ڈال دیا، کھڑے ہو کر نمازِ جنازہ پڑھی جس میں  
 پانچ تکبیریں کہیں، اس کے بعد حکم دیا کہ جنازہ اٹھاؤ۔ ا  
 آپ کا جنازہ آپ کے گھر کے درمیانی حصے سے اٹھایا گیا، اور جہاں آپ کے  
 پیر پڑ گوار حضرت امام علی نقی علیہ السلام مدفون تھے وہاں دفن کیا گیا۔

جب سب دفن وغیرہ سے فارغ ہو کر جا چکے تو سلطان اور ان کے اصحاب حضرت  
 امام حسن عسکری علیہ السلام کے صاحبزادے کی تلاش کے لیے سجد بیتاب ہوئے۔ مختلف گھروں کے  
 تلاشی لی اور ان کی میراث کی تقسیم کو ملتوی کیا، جس کینز پر حاملہ ہونے کا شبہ تھا، اس پر دو سال  
 بلکہ اس سے زیادہ عرصے تک نگران عورتیں اور مرد مقرر کیے گئے۔ جب یہ واضح ہو گیا کہ اس کینز کے حمل  
 نہیں ہے تو اس کے بعد آپ کی میراث آپ کے بھائی جعفر اور آپ کی والدہ تقسیم کر دی۔ مگر آپ  
 کی والدہ نے آپ کی وصیت کا دعویٰ کیا اور قاضی کے سامنے اس وصیت کو ثابت کیا۔  
 سلطان بہت تلاش میں رہا کہ کہیں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے صاحبزادے  
 کا پتہ و نشان مل جائے۔

میراث کی تقسیم کے بعد جعفر میرے والد کے پاس آیا اور بولا: آپ مجھے وہی مرتبہ  
 اور مقام دیدیں جو میرے بھائی اور میرے والد کا تھا۔ (یعنی امامت) میں آپ کو بیس ہزار دینار  
 سالانہ دیتا رہوں گا۔

میرے والد نے اُسے ڈانٹا اور کھڑکی کھری رشتہ نانی اور کہا اے احمق! تو لوگ سیر  
 باپ اور تیرے بھائی کو امام ملتے تھے ان پر سلطان نے نوع بہ نوع مظالم ڈھائے تاکہ وہ اپنے  
 اس اعتقاد سے باز آجائیں۔ مگر یہ ممکن نہ ہو سکا، وہ ان لوگوں کو ان دونوں کی امامت کے اعتقاد  
 سے نہ ہٹا سکا۔ پس اگر تو اپنے باپ اور اپنے بھائی کے شیعوں کے نزدیک امام ہے تو پھر تجھے  
 اس کی کیا ضرورت ہے کہ سلطان تجھے یہ مرتبہ امامت عنایت کرے، اور اگر تو ان کے شیعوں  
 کے نزدیک امام نہیں ہے تو سلطان کے امام بننے سے کیا فائدہ وہ لوگ تو تجھے ہرگز امام  
 تسلیم نہ کریں گے۔

اس کے بعد میرے والد نے اس کو بہت ذلیل کیا اور حکم دیا کہ آئندہ اگر مجھ سے  
 ملنے کے لیے آئے تو اجازت نہ دی جائے۔

چنانچہ میرے والد جب تک زندہ رہے، اُس سے ملاقات نہیں کی۔ معاملہ اسی  
 طرح چلتا رہا اور آج تک سلطان، حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے صاحبزادے کی  
 تلاش میں ہے۔ (کمال الدین جلد ۱ ص ۱۱۵-۱۲۰)

حسن بن محمد اشعری اور محمد بن یحییٰ وغیرہ سے روایت ہے ان سب کا بیان ہے کہ  
 احمد بن عبید اللہ بن خاقان قم میں خراج اور مال گذاری کی تفصیل پر مقرر تھا اور اس کے  
 بعد اسی کے مثل روایت کی ہے۔ (امام الوری ص ۲۵۴، کافی جلد ۱ ص ۵۰۳)

ارشاد حضرت (۳۲-۲۱۸)  
 ۶ = حکومتِ وقت کو آپ کے فرزند کی تلاش

میں نے محمد بن حسین بن عباد  
 سے خود تویہ روایت نہیں سنی مگر تاریخ کی بعض کتابوں میں دیکھا ہے۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت  
 ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات روز جمعہ نمازِ صبح کے وقت ہوئی۔ اس شب کو  
 آپ نے اہل مدینہ کے نام بہت سے خطوط خود اپنے ہاتھ سے تحریر فرمائے۔ یہ واقعہ پہلی بار  
 سنہ ۲۶۰ء کا ہے۔ وقتِ وفات آپ کے پاس صیقل نامی کینز اور عقید نامی خادم کے سوا اور کوئی  
 نہ تھا، اور اگر ان کے علاوہ کوئی دوسرا بھی رہا ہو تو اس کا علم اللہ کو ہے۔

عقید خادم کا بیان ہے کہ آپ نے مصطلک کے ساتھ بلا ہوا پانی منگوایا میں نے  
 پانی حاضر کیا، پھر فرمایا: میں نماز پڑھوں گا۔

ہم لوگوں نے آپ کے حجرے میں ایک رومال بچھا دیا۔ آپ نے صیقل سے پانی  
 لیا، چہرہ دھوا۔ دونوں ہاتھ ایک ایک مرتبہ دھوئے، سر کا مسح کیا، دونوں پاؤں کا مسح کیا۔

اپنے بستری پر نماز صبح ادا کی۔ اس کے بعد پینے کے لیے ایک پیالے میں پانی لیا۔ جوں ہی پیالہ منہ کو دکھایا، آپ کے دندان مبارک پیالے پر بیٹھے لگے، ہاتھ کا پینے لگا صیقل نے فوراً آپ کے ہاتھ سے پیالہ لے لیا اور فوراً آپ کی روح مقدس پرواز کر گئی، اور جو رحمت الہی میں جا پہنچی۔ شرمین رائے میں آپ کے والد بزرگوار کے پہلوں میں آپ کو دفن کر دیا گیا۔ اس وقت آپ کی عمر کامل اسی سال تھی۔

اسی روایت کے ضمن میں ابن عباد کا بیان ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری مکی والدہ گرامی مدینہ سے شرمین رائے تشریف لائیں اور میراث کے متعلق آپ کے بھائی جعفر کے ساتھ ان کے بڑے قصبے رہے جس کا بیان باعث طوالت ہے۔ جعفر نے سلطان کے پاس جا کر جعلی کھائی اور وہ راز جسے اللہ نے چھپانے کا حکم دیا تھا اس کو افشاء کر دیا۔

مگر اس راز کو چھپانے کے لیے اس وقت صیقل کینز نے دعویٰ کر دیا کہ میں حاملہ ہوں۔ لوگ اس کو معتبر کے گھر پکڑ کر لے گئے اور معتبر کی عورتیں اس کی خادما میں موفق کی عورتیں اس کی خادما میں، قاضی ابن ابی شوارب کی عورتیں ہمہ وقت اس کی نگرانی کرنے لگیں کہ اسی اثنا میں صفارتے عیاسیوں کے خلاف خروج کر دیا۔ پھر عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان یک بیک فر گیا۔ ادھر شاہ زنگ نے بھرہ پر حملہ کر دیا اور ان لوگوں کو شرمین رائے سے نکلتا پڑا اور صیقل کی طرف سے ان لوگوں کی توجہ ہٹ گئی۔

(کمال الدین جلد ۲ صفحہ ۱۵-۱۶)

”مروج الذهب“ میں ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام نے عہد خلافت معتبر میں ۲۷۰ھ میں وفات پائی اور اس وقت آپ کی عمر ۲۹ سال تھی۔ فرقہ قطعیہ یعنی جہور شیعہ کے نزدیک آپ بارہوی امام حضرت امام مہدی منتظر کے والد گرامی ہیں۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات کے بعد ان لوگوں میں حضرت امام منتظر کے متعلق اختلاف ہوا اور یہ بیس فرقوں میں بکھر گئے۔

نوٹ: حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات کے بعد لوگ متعدد فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔

- ① ایک فرقے نے امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات سے انکار کیا اور کہا کہ وہ غائب نہیں اور وہی قائم منتظر ہیں۔
- ② دوسرے فرقے نے آپ کی موت کا اقرار کیا، مگر ان کا خیال ہے کہ وہ از سر نو زندہ ہو جائیں گے اور وہی امام منتظر ہیں۔

تیسرا فرقہ اس عقیدہ متفق ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام پر آل محمد کی امامت کا سلسلہ منقطع ہو گیا، اب امت کے لیے مرجع اہلبیت علیہم السلام کی طرف روٹھنا چوتھے فرقے کا خیال ہے کہ حضرت امام علی النقی علیہ السلام کی وصیت کے مطابق آپ کے بعد عہدہ امامت آپ کے بھائی جعفر کا حق ہے۔

پانچواں فرقہ بھی جعفر ہی کی امامت کا قائل ہے مگر برہنہ وصیت حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام ہے۔

چھٹا فرقہ یہ کہتا ہے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے بعد آپ کے صاحبزادے علی امام ہیں اور وہی مہدی منتظر ہیں۔ ان میں اور قطعیہ امامیہ کے درمیان لغوی اختلاف ہے یعنی یہ کہتے ہیں کہ ان کا نام علی ہے اور امامیہ کہتے ہیں کہ ان کا نام محمد ہے۔

ساتواں فرقہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام ہی کو امام نہیں تسلیم کرتا بلکہ کہتا ہے کہ امام وہی ہو گا جس کے کوئی فرزند ہو، تاکہ اپنے باپ کی حیات تک وہ امام عبادت رہے اور اس کے بعد امام ناطق اور امام حسن عسکری علیہ السلام کے بظاہر کوئی اولاد ہی نہیں ہوتی، پھر وہ کیسے امام ہو سکتے ہیں؟ ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے بھائی محمد بن علی النقی نے اپنے والد کے انتقال کے وقت ان کے غلام نفیس کو ہدایت کی کہ یہ خاندانی کتابیں، یہ خاندانی اسلحے جعفر بن علی کو دے دو یہ بات ان کے اور ان کے والد امام علی النقی کے درمیان طے ہو چکی تھی۔ اس کے بعد جعفر بن علی اپنے والد حضرت امام علی النقی علیہ السلام کے بعد امام ہوئے۔

آٹھواں فرقہ وہ ہے جو ریب و شک میں مبتلا ہے، اس کو نہیں معلوم کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے انتقال کے بعد امامت ان کے صاحبزادے یا ان کے بھائی جعفر بن علی اور ان کی اولاد کے حق میں ہے۔ اس لیے وہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام پر توقف کرتے ہیں۔ آگے کے لیے کچھ نہیں کہتے۔ ان کے علاوہ شیعوں میں اور بھی متعدد فرقے ہیں۔

### ④ - شیعوں میں افتراق

ابو غانم سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا، آپ نے فرمایا کہ سلسلہ امامت پر شیعوں میں افتراق پیدا ہو گیا۔

چنانچہ اسی سہ ماہ میں آپ نے وفات پائی اور آپ کے شیعوں اور نصرت کرنے والوں میں بے فتراق پیدا ہو گیا۔ کچھ حنفیوں کی طرف مائل ہو گئے، کچھ نے اس کو امام مان لیا، مگر تنگ میں رہے، کچھ گوگلوں میں رہے، کچھ لوگ اللہ کی توفیق سے اپنے دین پر ثابت قدم رہے۔

دکھانہ الاثر ۲۲۶

• اُبی اور ابن ولید دونوں سعد بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں۔ اُس کا بیان ہے کہ جو لوگ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات کے وقت موجود اور اُن کے دفن میں شریک نہ ہوئے انہوں نے مجھ سے بیان کیا، اور وہ اتنے تھے کہ جن کو شمار نہیں کیا جاسکتا، اور ان میں ایسے بھی لوگ تھے کہ ان جیسوں پر کذب و دروغ کے الزام لگانے کا کوئی جواز نہیں۔

الغرض حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات کے اٹھارہ یا اسی زیادہ سال بعد ۳۲۰ھ میں ہم احمد بن عبید اللہ ابن حاقان کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ وہ اس وقت خلیفہ وقت کی طرف سے خراج و مالگذاری وصول کرنے کے لیے عامل مقرر تھا، مگر وہ اول درجہ ناصبی اور آل ابوطالب کا شدید ترین دشمن تھا۔ دوران گفتگو میں آل ابی طالب میں سے اُن لوگوں کا ذکر چھڑ گیا جو سُمرن رائے میں مقیم ہیں، وہ یہ کہ ان کا مذہب کیا ہے؟ ان میں صلاحیت کیسی ہے؟ بادشاہ کے نزدیک ان کی قدر و منزلت کیا ہے۔

احمد بن عبید اللہ نے بتایا کہ میں نے سُمرن رائے میں علویوں کے اندر اہل بیت و سلطان وقت اور تمام بنی ہاشم کے نزدیک ہریت و خاموشی و عفت و کرم میں حضرت امام حسن علی بن محمد بن رضا علیہ السلام جیسا شخص نہ دیکھا، نہ سنا۔ یہ لوگ اپنے بزرگوں پر بھی، اُن کی عقلمندی پر بھی تھے اور اسی طرح سرداران لشکر اور وزراء و کاتبین اور عوام الناس بھی ان کا احترام کرتے تھے۔ احمد بن عبید اللہ کا بیان ہے کہ ایک دن میں اپنے والد کے پس پشت کھڑا تھا اس روز دیباہ عام تھا کہ حاجبین دربار آئے اور عرض کیا کہ حضرت ابن رضا دروازے پر ہیں میرے والد نے باواز بلند کہا، انہیں فوراً آنے کی اجازت دو۔

پھر میں نے دیکھا کہ ایک نوجوان، سرگیں آشکیں، میانہ قد، حسین چہرہ، گدازدہن چہرے سے ہیبت و جلال آشکارا، اندر داخل ہوئے۔ میرے والد نے جب انہیں آتے ہوئے دیکھے تو ان کے استقبال کے لیے اُٹھ کر خود چند قدم آگے بڑھے۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ انہوں نے بنی ہاشم میں سے کسی کے لیے یا کسی سردار لشکر کے لیے یا کسی وئی عہد کے لیے ایسا کیا ہو۔ جب میرے والد ان کے قریب پہنچے تو گلے لگایا۔ اُن کے چہرے اور دونوں کانوں کو بوسہ دیا۔ اُن کا ہاتھ لے کر ماتھے میں ڈالا اور انہیں ملا کر اپنے منہ سے بوسہ دیا جس پر وہ خوب بیٹھے ہوئے تھے اور اُن

پہلو میں اُن کی طرف رُخ کر کے بیٹھ گئے، اُن سے باتیں کرنے لگے اور نام کے بدلے اجترامان کی کنیت استعمال کرتے اور کہتے کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ مجھے یہ دیکھ کر سید تعجب ہوا اتنے میں چند حاجبین دربار آئے اور بولے امیر موفق آیا ہے۔

امیر موفق جب میرے والد کے پاس آیا کرتا تو اس کے لیے حاجبین اور مخصوص خدام آگے بڑھ کر استقبال کرتے، نیز میرے والد کی مجلس (جائے نشست) اور گھر کے دروازے کے درمیان دو پرورے لٹکا دیتے، تاکہ بے تکلف آنا جانا رہے۔

ابھی میرے والد اس نوجوان سے مصروف گفتگو ہی تھے کہ اُن کی نظر موفق کے خدام خاص پر پڑی۔

انہوں نے اُس نوجوان سے کہا، اے ابو محمد! میں آپ پر قربان، اگر آپ چاہیں، تو یہاں سے اُٹھ کر دوسری طرف چلے جائیں۔

پھر اپنے غلام سے کہا، انہیں پردوں کے پیچھے لپیٹاؤ تاکہ موفق کی نظر ان پر نہ پڑ سکے۔ اس کے بعد میرے والد نے اُٹھ کر انہیں گلے لگایا، اُن کی پستانی کو بوسہ دیا، اور وہ پس پردہ چلے گئے۔

میں نے اپنے والد کے حاجبوں اور غلاموں سے پوچھا، یہ بتاؤ کہ یہ کون ہیں جن کے ساتھ میرے والد اس طرح پیش آئے۔

انہوں نے عرض کیا، یہ ایک مرد علوی ہیں، ان کا نام حسن بن علی ہے مگر ان کا نام سے مشہور ہیں۔

یہ سن کر مجھے اور تعجب ہوا۔ میں دن بھر اس نوجوان کے اور اپنے والد کے درمیان ان روابط پر سوچتا اور غور کرتا رہا، یہاں تک کہ رات ہو گئی۔ میرے والد کی عادت تھی کہ بعد نماز عشاء بیٹھے اور ضروری حکامات کو، نیز جو معاملہ سلطان کے سامنے پیش کرنا ہوتا اسے دیکھتے تھے۔

اب جبکہ وہ ان تمام امور سے فارغ ہو کر بیٹھے، تو میں بھی اُن کے سامنے جا کر بیٹھ گیا۔ تاکہ کچھ دریافت کروں۔

میرے والد نے کہا، احمد! کیا تمہیں کچھ کام ہے؟ میں نے کہا، جی ہاں، بابا! اگر آپ کی اجازت ہو تو ایک بات پوچھوں۔

انہوں نے کہا، ہاں ہاں، پوچھو۔ میں نے کہا، بابا وہ کون شخص تھا جس کو میں نے دیکھا کہ آپ اس کے ساتھ



امام حسن عسکری علیہ السلام کو اپنا وصی بنایا اور اپنے بعد ان کی امامت پر نص فرمایا۔ نیز مجھے اور اپنے خدام کی ایک جماعت کو اس پر گواہ بنایا۔  
(اعلام الوری ص ۳۵)

ابن قولیہ نے کلینی سے اسی کے مثل روایت کی ہے (الارشاد ص ۳۵)

یحییٰ بن بشار عنبری سے بھی اسی کے مثل روایت ہے (فی جلد ۱ ص ۳۲۵)

(عینہ طوسی ص ۱۳۲-۱۳۱)

### ۱۲ = نصِ آخر :

علی بن عمر نوفلی سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے

کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابوالحسن امام علی النقی علیہ السلام کے ساتھ آپ کے گھر کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا کہ ادھر سے آپ کے فرزند ابو جعفر محمد کا گذر ہوا۔

میں نے عرض کیا، میں آپ پر قرآن، کیا آپ کے بعد یہ ہم لوگوں کے امام ہوگا؟  
آپ نے فرمایا، نہیں، میرے بعد تم لوگوں کے امام حسن بنو گے۔

(الارشاد ص ۲۱۵) (اعلام الوری ص ۲۵، کافی جلد ۱ ص ۲۲۵-۲۲۶)

### ۱۳ = نصِ آخر :

عبد اللہ بن محمد اصفہانی کا بیان ہے کہ حضرت ام

علی النقی علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ میرے بعد تم لوگوں کا امام وہ ہوگا جو میری نماز جنت میں پڑھنے کا

راوی کا بیان ہے۔ اس سے پہلے حضرت ابو محمد (حسن عسکری) علیہ السلام

سچ پتے نہ تھے، مگر امام علی النقی علیہ السلام کی وفات پر وہ برآمد ہوئے اور انھوں نے آپ کی نماز جہانہ پڑھائی۔  
(الارشاد ص ۳۱۵)

### ۱۴ = نصِ آخر :

علی بن جعفر کا بیان ہے کہ جس وقت حضرت امام

علی النقی علیہ السلام کے فرزند محمد کا انتقال ہوا تو میں وہاں موجود تھا۔

آپ نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے فرمایا اے فرزند! خدا کا شکر

کہ امامت تمہارے حصے میں ہے۔

(اعلام الوری ص ۲۵، الارشاد ص ۳۱۵)

### ۱۵ = نصِ آخر :

علی بن جنزبیل سے روایت ہے اُس کا بیان ہے کہ میں

نے ایک مرتبہ حضرت ابوالحسن (امام علی النقی) علیہ السلام سے عرض کیا، اگر نعوذ باللہ آپ کو کچھ ہو گیا تو پھر ہم لوگ کس کی طرف رجوع کریں؟  
آپ نے ارشاد فرمایا، میرے بعد میرا عہدہ امامت میرے بڑے فرزند علی حسن عسکری کو ملے گا۔

(الارشاد ص ۲۱۶)

### ۱۶ = نصِ آخر :

علی بن عمرو عطارد سے روایت ہے اُس کا بیان ہے کہ

ایک مرتبہ میں حضرت امام علی النقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس وقت آپ کے فرزند ابو جعفر زندہ تھے اور میرا مکان تھا کہ آپ کے بعد یہی (ابو جعفر) آپ کے جانشین ہوں گے

میں نے عرض کیا، میں آپ پر قربان، آپ کی اولاد میں سے خاص الخاص کون ہے؟  
آپ نے فرمایا، میری اولاد میں سے کبھی کسی کو خاص الخاص نہ سمجھو جیتک کہ میں تم

لوگوں کو کوئی حکم نہ دوں۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر میں نے وفات ابو جعفر کے بعد آپ کی خدمت میں خط لکھا کہ (آپ کے بعد) یہ امر امامت کس کے لیے ہے؟

آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا، امر امامت (میرے بعد) میری سب سے بڑی اولاد کے لیے ہے اور ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام جعفر (کتاب) سے بڑے تھے۔

(الارشاد ص ۲۱۶)

### ۱۷ = نصِ آخر :

بنی ہاشم کی ایک جماعت سے روایت ہے جس میں

حسن بن حسین افسس بھی تھے۔ ان کا بیان ہے کہ جس روز حضرت امام علی النقی علیہ السلام کے فرزند محمد کا انتقال ہوا ہے سب لوگ حضرت امام علی النقی علیہ السلام کے گھر پہنچے۔ دیکھا کہ آپ کے لیے صحن خانہ میں ایک فرش بچھا ہوا ہے لوگ آپ کے گرد بیٹھے ہوئے ہیں اور ہم لوگوں کا اندازہ ہے

کہ آل ابی طالب اور بنی عباس کے تقریباً ڈیڑھ سو آدمی اُس وقت آپ کے پاس بیٹھے تھے ان کے علاوہ آپ کے منام اور دوسرے لوگ بھی تھے کہ اتنے میں نظر اٹھائی تو دیکھا کہ آپ کے فرزند

حضرت حسن عسکری علیہ السلام گریبان چاک آپ کے پیلو میں اگر کھڑے ہو گئے، اُس وقت ہم لوگ اُن کو پہچانتے بھی نہ تھے۔

اُن کے کھڑے ہونے کے ایک ساعت بعد حضرت امام علی النقی علیہ السلام نے اُن کی طرف دیکھا اور فرمایا: اے فرزند! خدا کا شکر ادا کرو کہ اُنہی نے امر امامت کو تمہارے لیے فرمایا ہے۔

یہ سن کر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام رونے لگے اور اَنَا لِلّٰهِ وَاَنَا الیہ رَاجِعُونَ پھر فرمایا: اللہ رب العالمین کی حمد اور اس کا شکر ہے کہ اُس نے ہم پر اپنی نعمت کو تمام کیا۔ اَنَا لِلّٰهِ وَاَنَا الیہ رَاجِعُونَ۔

ہم نے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ کسی نے کہا، یہ امام علی النقی علیہ السلام کے فرزند حسن ہیں۔ ہمارے اندازے کے مطابق اُس وقت آپ کی عمر تقریباً بیس سال ہوگی۔ اُس دن ہم نے انہیں پہچانا اور سوجھ گئے کہ امامت کے لیے ان ہی کو انتخاب کیا گیا ہے۔ اور ان ہی آپ نے اپنا جانشین نامزد فرمادیا ہے۔ (کافی جلد ۱ - صفحہ ۳۲۶-۳۲۷) (الارشاد ص ۱۸)

### ۱۸۔ نص آخر :

ابو جعفر مہدی سے روایت ہے اُس کا بیان ہے کہ حضرت ابوالحسن امام علی النقی علیہ السلام نے مجھے خط میں لکھا کہ میرا فرزند ابو محمد (امام حسن عسکری) اکل حسد میں صبح تین فطرت کا مالک ہے اور ان میں سب سے زیادہ مؤثق اور صاحب حجت یہ میری اولاد میں سب سے بڑا ہے یہی میرا جانشین ہے، امامت کا عہدہ اسی کو طے گا جو مسلمانوں کے لیے اچھا چاہتے ہو، اُس سے پوچھو، اس کے پاس ہر وہ چیز ہے جس کی تمہیں احتیاج ہے۔ (اعلام الوری ص ۲۵۱، کافی جلد ۱ - صفحہ ۳۲۶-۳۲۷، الارشاد ص ۱۸)

# بخارا الاخبار



باب



بعض معجزات مکام اخلاق  
اور  
دیگر امور

احترام و اکرام کا سلوک کر رہے تھے ؟ اور فرما ہے تمہارے مال باپ آپ پر قربان۔

انہوں نے کہا بیٹے ! وہ ابنِ رضا ہیں جو رافضیوں کے امام ہیں !  
پھر تھوڑی دیر خاموش رہے، اس کے بعد بولے بیٹے ! اگر یہ خلافت نبی عباس کے  
نکلی تو نبی ہاشم میں اس خلافت کا مستحق ان کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے۔ اور یہ استحقاق ان کو اپنے  
فضل و شرف، اپنی عفت و ہدایت، اپنی صیانتِ نفس، اپنی پرہیزگاری اور عبادتِ اپنے بہترین  
اختلاق و صلاحیت کی بنا پر ہے۔ تم انہیں جب دیکھو گے تو یہ سمجھو گے کہ ایک مردِ جلیل و شریف  
اور عالم و فاضل کی زیارت سے مستفیض ہو رہا ہوں۔

جب میں نے اپنے والد سے ان کے متعلق یہ سنا تو مجھے اپنے والد پر غصہ آیا۔  
لیکن میں ان کے حالات لوگوں سے دریافت کرتا اور ان کے متعلق بحث کرتا رہا۔ میں نے نبی ہاشم  
سردار ان لشکر، کاتبانِ حکومت، قاضیانِ مملکت، فقہائے عصر اور تمام لوگوں میں جس کسی سے بھی  
ان کے متعلق دریافت کرتا، یہی معلوم ہوتا کہ ان لوگوں کے نزدیک ان کا درجہ انتظام و اکرام ہے،  
سب ان کو اچھے الفاظ سے یاد کرتے ہیں اور اہل بیت اپنے بوڑھوں اور بزرگوں پر بھی انہیں  
مقدم سمجھتے ہیں۔ مگر ہر ایک یہی کہتا کہ وہ رافضیوں کے امام ہیں۔ پھر تو میرے نزدیک ان کی قدر و منزلت  
اور بڑھ گئی۔ میں نے ان کے تمام دوست اور دشمن سب کو دیکھا کہ وہ سب ان کے مزاج تھے۔  
ایک مرتبہ میرے والد کی مجلس میں کچھ اشعری بھی موجود تھے۔

ان میں سے ایک نے پوچھا اے ابو بکر ! یہ بھی تو بتائیں کہ ان کے بھائی جعفر کا

کیا حال ہے ؟

انہوں نے کہا جعفر کون ہے جس کا حال معلوم کیا جائے، یا جس کا نام ان کے  
ساتھ لیا جائے۔ جعفر بالاعلانِ فتنہ و فوج میں مبتلا رہتا ہے، بے شرم و بے حیا اور شاربِ خمر ہے  
تم نے ایسے لوگ کم ہی دیکھے ہوں گے۔ وہ نرا گھصا اور حق ہے۔



# ایک شبے کا ازالہ

واضح ہو کہ ۱۱۰۶ھ میں سمرقند کے اندر روضہ منورہ عسکریہ میں ایک  
حادثے سے دو چار ہوا اور اس کی صورت یہ ہوئی کہ سمرقند کے پیرروہیوں اور اجلاّت نے  
غلبہ پایا۔ ان کے ظلم و تم سے عاجز آکر وہاں کے سادات و اشراف اپنا گھر بار چھوڑ کر گئے اور  
ان روہیوں اور اجلاّت عرب نے روضہ مقدّس کے احترام و اکرام میں بے توقیر سے کام لیا  
چنانچہ ایک شب روضہ کے اندر چراغ کسی نامناسب جگہ رکھ دیا گیا اور  
ہوا فتنیلہ اتفاقاً گر پڑا جس سے روضہ کے فرش اور لکڑیوں نے آگ پکڑ لی، جبکہ روضہ  
کوئی رہ نہ گیا تھا جو اس کو بروقت بجھا دیتا، اس لیے روضہ کے سارے فرداں و دروازے  
مقدس صندوق وغیرہ جل گئے۔ یہ چیز ضعیف العقل شیعوں کے اعتقادات میں مکتوب  
ناصیوں میں بیباکی و گستاخی میں اضافہ کا سبب بن گئی۔ حالانکہ ان جاہلوں کو یہ نہیں  
سے اللہ کی بارگاہ میں ان ذواتِ مقدّسہ کی بلند مقام اور رفعتِ شان میں کوئی فرق  
یہ حادثہ وہاں کے موجود باشندوں سے اللہ کی ناراضگی کی علامت ہے۔ یہ ضروری نہیں  
ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ معجزہ معراجِ کلیدہ اور اسرارِ خفیہ کے تابع ہوتا ہے۔ ایسے واقعات  
مکلفین کو ان کے فریضہ کا احساس دلانا اور ان کی تنبیہ و آزرش بھی مقصود ہے۔  
علاوہ ازیں ایسے واقعات و حادثات تو مدینہ منورہ کے اندر روضہ مقدّس میں  
بھی پیش آچکے ہیں۔ چنانچہ شیخِ کامل و فاضلِ یحییٰ بن سعید اپنی کتاب "جامع التواریخ" باب اللہ  
میں تحریر فرماتے ہیں کہ مدینہ جلنے کا موقع تو مستحب ہے کہ آنحضرت کے ممبر کے پاس  
نماز پڑھی جائے۔ اور اس کے بعد لکھتے ہیں کہ: مگر اس سال یعنی ۱۰۵۶ھ میں ماہِ ربیع الثانی  
اندر منبرِ رسول اور مسجدِ رسول کی چھتیں سب جل گئیں اور اب اس کے بعد تو یہ  
نیز صاحبِ کتاب "عیون التواریخ" جو فاضلِ مخالفین میں سے ہے، نے  
واقعات کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں کہ شبِ جمعہ یکم ماہِ رمضان ۱۰۵۶ھ میں  
صلی اللہ علیہ وسلم میں آگ لگی اور اس کی ابتداء شمال مغرب کے گوشے سے ہوئی  
کے داخل ہوا اس کے ساتھ آگ سبھی اُس سے وہاں کی بعض چیزوں

## ① = آپ کے سرِ اقدس کا نور

حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام

کے عنقاہ بزل کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سوئے تھے اور آپ کے سر مبارک سے ایک نور سا طبع تھا جو آسمان تک پہنچ رہا تھا۔

(مختار الخواجا ص ۲۱۵ کشف الغمہ جلد ۲ ص ۲۰۷)

• کتاب الدلائل میں بھی اسی کے مثل روایت ہے

## ② = اطلاع آمد امام جہدی

عیسیٰ بن میخ سے روایت ہے اس کا بیان ہے

کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام ہم لوگوں کے پاس قید خانے میں آئے میں آپ کو پہچاننا آپ نے مجھ سے فرمایا، تمہاری عمر اس وقت بیسٹھ سال تھے میں نے اور اتنے دن کے لیے میرے پاس دعاؤں کی کتاب تھی جس میں میری تاریخ پیدائش تحریر تھی۔ میں نے اسے دیکھا تو واقعاً جو آپ نے فرمایا تھا وہ بالکل صحیح تھا۔

آپ نے پھر پوچھا، تمہارے کوئی لڑکے ہیں؟

میں نے عرض کیا، نہیں۔

آپ نے فرمایا، پروردگار! اس کو ایک لڑکا عنایت فرما جو اس کا بازو بنے۔ کیونکہ

باپ کے لیے بہترین بازو ہوتا ہے۔

میں نے عرض کیا کہ، کیا آپ کے بھی کوئی بیٹا ہے؟

آپ نے فرمایا، ہاں، خدا کی قسم میرے ایک بیٹا ہوگا جو زمین کو قسط و عدل سے اس طرح بھر دے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ مگر اس وقت تو کوئی لڑکا نہیں ہے

(مختار الخواجا)

## ③ = ظہور امام جہدی اور انہدام منار مساجد

ابو ہاشم جعفری کا بیان ہے کہ میں

ایک مرتبہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے اثنائے گفتگو ارشاد فرمایا، جب امام قائم (جہدی) کا ظہور ہوگا تو وہ حکم دیں گے کہ مسجدوں کے تمام منارے اور مقصورے (مینار اور کنگرے) منہدم کر دیے جائیں۔ میں نے اپنے دل میں کہا، آخر وہ ایسا کیوں کریں گے؟

میرے دل میں یہ بات آتے ہی آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ وہ ایسا اس لیے کریں گے کہ یہ حیرت اور بدعت ہے۔ نہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی اپنی مسجد میں کوئی مینار یا مقصورہ بنانے کا حکم دیا، اور نہ کسی حجت خدا نے نبویا۔ (مناقب آل ابی طالب جلد ۳ ص ۲۲۷۔) (غیبۃ ایشخ ص ۱۳۳)

- کشف الغمہ میں دلائل حمیری سے ابو ہاشم کی یہی روایت مرقوم ہے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ ص ۳۹)
- اعلام الوری میں بھی اسناد کے ساتھ جعفری کی یہی روایت مرقوم ہے۔ (اعلام الوری ص ۲۵۵)

## ④ = اسحاق کندی کی تناقض قرآن

## اور امام حسن عسکری علیہ السلام کی تردید

ابو القاسم کوئی نے کتاب التبدیل

میں تحریر کیا ہے کہ اسحاق کندی جو عراق میں اپنے زمانے کا سب سے مشہور فلسفی تھا اس نے ایک کتاب "تناقض القرآن" تصنیف کرنی شروع کی۔ اسے اپنی اس تصنیف پر بڑا ناز ہوا، اور اپنی جگہ پر کھنچے لگا کہ اس نے علماء میں ایک منفرد مقام حاصل کر لیا ہے۔

اس کا ایک شاگرد، ایک دن حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت

میں حاضر ہوا۔

آپ نے اس سے ارشاد فرمایا، کیا تم میں کوئی ایسا مرد شہید نہیں ہے جو اپنے استاد کندی کو اس کام سے باز رکھ سکے جو وہ قرآن کے سلسلے میں کر رہا ہے؟

اس شاگرد نے عرض کیا، مگر ہم لوگ تو اس کے شاگرد ہیں ہمارے لیے یہ بات

کب مناسب ہے کہ اس کے کسی بھی کام پر اعتراض کریں؟

دیکھتے ہی دیکھتے تیزی کے ساتھ چھت بھی جلنے لگی پھر وہاں سے تیزی کے ساتھ آگے بڑھی اور لوگوں نے آگ بجھانے کی فوراً کوشش کی مگر مسجد کی ساری چھتیں جل گئیں، بلکہ بعض ستونوں کے لیے بھی پتھل گئے، اور ہر سب کچھ لوگوں کے سونے سے پہلے ہو گیا۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرے کی چھت بھی جل گئی اور لوگوں نے جمعہ کو نماز صبح دوسری جگہ پڑھی۔ بلکہ تاریخ کی کتابوں میں تو یہاں تک ہے کہ قرامطہ نے خانہ کعبہ کو مسما کیا اور حجر اسود وہاں سے اٹھا کر لے گئے اور اسے مسجد کو ذمہ میں نصب کر دیا مگر ان میں سے کسی موقع پر کوئی عجزہ ظاہر نہیں ہو اور اللہ کی طرف سے ان مواقع پر فوراً کوئی روک ٹوک نہیں ہوئی، بلکہ کچھ زمانے کے بعد ان شہروں میں وہاں کے باشندوں پر غضب الہی کے آثار ظاہر ہوئے جس طرح سامرہ میں روفہ عسکین کے جلنے کی وجہ سے غضب الہی کا اظہار اس طرح ہوا کہ روم پر عربوں کو فتح ہوئی، ان کے کئی شہر انھوں نے جہنم میں لے گئے، ان کے بیشمار آدمی قتل ہوئے اور یہ جنگ کی آگ ان اطراف میں تیز سے تیز تر ہوتی گئی۔

پھر ان کی سلطنت پر افرنکی قابض ہو گئے، اور انھوں نے بھی ان کے بیشمار آدمی قتل کیے، اور یہ سب نتیجہ تھا اس امر کا کہ انھوں نے اموریہ میں تساہلی برقی اور ائمہ علیہم السلام کے احترام میں بے توقیری سے کام لیا۔

اور تندرگہ بالا ہی غضب الہی کی شہادت کے لیے کافی ہیں۔ اس کے علاوہ بخت نصر کا بیت المقدس پر قابض ہونا، اس کو منہدم کرنا، اس کے احترام کو بر باد کرنا، حالانکہ بیت المقدس انبیاء پر اور اوصیاء کا تعمیر کردہ تھا۔ وہ سب سے بڑی عبادت گاہ اور سب سے بڑی مسجد تھی قبلہ اولیٰ تھا، مگر بخت نصر نے وہاں کئی ہزار بنی اسرائیل کے اصفیاء و صلحاء و اخیار اور رہبان کو قتل کر ڈالا۔ یہ بھی اس لیے ہوا کہ بنی اسرائیل نے اپنے انبیاء کی نافرمانی کی، ان کی مدد نہیں کی، ان کی شان میں گستاخیاں کیں اور انھیں قتل کیا تھا۔

پھر حال جب سمرقند میں روفہ عسکین کے جلنے کی خبر جب سلطان حسین کو پہنچی تو انھوں نے اس روفہ کی تعیسہ نو کو اپنے لیے فرض میں سمجھا، اور حکم دیا کہ چاروں صندوقوں کی ترسیص و تزئین کر دی جائے اور قبر کے گرد جالی مار ضریح بنا دی جائے جو انتہائی خوش کن اور دیدہ زیب ہو۔

(فقط) تمت بالخیر